

بيني لِنْهُ الرَّهُمْ الرَّهِمْ الرَّهِمْ الرَّهِمْ الرَّهِمْ الرَّهِمْ الرَّهِمْ الرَّهِمْ الرَّهِمُ الرَّهِمُ الرَّهِمُ الرَّهِمُ الرَّهِمُ الرَّهِمُ الرَّهُمُ المُلْعُ الرَّهُمُ الْمُ الْمُؤْمِلُ المُلْعُمُ المُلْعُمُ المُلْعُمُ المُلْعُمُ المُلْعُمُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ اللْمُعُمِّ الْمُؤْمِلِ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ اللْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ المُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ اللْمُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُلْعُمُ المُلْعُمُ الْمُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُلْعُمُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ المُؤْمِلِ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلِ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ المُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلِ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ الْمُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُومِ المُؤْمِلُ المُؤْمِ المُومِ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُؤْمِلُ المُو



كتاب وسنت ڈاٹ كام پر دستياب تما م البكٹرانك كتب.....

🖘 عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

🖘 مجلس التحقيق الإسلامي كعلائ كرام كى با قاعده تقديق واجازت ك بعداً پ

لوژ (**UPLOAD**) کی جاتی ہیں۔

🖘 متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

🖘 دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کا پی اورالیکٹرانک ذرائع سے محض مندر جات کی

نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** **تنبیه** ***

🖘 کسی بھی کتاب کوتجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعال کرنے کی ممانعت ہے۔

🖘 ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

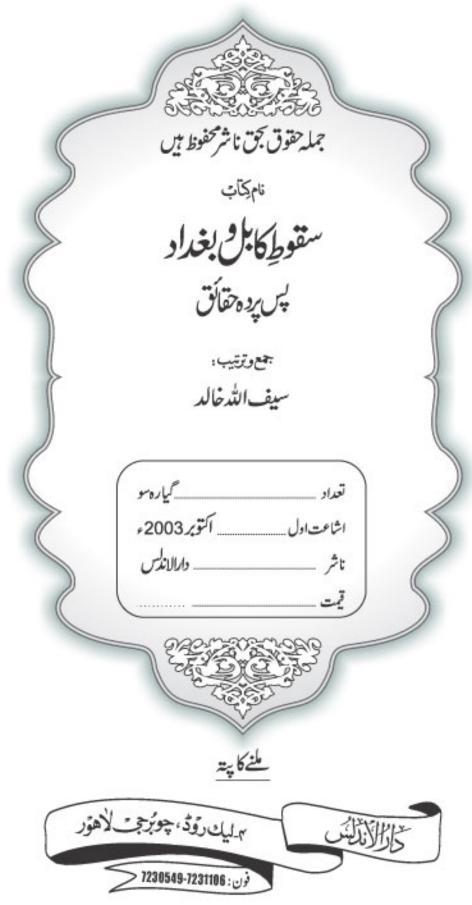
اسلامی تعلیمات پرمشتمل کتب متعلقه ناشرین سے خرید کر تبلیخ دین کی کاوشوں میں بھر پورشر کت اختیار کریں

نشر واشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعال سے متعلقہ کسی بھی قتم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں اللہ فرمائیں اللہ

webmaster@kitabosunnat.con

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

心學學



سيف الله خالد



4_ليك روڈچو بر. كى لا ہور نون: 7231106-7240940 مردنت كأرالانكس



فهرست

مسلمانوں کےموجودہ المناک حالات کا بنیادی سبب

17	مسلمانوں کےموجودہ المناک حالات کا بنیادی سبب	₩
18	کیا عصری سائنسی انقلاب سے بے نیازی زوال کا سبب ہے؟	(F)
20	سائنسی انقلاب کوسیب کہنے والوں کے دلائل	₩
21	تاریخ سے ان دلائل کا رد	(A)
24	قلت وسائل وتعداد زوال كاسببنيين	(A)
25	جب قلتیں کثر توں پر غالب آئیں	(A)
25	اندلس کی فتح کاراز	(A)
27	محمدا بن قاسم کی سندھ پر بلغار	(A)
28	صلیبی جنگ س نے جیتی ؟	€}

>00000000000000000

₹ 8 >√	🗞 سقوطِ کابل و بغداد 🎻 🗫 🗫 🗞	>
28	[}] زوال امت کے اسباب	₩
28	^ع غداري	}
30	[}] بغداد کی شکست اور غداری	₩
31	﴾ محمد بن قاسم سے غداری	₩
32	ا ندلس وافریقه کی شکست اور غداری	₩
33	۶ غرناطه کی شکست اور غداری	*
34	کی ٹیپوسلطان کی شکست اور غداری	#P
34	المعاہدين بالا كوٹ كى شكست اور غدارى الكوٹ كى شكست اور غدارى	₩
41	^۶ طالبان کی شکست اور غداری	₩
42	ا بهمى اختلاف المجاه المجاهدة	₩

سقوط بغداد كيول موا؟

49	سقوط بغداد کیوں ہوا؟	(F)
52	خود فریبی حچھوڑیں، بغیراصلاح کیے ہم اپنی باری کوٹال نہیں سکتے	(A)
54	صرف مسلمانوں پرعذاب کیوں؟	용
55	ہمارا بہت بڑا جرمثرک	(F)

	» تقوطِ کابل و بغداد 🔷 🗫 🗫 🗫 💮	> ~{
59	امت کی نافر مانیوں کا خمیاز ہ اہل حق کوبھی اٹھانا پڑتا ہے	₩
64	امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہم فریضہ سے پہلوتہی کا عذاب	(A)
68	اصلاح وتطہیر مایوسیوں کو فتح ونصرت میں بدل دے گی	(A)
70	عرب مما لك عرب ازم اور قوميت بريتى كاشكار	(A)
71	عرب مما لک کی جہاد سے دوری	₩
73	یہود ونصاریٰ ہے دوئق کا انجام	₩
77	وفت کی اہم ترین ضرورت	₩
78	ستنجل او نامرادی ہے کھیلنے والے!	(A)

اللّٰداییخ بندوں کی مدد کب کرتا ہے؟

83	اللّٰداپنے بندوں کی مدد کب کرتا ہے؟	(B)
83	قوت البي	(F)
87	اللّٰد کے وعد بے	₩
88	مظا ہر نصرت الٰہی	(A)
89	اللّٰد کے بندے سے سلوک	(A)
93	نصرت الہی کےاسباب وشروط	(B)

30000000000000

10	مرک سقوطِ کابل و بغداد کی کابل و بغداد کابل
93	🕸 الله کے دین کی مدد
94	ايمان بالله
95	😵 قال فى سبيل الله
96	امتحان پاس کرنا 🥞
99	🥸 ضعفاء وفقراء کی مدد کرنا
100	🕸 نصرت الهي اور جهادا فغان
104	🥸 بدروخنین جیسی مدد

آ سانی مدد کا موسم اور ہماری ذمه داری

109	آ سانی مدد کا موسم اور ہماری ذمہ داری	용
114	ہارے کرنے کے کام	(A)

www.KitaboSunnat.com





www.KitaboSunnat.com







عرض ناشر

(ٱلْحَمُدُلِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلواةُ وَالسَّلَامُ عَلَى اَشُرَفِ النَّيلَامُ عَلَى اَشُرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرُسَلِيُنَ وَبَعُد!))

رسول الله طلطي يتم نے فرمايا:

"عنقریب تم پر ہرطرف سے قومیں اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانا کھانے والے دستر خواں پر ٹوٹ پڑی گی جیسے کھانا کھانے والے دستر خواں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔"ہم نے کہا:" یا رسول اللہ طبقی آیا! کیا ہماری بید حالت قلت تعداد کی وجہ سے ہوگی؟" فرمایا:" تم تعداد میں بہت زیادہ ہوگے کیکن تمہاری حیثیت سمندر کی جھاگ کی سی ہوگی۔ تمہارے دیشن کے سینوں سے تمہارار عب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں" وھن" پیدا ہوجائے گا۔ ہم نے عرض کیا ہے؟" فرمایا:" زندگی سے محبت اور جہاد کی موت سے نفرض کیا:" وھن کیا ہے؟" فرمایا:" زندگی سے محبت اور جہاد کی موت سے نفرت '

[مسند احمد: ۲۷۸/۰ ابو داؤد، کتاب الملاحم]

''سقوط کابل و بغداد''رسول اکرم ﷺ کی اسی پیش گوئی کی منه بولتی تصویر ہے۔
ڈیڑھ ارب مسلم آبادی کی موجودگی میں دومسلم ریاستوں کو کفر کی اتحادی افواج نے جس طرح تہس نہس کیا۔ جانوں کا تلف، عزتوں کی خیلامی، آبادیوں کی تابی اور کیمیاوی متصیا دوں کا بے دریغے استعال، بہسب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا متیجہ تو نہیں۔ فرمایا:

3000000000000000

المعرف تقوط كابل و بغداد كالمعرب العداد كالمعرب المعربية المعربية

(إلاَّن تَنُفِرُوا يُعَذِّبُكُمُ عَذَابًا اَلِيُمًا وَّ يَسْتَبُدِلُ قَوُمًا غَيْرَكُمُ وَلاَ تَضُرُّوهُ شَيئًا ﴿ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ تضُرُّوهُ شَيئًا ﴿ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ ''اگرتم الله كراسة ميں نه نظيتو الله تعالى تمهيں دردناك عذاب دے گا اور تمهارى جگه اور قوم لے آئے گائم الله تعالى كوكئى نقصان نہيں پہنچا سكتے اور الله جرچز برقادرہے۔''

''سقوطِ کابل و بغداد'' حقیقت میں افغان اور عراق جنگ کے دوران شائع ہونے والے ان مضامین کا مجموعہ ہے جن میں کفر کی بلغار کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے عروج وزوال کی داستاں کتاب وسنت، تاریخ اور حالات حاضرہ سے دلائل کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی مدد کب کرتا ہے؟ اور کب مسلمان اللہ کی مدد سے محروم ہوتے ہیں۔

قاضی کاشف نیاز ، مولانا محمد یوسف طیبی اور مولانا احسان الحق شهباز کے قلم سے شاکع ہونے والے حقائق میں نے اس کتاب میں افادۂ عام کیلئے جمع کر دیے تا کہ جوکوئی اس کا مطالعہ کرے تو اسے خبر ہو جائے کہ اصل خرابی کہاں کہاں سے اور اس کا علاج کیا ہے؟

اس کتاب کی تہذیب وترتیب میں بھائی محمود الحسن اسداور بھائی محمد مران نے خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالی سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ادارہ'' دارالاندلس'' کی طرف سے شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اللہ قبول فرمائے۔ آمین!!

آپ کا بھائی

محمرسيف الله خالد "مدير دارالا ندلس"

3000000000000000



مسلمانوں کےموجودہ المناک حالات کا بنیادی سبب

افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خاتے اور پاکستان میں بعض مذہبی بالحضوص جہادی تنظیموں پر پابند یوں کے بعد عام حلقوں میں ایک بحث بڑے شدو مدسے ہور ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ موجودہ المناک حالات کے اسباب کیا ہیں؟ اوران کی ذمّہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ اس سلسلے میں مسلمانوں کے مختلف سطح کے حلقوں کی الگ الگ آراء ہیں۔ ایک عام لبرل آدمی سے لے کر ہمارا حکمران اور معروف دانشور طبقہ یہ شمخصتا ہے کہ ہم نے ابھی اتنی سائنسی ،معاثی ، اقتصادی اور عسکری ترتی نہیں کی تھی کہ آخ کی دنیا کے طاقتور ترین ملک امریکہ یا ایس کسی سامراجی طاقت سے پنجہ آزمائی کر سکتے ، اس لیے سب سے پہلی ضرورت یہی ہے کہ ہم سائنسی اور معاشی میدان میں کر سکتے ، اس لیے سب سے پہلی ضرورت یہی ہے کہ ہم سائنسی اور معاشی میدان میں

Proof No.3

24-9-2003

زبردست ترقی کریں اور تب ہی ہم انہیں چیلنج کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

دوسری طرف اسلام پینداور جہادی حلقوں میں ظاہر ہے بحث کا بیا نداز نہیں ہے البنة ان میں کچھ لوگ اپنے قائدین اور اپنی تنظیموں کی پالیسیوں کومختلف انداز سے ہرفِ تقید بنارہے ہیں۔ بیاوگ اگرچہ تعداد میں بہت کم ہیں کیکن اس طرح کے حالات میں تنظیمی یالیسیوں پر بحث سے یقیناً ہرساتھی کا ذہن کچھ نہ کچھ اثر ضرور لیتا ہے۔ شیطان ایسے ہی کمزور مواقع کا منتظر ہوتاہے کہ جب وہ اس طرح کے اثر کو بڑھا کر قوموں بنظیموں اور جمعیتوں میں انتشار پیدا کردیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کواپنی نا کامی کے موقع پر وہ خرابی ضرور تلاش کرنی چاہیے جواس واقعہ کا اصلی سبب ہولیکن یہ تلاش الیی نہ ہو کہ جواسے اس کے اصل مقصد ،اس کی جمعیت اور اس کی منزل سے ہی دور کردے۔ بیسب کچھا گرمقصد سے متفق رہ کر، جمعیت اور اطاعت امیر کے اندر رہ کراور منزل کی طرف اپنارخ برقرار رکھ کرکیا جائے تو تب ہی بہتر اور مثبت نتائج مرتب ہوتے ہیں،ورنہاینے اپنے دوراز کارفلسفوں،عجیب وغریب تجاویز، توجیہات اور بحث مباحثوں میں پڑ کر شدید اندیشہ ہوتاہے کہ کہیں ہمارے ساتھ دنیا وآخرت کی ناکامی والا معاملہ نہ ہوجائے۔

کیا عصری سائنسی انقلاب سے بے نیازی زوال کا سبب ہے؟

یہاں ہم ایسے سب لبرل اور مذہبی ساتھیوں کے اشکالات وملاحظات تو پیش نہیں کر سکتے لیکن سب مسلمانوں کی خدمت میں ایک بڑی موٹی سی بات پیش کرنے کو دل

3000000000000000

ضرور چاہ رہا ہے کہ جس میں ان تمام موجودہ حالات کا اصل سبب بھی سمجھ آجائے گا اور اس کے سمجھنے میں اس کا تدارک بھی خود ہی نکھر کر سامنے آجائے گا۔ بیسبب اگر دور ہوجائے تو یقین مانئے نہ تو سائنسی اور عسکری ترقی میں کوئی کی ہماری کامیا بی و کامرانی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے اور نہ ہی پھر ہمیں اپنی دینی و جہادی جماعتوں کی موجودہ تنظیمی پالیسیوں میں کوئی بڑی خرابی محسوس ہوگی۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہمیں سائنسی وعسکری اور علمی ترقی کی ضرورت نہیں ہے، یہ تو ہرصورت ہوئی چاہیے، جتنی بھی ممکن ہوکیونکہ یقر آن کا تھم ہے:

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُمُ مَّا استَطَعْتُمُ مِّنُ قُوَّةٍ ﴾ [الانفال: ٦٠٨] " أور (رَثَمَن كَ مقابِلِع مِين) ان كے ليم اپني ہمت واستطاعت كے مطابق قوت جمع كر كے تيارى كرو۔''

لیکن سائنسی ترقی میں کافروں پر برتری حاصل کرنے تک بیٹے رہنایا کافروں کی فالمی قبول کر لینایا اسے ہی غلبہ ونصرت کا بنیادی سبب سمجھنا، یہ بھی اسوہ رسول ملتے بیٹے و غلامی قبول کر لینایا اسے ہی غلبہ ونصرت کا بنیادی سبب سمجھنا، یہ بھی اسوہ رسول ملتے بیش کریں گے۔اس طرح ہم عمل صحابہ و خیالت کہ تمام دینی وجہادی جماعتوں کی تمام پالیسیاں سوفیصد درست بیس اوران میں کسی غلطی کا احتمال نہیں۔ایسا یقیناً نہیں ہوسکتا کیکن ہم زیر نظر تحریر میں صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ لبرل لوگ یا بعض مخلص دینی ساتھی موجودہ حالات کے ضمن میں جو بھی وجوہات یا ملاحظات واعتراضات پیش کررہے ہیں، ان میں کوئی

3000000000000000

ایک بھی الیمی بات نہیں جوان حالات کا اصل سبب ہواور جس کے تدارک کی صورت میں آئندہ ایسے حالات کے وقوع پذیر ہونے کی واقعی امید نہ رہے۔ سائنسی انقلاب کوسب کہنے والوں کے دلائل:

اس ضمن میں تاریخ اسلام پرنظرر کھنے والے بعض مخلص لوگ بھی موجودہ حالات کا غلط تاریخی تجزمیر کرتے ہوئے میمحسوں کرتے ہیں کہ جب سے ہم عسکری ٹیکنالوجی میں غیرمسلم اقوام سے پیھیے ہوئے، اسی وقت سے ہمارا زوال شروع ہوگیا تھا۔ اس سلسلے میں وہ اینے تنین کچھ ٹھوس دلیلیں بھی دیتے ہیں۔مثلاً ان کا خیال ہے کہ برصغیر میں مغلوں کا زوال ہی اس وجہ سے شروع ہوا کہ ان کی ہم عصر غیرمسلم اقوام ایجادات و اختراعات میں ترقی کررہی تھیں۔ جنگی میدان میں بھی وہ تو یوں ، گنوں اور بموں کی صورت میں جدید ہتھیاراستعال کررہے تھے جبکہ مغل حکمران ابھی تیر وتلواریر ہی قناعت کیے ہوئے تھے۔ان کی تیاریاں بڑھتی جارہی تھیں ۔وہ زمین سے فضا تک کی تسخیر میں منہک تھے۔ایسے میں عصری سائنسی انقلاب سے بے نیاز مسلمان حکمران ان کے آگے کیے تھہر سکتے تھے؟ چنانچہ انگریزوں کے مقابلے میں نہ صرف دنیا دار اور عیش پرست مغل حکمرانوں کی کچھ نہ چلی بلکہ بعد میں ٹیپوسلطان اورمجاہدین بالا کوٹ ایسے کٹڑ محبّ وطن اورمخلص ومتقی دیندار بھی اینے تمام تر جذبہ ایمانی کے باوجود انہیں رو کنے میں کامیاب نہ ہو سکے ۔خلافت کابرائے نام کمزور ادارہ بھی اس انقلاب کے تھیٹروں کی تاب نہ لاکر بالآ خرز مین بوس ہو گیا اوراس وقت سے اب تک ہم اس لیے Proof No.3

24-9-2003

مغلوب چلے آ رہے ہیں کہ سائنسی وعسکری میدان میں ہم ان سے بہت بیچھے ہیں اور جب تک ہم اس میدان میں سبقت حاصل نہ کریں گے، ہمارے او پرظلم و ناانصافی کی اندھیری رات بھی نہ ٹل سکے گی۔ اس لیے اصل اہمیت ٹیکنالو جی میں ترقی کی ہے ورنہ ہم چاہے کتنے ہی مخلص ومتی لوگ کا فروں کے سامنے لاکر کھڑا کر دیں تو محض ان کا تقویٰ ودینداری ہمیں نہ پہلے بھی بچاسکی ہے نہ آئندہ بچا سکے گی۔

تاریخ سے ان ولائل کارد:

یہ موقف رکھنے والے بھائیوں کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں، ذراایمانداری
سے اپنی تاریخ کا جائزہ لیں۔ بتلایئے جب قرن اوّل ہی میں اسلام کا پھریرا آ دھی
سے زائد دنیا پر لہرانے لگا تھا تو کیااس وقت ہم اسلحے اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے اپنی
تمام ہم عصرا قوام سے سبقت حاصل کیے ہوئے تھے؟ کوئی بھی اس کا جواب ہاں میں
نہیں دے سکتا۔ صورت حال تو بیتی کہ عالم اسلام جب پوری دنیا میں سپر پاور تھا، اس
وقت بھی بہت سی جنگیں مسلمان نسبتاً اپنی کم تعداد اور کم وسائل کے ساتھ ہی لڑتے
رے لیکن پھر بھی کامیاب رہے۔

اسلام کے غلبے کی ابتدائی جنگ ہی ان حالات میں شروع ہوئی کہ سلمانوں کے پاس لڑنے کے لیے نہ کوئی اسلحہ تھا نہ کوئی تیر، تلوار اور گھوڑ ہے۔ تعداد میں بھی مسلمان کا فروں کے مقابلے میں ایک تہائی تھے۔ وسائل کے لحاظ سے کا فروں کے پاس ایک سو گھوڑ ہے۔کا فروں کے پاس ایک ہزار سو گھوڑ ہے۔کا فروں کے پاس ایک ہزار

اونٹ تھے تو مسلمانوں کے پاس صرف ستر۔ اکثر مسلمانوں نے اس حالت میں جنگ لڑی کہ ان کے پاس لڑنے کے لیے صرف ککڑیاں اور درختوں کی ٹہنیوں وغیرہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ لیکن اس قدر کم تعداد، کم وسائل اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے کا فروں سے کم تر اسلحہ کے باوجود دنیا نے دیکھا کہ مسلمانوں نے فتح پائی اور کا فرمنہ دیکھتے رہ گئے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کا مقابلہ پہلی بار وقت کی سب سے بڑی عسکری اور مادی قوت سے روم سب سے بواتو یہ جنگ پہلی جنگوں سے سی قدر مشکل تھی، اس کا اندازہ اس سے لگا ئیں کہ ایک طرف مسلمان اس وقت کی سپر پاور سے ٹکرانے گئے تھے تو دوسری طرف خود مسلمانوں میں قیط اور عسرت کا دور دورہ تھا، جس کی وجہ سے وسائل کی شدید قلت تھی۔ حالت یہ تھی کہ رسول اکرم طفی آئے کی طرف سے سامان سفر مہیّا نہ شدید قلت تھی۔ حالت یہ تھی کہ رسول اکرم طفی آئے کی طرف سے سامان سفر مہیّا نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل ایمان حسرت و باس سے آ نسو بہاتے واپس آ جاتے۔ قرآن کی طرف سے سامان سفر مہیّا نہ کی علیہ کی وجہ سے اہل ایمان حسرت و باس سے آ نسو بہاتے واپس آ جاتے۔ قرآن

﴿ إِذَا مَاۤ اَتُوكَ لِتَحْمِلَهُمُ قُلُتَ لَا اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمُ عَلَيهِ تَوَلَّوُا وَّ اَعُيُنُهُمُ تَفِيُضُ مِنَ الدَّمُعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴾ [التوبة: ٩٢]

''وہ آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں (جہاد کے لیے) سواری مہیّا کردیں تو آپ مطابع آرمجبوراً) جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں یا تا تووہ رنج وغم سے اپنی آ تکھوں سے آ نسو بہاتے

3000000000000000

ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں (جہاد میں خود)خرچ کرنے کے لیے بھی کے میسر نہیں ''

غرض ریھی بے سروسامانی کی حالت اور چلے تھے سپر یاور کا مقابلہ کرنے ،کیکن چیثم فلک نے دیکھا کہ مسلمان جب جذبہ ایمانی سے سرشار ہوکرمیدان میں نکل کھڑے ہوئے تووقت کی سیر یاور گیرڑ ثابت ہوئی اور وہ مقابلے کے لیے میدان میں آنے کی ہمت بھی نہ کرسکیایسے کوئی ایک دو واقعات نہیں کہ جنہیں کوئی اتفاقات کہہ کرا نہیں نظر انداز کرتا ہوا آ گے گزر جائے، تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق ایسے ایمان افروز واقعات سے بھرایڑا ہے....غزوہُ احد میں سات سومسلمانوں کے مقابلے میں تین بزار کفار تھے۔غزوۂ احزاب میں تین بزارمسلمان اور دس بزار کفار تھے۔غزوۂ خيير ميں چودہ سومسلمان تھے جبکہ دس ہزار کفار تھے۔غز وۂ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں کے مقابلے میں دولا کھ کفار کالشکر صف آراء ہوگیا۔ ان تمام غزوات میں مسلمان نہایت کم تعداد کے باوجود مسلسل فتح یاب ہوئے۔ان غزوات میں وسائل جنگ کے مقابلے کا تو یہ حال رہا کہ کفارمسلمانوں کی نسبت تین ہزار گنازائد وسائل بھی لے کر آئے کیکن پھر بھی نا کامی ان کا مقدر تھہری جبیبا کہ غزوۂ احد میں کا فروں کے پاس تین ہزار اونٹ تھے جبکہ مسلمانوں کے پاس ایک اونٹ بھی نہ تھا۔اس طرح تعداد میں بھی وہ اس غزوہ میں مسلمانوں سے چھیاسٹھ گنا زیادہ تھےلیکن پھربھی ان کی کچھ نہ چلی۔

قلت وسائل وتعداد زوال كاسببنهين:

مسلمانوں کی قلت وسائل وتعداد ایک اور پہلو ہے بھی قابل توجہ ہے۔مسلمان جب پوری د نیا پر چھا گئے ،ان کی قوت و ہیت کے آ گے کسی کودم مارنے کی ہمت بھی نہ رہی، عرب سے لے کر ایران، عراق ، ہندوستان اور شام و افریقہ سے سپین و اندلس، یر نگال ،اٹلی ،سلی اور فرانس تک بڑی سے بڑی قوت نے ان کے آ گے سر تشلیم خم کردیا، تب بھی وہ کفار کے مقابلے میں کہیں بھی کوئی معر کہ ہوتا توعموماً وہ چربھی نسبتاً کم تعداداور کم وسائل کے ساتھ ہی معرکہ آراء ہوتے حالانکہ اب انہیں افرادی قوت اور وسائل کی کوئی کمی نہ رہی تھی۔ وہ جتنا اسلحہ اور تعداد حیاہتے ،میدان جنگ میں حھونک سکتے تھے کیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے زیادہ تعداد اور زیادہ وسائل کے ساتھ جنگ جیتنے کواینے مزاج اور اپنی شان کے ہی خلاف بنالیا۔ان کے نزدیک زبادہ قوت و تعداد کے ساتھ جنگ جیت لینا کوئی کمال نہ رہا وہ کافروں پر ہمیشہ یمی ثابت کرتے رہے کہ دیکھوہم نے اس قدر کم تعداد کے باوجود بھی تم پر غلبہ حاصل کرلیا ہے تو یقیناً اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اللہ کی نصرت ہمارے ساتھ ہے، اللہ پر ہمیں کامل ایمان و بھروسہ ہے اور صرف اسی کے نتیج میں تم شکست سے دوحار ہوتے ہو..... کفار اگر اسلام میں جوق درجوق داخل ہوئے تو وہ صرف اسی بات سے متاثر ہوکر ہوئے تھے ۔ورنہ مسلمان اپنی زیادہ تعداد وقوت کے ساتھ انہیں مغلوب تو كرليتے ليكن وہ اسلام ہے متاثر نہ ہوسكتے اور نہ انہيں اس بات كالبھى يقين آتا كہ الله مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ دوسری طرف مسلمان زیادہ تعداداور کم قوت کے حصول کے چکر میں پڑ کر جہاداور شہادت سے جی چرانے لگتے۔ چنانچ مسلم جرنیلوں نے بھی پیحالات پیدانہ ہونے دیے۔

جب قلتين كثرتون برغالب آئين!

اندلس کی فتح کاراز:

سیدناعرفاروق والیٰن کے عہد میں ریموک کے میدان میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جو تاریخی معرکہ ہوا، اس میں مسلمانوں کی تعداد صرف تمیں ہزار اور رومیوں کی تعداد دولا کھھی۔ اس جنگ میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے جبکہ رومیوں نے ایک لاکھ سیاہیوں کی ہلاکت کے ساتھ شکست فاش کھائی۔ طارق بن زیاد ورائی ہلاکت کے ساتھ شکست فاش کھائی۔ طارق بن زیاد ورائی ہیں ایک لاکھ فوج جبرالٹر کے مقام پر اندلس میں اپنے لشکر کو اتارا توراڈرک مقابلے میں ایک لاکھ فوج کے کر آیا جو کیل کا نے سے مکمل لیس تھی جبکہ مجاہدین کی تعداد صرف سات ہزار متھی۔ دوسری طرف طارق نے کشتیاں جلاکرا پی فوج کی واپسی کے راستے بھی مسدود کردیے تھے۔ نہ کوئی بھائے کا راستہ تھا نہ کہیں سے کمک آنے کی امید۔ حالانکہ طارق خلیفہ وقت سے جس قدر بھی لشکر اور قوت جا ہتا، اسے فراہم ہوسکتی تھی کیکن طارق اپنی خضر لشکریوں اور مخضر وسائل کے ساتھ لڑا۔ ویسے نبی طفی تی ہے میں میں عدیث بھی ان کے پیش نظر تھی کہ زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار مسلمانوں کی تعداد کا فروں کے بڑے سے

بڑے لشکر کو بھی شکست دینے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ طارق وطنی پیے نے اپنے فوجیوں كويادگارخطاب كرتے ہوئے بيرتاريخي الفاظ كهے:

''الله کی قشم! صرف یامر دی اور استقلال ہی میں نجات ہے، اگریپه دونوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بزدلی ، کا ہلی، ستی ، نامردی، باہمی اختلاف اور غرور کے ساتھ کثرت تعداد کوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتی۔خبردار! ذلت پرراضی نہ ہونا اور اینے آپ کورشن کے حوالے نہ کرنا۔اللہ تعالیٰ نے مشقت و جفاکشی کے ذریعے دنیا میں تمہارے ليے جوعزت وشرف اور راحت اور آخرت ميں شہادت كا جوثواب كھاہے، اس کی طرف بردهو، الله کی پناہ اور جمایت کے باوجودا گرتم ذلت پر راضی ہوگئے تو بڑے گھاٹے میں رہوگے ۔دوسرےمسلمان تنہبیں الگ برے الفاظ سے باد کریں گے۔''

طارق بن زیاد وطنسی نے عزت و کامیابی کا جوراسته دکھایا، وہ آج بھی ہمارے لیے رہنماہے۔اس نے رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو بتادیا کہ حق کی راہ میں قلت وسائل وتعداد كجھا ہميت نہيں رکھتی۔اصل چيز ہمارا باہمی اتحاد اور الله پر کامل بھروسہ ہے۔ بدنعت اگر موجود ہے تو ہم بہت تھوڑے وسائل کے ساتھ بھی کفار کے بڑے سے بڑے لشکر کوشکست سے دوحار کر سکتے ہیں اور اگر باہمی اتحاد نہیں تو پھر ہم جس قدر بھی قوت اور تعداد کے ڈھیر انکھے کرلیں، ان کی حیثیت خس و خاشاک سے زیادہ کچھ نہ ہوگی ۔اس اصول کوتمام مسلم جرنیلوں نے مشعل راہ بنایا۔

محدا بن قاسم كي سنده ير يلغار:

محدین قاسم ﷺ کے مقابلے میں راجہ داہر جالیس ہزار کالشکر جرار لے کرآیا لیکن مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف پندرہ ہزارتھی اوراسی کم تعداد کے ساتھ مسلمانوں نے راجہ داہر کی فوج کوشکست دی اور خود راجہ داہر بھی مارا گیا۔ قتیبه بن مسلم والسیبی یورے وسط ایشیا کوتسخیر کرتا ہوا چین تک پہنچااور خا قان چین کے بھتیج کی قیادت میں لڑنے والے دولا کھ کے چینی لشکر کو بڑی کم تعداد کے ساتھ شکست دی اور خا قان چین کو بالآخر جزید دینے برمجور کردیا۔الب ارسلان والسیبیانے پندرہ ہزارفوج کے ساتھ قیصر روم ار مانوس کے تین لاکھ کےلشکر جرار کوعبر تناک شکست سے دو حیار کیا اور خود قيصرروم بھی گرفتار ہوا۔

اندلس کے زوال کے شروع میں بھی پیرحالت تھی کہ جب فرانس اور پر تگال کی سریرستی میں اردگرد کے عیسائیوں کی چیرہ دستیاں بڑھیں تو مسلمانان اندلس نے شالی افریقہ کے اس وقت کے سالار پوسف بن تاشفین چراٹیی سے مدد کی درخواست کی ۔ وہ ١٠٨٦ء ميں بيں ہزار فوج كے ساتھ اندلس ميں آيا تو مقابلے ميں الفانسوششم ساٹھ ہزار سیابی لے کر آیا۔ یوسف بن تاشفین عراضید نے اس کی فوج کو بری طرح کیلا اور الفانسوخود بھی زخم حاثیا ہوا میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

صلبی جنگس نے جیتی؟

صلاح الدین ایوبی وطنیج نے خلیفہ وقت اور عالم اسلام کے دیگر حکمرانوں کی کسی مدد واعانت کے بغیرتن تنہا پورے بورپ کے ٹڈی دل صلیبیوں کے شکر یوں کا مقابلہ کیا، پہلی صلیبی جنگ میں چھینا ہوا بیت المقدس ان سے واگز ار کرایا اور کا فروں کے حوصلوں کو ایبا پیت کیا کہ پھر وہ گزشتہ بیسویں صدی تک مسلمانوں سے بیت المقدس نه چھین سکے۔

اب سوال مید پیدا ہوتاہے کہ جب مسلمان اکثر کم تعداد، کم وسائل اور کم تر ٹیکنالوجی کے باوجود بھی غالب رہے تو پھر ان کے زوال اور شکست کی کیا وجوہات ر ہیں؟

زوال امت کے اسباب

🛈 غداری:

ان واقعات کے تناظر میں ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب یقیناً بہت سے ہوں گے اور ہو سکتے ہیں کیکن ہماری نظر میں مسلمان جب بھی زوال اور نا کامی کا شکار ہوئے تو اس کی ہمیشہ ایک بڑی اہم اور بنیادی وجہر ہی اور وہ مسلمانوں میں باہمی اتحاد کا فقدان، باہمی کشت وخون اور غداری ہے۔اس بنیادی سبب کو ہم عملاً شایداس قدراہمیت نہیں دیتے لیکن اب ہم یہ بات بھی تاریخی نظائر **Proof No.3**

24-9-2003

ہے ہی ثابت کریں گے کہ مسلمانوں کی تباہی میں باہمی مناقشت اور غداری نے ایک بنیادی کردارادا کیا ہے۔آج ہم موجودہ حالات کی وجہ عالم اسلام کی کم تر سائنسی ترقی قراردیتے ہیں یا دینی و جہادی جماعتوں کی بعض تنظیمی یالیسیوں کومورد الزام گھہرا کر اینے آپ کومطمئن کررہے ہیں لیکن ہم تاریخی حقائق کے ساتھ بات کرکے ثابت کرتے ہیں کہ اگرتمہارے نزدیک یہی وجوہات ہی عالم اسلام پرموجودہ ابتلاء کا نتیجہ ہیں تو پھر ذراا پنی تاریخ میں جھا نک کر بتلایئے کہ مسلمانوں پرایسے بھی مواقع آئے کہ جب وہ طاقت وتعداد اور وسائل ہر لحاظ سے کا فروں پر برتر تھے ۔ یہاں تک کہ ایک موقع بروہ پوری دنیا برغالب تھے، ہرطرف ان کا طوطی بولتا تھا، وہ بلاشرکت غیرے دنیا کی سپر یاور تھے کیکن پھرآ نا فا نا ایسا ہوا کہ مسلمانوں کی بیساری ہیت ناک طافت تا تاربوں کے ایک ہی بلتے میں ہوا ہوگئیمسلمانوں کا دارالخلافه اوردارالقو ة بغداد کسی مرگٹ کا منظر پیش کرنے لگا۔ دریائے فرات لاکھوں مسلمانوں کے خون سے کئی دن تک سرخ رہا۔ دنیا کوفکر و فلسفہ اور سائنس کی عالمانہ رہنمائی دینے والی ان کی لا کھوں کتابیں دریابرُ د ہوگئیں اور انہیں کوئی چیز بھی اس نباہی سے نہ بچاسکی۔ حالانکہ اس وقت مسلمانوں نے خلیفہ کی موجودگی اور سریریتی کے ساتھ جہاد بھی کیا۔کسی طاغوتی اور کافرنوازمسلم حکمران سے وہ کوئی تعاون بھی حاصل نہ کررہے تھے اور نہ کوئی كافريا كثه يتلى مسلمان حكمران انهيس استعال كرريا تقاجس كانتيجهان المناك حالات كو قرار دیا جاسکتا۔اس کے باوجودمسلمان اتنی عبرتناک شکست سے دوحیار ہوئے جس کی

پہلے اور بعد میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ کیا ہمیں معلوم ہے ، اس وقت اس سانحۂ عظیم کی وجہ کیاتھی؟ اس وقت ہم غیرمسلم دنیا سے سائنسی ترقی میں آ گے نہیں تو کم ازکم پیھیے بھی نہیں تھے بلکہ سبقت کی پوزیشن میں آرہے تھے کیکن مادی و اقتصادی اور عسکری طور پر بہر حال ہم ساری دنیا پر غالب تھے۔

بغداد کی شکست اور غداری:

پھر آخر یکا یک اتنی بڑی طاقت اتنی آ سانی سے شکست کھا کر تاہی و ہر بادی سے کیسے دوچار ہوگئی ؟ بہت سے لوگوں کو یہ وجہ معلوم ہے کہ ہلاکو خان کو بغداد پر حملے کی دعوت خود خلیفه مستعصم باللہ کے وزیر ابن علقمی نے دی۔ اس نے محض اینے مسلکی اختلاف کے تعصب میں پورے عالم اسلام کو داؤپر لگا دیا۔ اس وقت عالم اسلام ایک سپریاور تھا لیکن جب اپنوں نے غداری کی توسیریاوری بھی دھری کی دھری رہ گئی۔کتابوں میں یہ بات بھی ریکارڈ پرموجود ہے کہ ہلاکوخان اپنی تمام تر وحشانہ طاقت کے باوجود ڈرتا تھا کہ مسلمانوں کے اس دارالخلافہ اور خلیفہ مسلمین کے خلاف فوج کشی کرنے پر کہیں اس پر کوئی شامت نہ آ جائے کیکن خواجہ نصیرالدین طوسی نے ہلا کوخان کی بیہ کہہ کرہمت بندھائی کہ جب پیغیبروں کے قتل اور شہادت حسین رخالیُّۂ سے کچھ نہ ہواتو عباسی خلیفہ کے قتل سے کیا ہوگا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ پھرمحض اپنوں کی غداری کے طفیل گیدڑ دشمن بھی شیر بن گئے اورمسلمانوں کے قتل عام کے لیے

ان کا سارا ڈراورخوف دور ہوگیا ۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یمی غداریاں ہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کوشروع سے لے کر آج تک قدم قدم پرنقصان عظیم سے دوحیار کیا۔ جب ہم اپنے ذاتی ، مالی ،مسلکی ، علاقائی ،لسانی اور کری کے مفادات کے لیے اندھے بن جاتے ہیں تو پھر تباہی و شکست ہمیشہ ہمارا مقدر بنتی ہے۔ان مفادات وتعصّبات کا شکار ہوکر جب ہم غداری کرتے ہیں تو پھراس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم اینے وشمنوں سے کس قدر طاقتور یا کمزور ہیں۔غداری ا یک ایسا شعلہ ہے جو بظاہر بہت جھوٹا ہو کر بھی بڑی بلندو بالا اور مضبوط عمارت کو جلا کر خاکسترکردیتاہے۔

محربن قاسم سے غداری:

تاریخ میں کوئی ایک واقعہ نہیں ، بےشار واقعات اس بات کی تائید میں شہادت دیتے ہیں ۔مجر بن قاسم جب پورے سندھ کو فتح کرتا ہوا ملتان تک پہنچ گیا اور قریب تھا کہ سارا برصغیراتی وقت مسلمانوں کے زیرنگیں آ جا تا کہ خلیفہ کوقت نے محض خاندانی اختلاف اورعناد کی بنا پرمجمہ بن قاسم کومعزول کرکے واپس بلالیا اور پیظیم جرنیل جس کی سیرت اور کر دار سے ہندو اس قدر متاثر تھے کہ وہ اسے دیوتا اور نجات دہندہ سمجھ کر اس کا بت بناکر پو جنے لگے تھے، کین اپنوں نے اس کا پیصلہ دیا کہ وہ جیل میں ہی گل سر کراللہ کو پیارا ہو گیا۔ کیا آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد بن قاسم کی یالیسی میں کوئی علطی تھی۔ آج جہادی تنظیموں اور طالبان میں غلطیاں ڈھونڈنے والے بتائیں کہاس وقت محربن قاسم سے کیا قصور سرز د ہوا تھا حقیقت بدہے کہ کا فروں کے خلاف جہاد کرنے والے اللہ کے ان مخلص بندوں، جہادی جرنیلوں اور جہادی جماعتوں ہے بھی کوئی بڑی بنیادی غلطی نہیں ہوئی۔انہوں نے مثمن کے بڑے سے بڑے اسلحہ سے بھی مار کھائی نہ قلت تعداد سے انہیں شکست ہوئی اور نہ ہی وسائل کی کمی انہیں کوئی نقصان پہنچاسکی۔انہیں جب بھی نقصان پہنچا تو صرف اورصرف اپنوں کی غداری کےصدقے ہی ملا اور وہ بھی اس حالت میں جب وہ طاقت میں بھی مثمن سے زیادہ ہوتے ہ ہمیں اپنوں نے لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا میری کشتی وہاں ڈونی جہاں یانی کم تھا

> تیر کھا کے دیکھا جو کمیں گاہ کی طرف اینے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی اندلس وافريقه كي شكست اورغداري:

اپنوں کی غداری کے یہ سیاہ اوراق تاریخ میں جابجا بکھرے ریڑے ہیں۔ طارق وطلطيبه بن زياداورموسي وطلطيبه بن نصير پورے شالی افريقه اور اندلس کو روندتے ہوئے بورب کو یامال کرنے ہی گئے تھے کہ دربار خلافت سے ان کی واپسی کے احكامات آ گئے۔اس وفت خليفه وليد بن عبدالملک مرض الموت ميں تھا۔وليد اپنے باپ کی وصیت کے برعکس اینے بھائی سلیمان کی بجائے اینے بیٹے کو جانشین بنانا حیا ہتا تھا۔ تجاج بھی اس کا حامی تھا لیکن وہ یہ کام انجام نہ دے سکاچنانچہ سلیمان نے برسرافتدار آ کر جاج کے بھیج ہوئے تمام جرنیلوں اور عمال کومعزول کردیا۔ محمد بن قاسم کےعلاوہ ان میں موسیٰ بن نصیر بھی شامل تھے۔انہیں بھی کافی عرصہ جیل میں ڈالا گیا اور پھر رہائی کے بعداس عظیم جرنیل کی باقی زندگی غربت وافلاس میں بسر ہوئی۔ موسیٰ بن نصیر سپین کی کامیاب فتح کے بعد فرانس اور پھر اٹلی پرفوج کشی کرنا جا ہتا تھا تا کہاس ست سے حملہ کر کے مسلمانوں کی حریف رومی حکومتوں کو تباہ کیا جاسکے ۔ مگر اے بیا آرزو! کہ خاک شد

اپنوں کی مہر بانیوں نے اس کی نوبت نہ آنے دی اور ہم پورے کی تنتیر کے اس تاریخی موقع کو پھر کبھی بھی حاصل نہ کر سکے۔

غرناطه کی شکست اور غداری:

۲۲۴ء میں غرناطہ کا فرمانرواابواکسن علی اندلس کوعیسائیوں کی بڑھتی ہوئی دستبرد سے بیانے کی کوششوں میں مصروف تھا کہ اس کے اپنے بیٹے ابوعبداللہ نے غداری کر کے ملت کی لٹیا ڈبو دی۔ وہ فرڈی نینڈ سے مل گیا اور اس کی مدد سے خود غرنا طہیر قابض ہوگیا۔غرناطہ کے گلی کوچوں میں مسلمانوں کی تلواریں تکرانے لگیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرڈی مینڈ نے الورا ،رونڈا ، ملاغہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اب صرف غرناطہ کا شہر نے گیا تھا جو کھ بٹلی ابوعبداللہ کے پاس تھا۔ فرڈی نینڈ

نے اسے بھی اینے حوالے کرنے کا حکم دے دیا۔غدارابوعبداللّٰہ کی اب جاکر آسمکھیں تھلیں لیکن اب سب کچھ بے سود تھا۔مسلمان اس بری طرح سے وہاں کاٹے گئے کہ اس کی کہیں مثال نہیں ملتی _ سینکڑوں اہم اور متازمسلم شخصیات کو بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ كرصلىبيوں كے حوالے كيا گيا اور بعد ميں بيج كھيج مسلمانوں كو آہستہ آہستہ كمل عیسائی بننے پرمجبور کردیا گیا۔ په غداري کا نتیجہ ہے کہ ماضي کی اس عظیم مسلمان سلطنت میں آج ایک بھی مقامی مسلمان کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔

نيپوسلطان کی شکست اور غداری:

ٹیپوسلطان کے ساتھ ہونے والی غداری سے ہمارے ہاں کوئی بے خبر نہیں۔میر جعفراور میرصادق کی غداری سے انگریزوں کے خلاف بیآ خری مضبوط بندتھا جوٹوٹ گیا اور پھراس سیلا ب کورو کناکسی کے بس میں نہ رہا۔

مجامدین بالا کوٹ کی شکست اور غداری:

مجاہدین بالاکوٹ کی تحریک اینے اسلامی طریقۂ کار، اثرات اور انجام کے لحاظ سے ہمارے لیےاینے اندر بہت زیادہ سبق رکھتی ہے۔ یہ برصغیر کی پہلی اسلامی تحریک ہے جس کے حالات اور طریقہ کار آج کی تحریک دعوت وجہاد سے سب سے زیادہ مماثلت رکھتے ہیں ۔اس کا مطالعہ ہمیں خصوصی طور پر کرنا چاہیے، دونوں ہی نے غیر حکومتی سطح پر اسلام کی نشاق ثانیہ کے کام کا آغاز کیا۔ متبج ، مقاصد اور طریقهٔ کار کے

اعتبار سے بھی دونوں میں کوئی بڑا یا بنیادی فرق نظر نہیں آتا۔ کتاب وسنت کی بنیاد پر دعوت وجہاد کو ہی انہوں نے اپنی تح یک کا محور بنایا۔توحید کی دعوت،سنت کا احیاء، بدعات کا استیصال اور معاشرے میں پھیلی ہوئی غیر اسلامی رسوم کی اصلاح کو انہوں نے اپنامدف بنایااور پھرغیرمسلموں کے ہاتھوں جکڑے اور یسے ہوئے مسلمانوں کو جہاد کے ذریعے آزاد کروا کر اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کے نفاذ کو دونوں نے اپنا سب سے بڑا نصب العین مظہرا یا۔ مجامدین بالا کوٹ نے اس وقت اپنے کام کا آغاز کیا جب پنجاب اور سرحد کے اکثر علاقے سکھوں کے شکنج ُ ظلم میں کے جامیکے تھے۔مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کیاجانے لگا تھا۔سرعام اذان دینے پر بھی یابندی لگادی گئی تھی اور اکثر مساجد کو اصطبل بنادیا گیا تھا۔ باقی علاقوں میں انگریز سامراج اسے نایاک قدم بڑھا رہا تھا۔ ان حالات میں مجاہدین بالاکوٹ نے ہندوستان کے اندرمسلمانون میں دعوت و اصلاح اور بیداری کا کام شروع کیا جبکه آزاد سرحدی اور قبائلی علاقہ جات سے سکھوں اور انگریزوں کے خلاف عملی طور پر جہاد شرع کردیا گیا۔اب تک سمجھا جاتا تھا کہ مسلمانوں نے جنگ اور جہاد میں جو تاریخی کامیابیاں حاصل کی ہیں تو یہ صرف حکومتی سریرستی کے متیج میں ممکن ہوئی ہیں لیکن مجاہدین بالاکوٹ نے اینے عمل سے ثابت کردیا کہ بیکا فروں کی خام خیالی ہے۔اصل چیز پہلے بھی اوراب بھی جذبہ ایمان وجہاد ہی ہے۔اگر بیجذبدزندہ ہے تو کسی حکومت کی مدد کے بغیر بھی مسلمان غالب آسکتے ہیں لیکن یہ جذبہ اگر مرجائے تو دنیا میں جاہے

مسلمانوں کی 51سے زائد حکومتیں بھی بن جائیں ، چاہے ان کے پاس تیل کی دولت سے لے کر دنیا کے جدیدترین ہتھیارایٹم بم اور بڑے سے بڑے میزائل تک موجود ہوں اور جا ہے ان کی آبادی بھی اربوں سے تجاوز کرجائے کیکن اتنے وسائل اور اتنی تعداد کے باوجود دنیا میں پیفلام کے غلام ہی رہیں گے۔ کافر طاقتوں کے ایک فون پر ان کی پالیسیاں آن کی آن میں بدل دی جائیں گی اور بیاف بھی نہ کرسکیں گے۔ مجاہدین بالاکوٹ جذبہ ایمان کے ساتھ اٹھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سکھوں کی دہشت گردی سے جنم لینے والی رنجیت سنگھ کی بظاہر بڑی مشحکم حکومت کے درود بوار ہل گئے۔ خیبر سے لے کرامب ، ہزارہ ، کاغان ، شکیاری اور پیثاور سے لے کرمظفر آباد تک كاعلاقه مجابدين كى عملدارى مين آگيا۔ بالائي ہزارہ ميں فتح گڑھ كانام بدل كراسلام گڑھ رکھ دیا گیااوراہے دارالا مارت بنا کریہاں با قاعدہ اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی گئی۔تمام اسلامی حدودو تعزیرات نافذ کردی گئیں اور ہر علاقے کے لیے عاملین ز کو ق وعشر بھی بنا دیے گئے۔ مجاہدین نے ثابت کردیا کہ کم تعداد اور وسائل کے باوجود اگر جذبہ ٔ جہاد وایمان مشحکم ہوتو مسلمان پھربھی غالب آسکتے ہیں۔اس کے لیے پہلے ہرصورت حکومت کا موجود ہونا یا قائم کرنا ضروری شرط نہیں بلکہ پیچکومت بھی کا فروں کے خلاف جہاد کے نتیجہ میں بالآ خر قائم ہوجاتی ہے اور مجاہدین نے عملاً یہ کام کرکے دکھایا۔انہوں نے پہلے سکھوں کوشکست دی اور پھرانگریزوں کی اس طاقت سے ٹکرائے جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ان کی سلطنت میں سورج مجھی غروب نہیں ہوتا۔

سکھوں کے معاملے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ مجاہدین کی طرح کی ایک روایتی طاقت تھے، اگر چیسکھ ایک باقاعدہ فوج اور وسیع حکومت کے تحت تھے اور مجاہدین کی کوئی با قاعده فوج نه تھی، حکومت بھی بنی تو کافی عرصہ بعد اور وہ بھی تھوڑی مدت تک قائم رہی،اس لیے سکھ روایتی اور قدیم طرز کی طاقت ہونے کے باوجود مجاہدین سے دنیاوی لحاظ سے ہرصورت برتر تھے لیکن انگریز تو مجاہدین کے مقابلے میں وقت کی ایک جدیدترین طاقت تھے۔اس کے باوجود انگریزوں نے بھی کئی باران ہی مجاہدین کے ماتھوں شکست کھائی۔

امبیلا کی تاریخی اور آخری جنگ میں انگریز فوج اینے تمام لاؤلشکراور ہلاکت خیز ہتھیاروں کے ساتھ دوماہ تک پہاڑوں جیسے حوصلے کے مالک مجاہدین اور ان کے اتحادی قبائل سے ٹکراتی رہی لیکن اسے اس قدر ہزیمت ملی که برطانوی فوج کوشاید ہی کسی اور جنگ میں اس قدر ملی ہو۔وہ مجاہدین کے مرکز ملکا تک پہنچ کراس کا نام ونشان مٹادینا حاہتے تھے لیکن مجاہدین اور قبائل کا اتحاد ان کے نایاک عزائم کے سامنے سیسہ یلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہوگیا۔انگریزوں نے کئی راستے بدل کر ملکا تک پہنچنا حام کیکن ہرطرف پہاڑوں سے سرٹکرانے کے سواا نہیں کچھ نہل سکا۔ مجامدین صرف پندرہ سوله سوتھے البتہ قبائل کی انہیں مکمل معاونت حاصل تھی جبکہ انگریزی فوج کس قدر طانت اور تعداد کے ساتھ حملہ آ ورتھی اس کا اندازہ اس سے لگا ئیں کہ ابتدا میں کل فوج پانچ ہزار، ایک سوپیادہ سپاہیوں ، دوسوسواروں اور دوسواسی توپ خانے پر مشتمل تھی۔

ہنومبر۱۸۶۳ء تک بیرحالت ہوگئی کہ جزل چیمبرلین مزید کمک کے لیے تاریر تاردے ر ہا تھا اور پنجاب اور سرحد کی چھاؤنیوں میں سے دن رات فوجیں بھیجی جارہی تھیں۔ بقول آبادشاہ بوری پنجاب کی فوجی چوکیاں سب کی سب خالی ہو چکی تھیں اور حکومت پنجاب وائسرائے کی حفاظتی فوج کے ایک جھے کی خدمات حاصل کرنے پر مجبور ہوگئی تھی.....انگریزی فوج کی حالت روز بروز زبوں تر ہوتی جاتی تھی۔فوج پر فوج جمیجی جار ہی تھی حتیٰ کہ وسط نومبرتک پنجاب کی حیھاؤنیاں خالی ہوچکی تھیں اور میاں میر کے کمانڈنگ آفیسر کو گورنر کے لیے ۲۲ حفاظتی سیاہیوں کی گارد کا انظام کرنا مشکل ہوگیا

قارئين كرام! ييتى مجامدين كي صورتحال جونه صرف ابھي كسي منظم حكومت اور با قاعدہ فوج کی صورت میں نہ تھے بلکہ ان کے پاس زیادہ تر اسلح بھی روایتی اور قدیم طرز کا تھا، وہ تلواروں ،کلہاڑیوں ، نیز وں اور گنڈ اسوں سے جاں سیاری کی مثال قائم کررہے تھے۔ بندوقیں بہت کم لوگوں کے پاس تھیں اور وہ بھی توڑے دار چھماتی بندوقیں جبکہ مقابلے میں وقت کی ایک سپریاور تھی۔ انگریز وقت کے جدید ترین ہتھیاروں ،رائفلوں اور تو بوں سے مسلح تھے لیکن چھر بھی اس سپر یاور کا یہ حال ہوا کہ مجاہدین نے اسے ناکول جنے چبوانے پر مجبور کر دیا۔ کیا ہمیں معلوم ہے کہ برطانیہ جیسی طاقت اتنے کم مایہ مجاہدین کے ہاتھوں اتنی ذلیل کیسے ہوئی؟اس کی وجہ صرف اور صرف بیتھی کہ مجاہدین کے ساتھ تمام قبائلی مسلمانوں نے بھی مکمل بیجہتی اور اتحاد کا **Proof No.3**

24-9-2003

مظاہرہ کیا۔اس سے پہلے بھی مختلف معرکوں میں جب تک مجاہدین اور قبائلی مسلمان متحد ہوکراڑتے رہے، انہیں کوئی بڑی سے بڑی طاقت شکست نہ دے سکی لیکن جوں ہی مسلمان آپس میں غداری کرتے ، سارا نقشہ بدل جاتا۔ فتوحات ذلتوں اور پسیائیوں میں بدل جاتیں اور غیرمسلموں کے جبر وظلم کا اقتداران پرسایڈگن ہوجا تا۔ مجاہدین تو شہادتوں کو سینے سے لگا کر کم از کم اللہ کے ہاں سرخرو ہوجاتے لیکن غداری کرنے والےمسلمان بالآ خربرے انجام کا شکار ہوتے۔ نہ دنیا میں ان کی کوئی عزت رئتی نہ آخرت میں۔امپیلا کے اس تاریخی معرکے میں کہیں تو بیصور تحال تھی کہ مجاہدین اورمسلمانوں کے اتحاد کے آ گے برطانوی ہند کی ساری فوج بھی ناکام ہوگئ تھی۔ وہ اینے سے دس گنازا کدوشمن کے بھی دانت کھٹے کررہے تھے لیکن پھر آخر کار کافروں نے مجاہدین کوشکست دینے کے لیے وہی پرانانسخہ استعال کیا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈال دیاجائے ۔ان کے اندر سے ہی غدار تلاش کیے جائیں ۔مجاہدین اگر چہاس دفعہ بڑی ہوشیاری سے کافروں کے اس پرانے حربے کو نا کام کرتے آ رہے تھے لیکن آخر کہاں تکمیم وزر کی چیک نے بالآ خرکی قبائلی سرداروں کی آئکھوں کو خیرہ کر دیا۔ سیلے بھی وہ اس طریقے ہے کئی بار قبا کلی خوانین اور سر داروں کوخرید کرمجامدین کو کافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ دولت کے لالج میں آ کران قبائلیوں نے مجاہدین کو پکڑ کیڑ کر انگریزوں کے حوالے کیا تھا۔ ایک موقع پر پوراکشمیر بھی گلاب سنگھ ڈوگرہ سے مجاہدین کے ہاتھ آ رہا تھالیکن انگریزوں نے تشمیر کےمسلمان گورنرامام الدین کو شیشے میں اتارلیا اور یوں بیتاریخی موقع پھر بھی حاصل نہ ہوسکا۔اب بھی انگریزوں نے یہی آ زمودہ طریقہ استعال کیا۔انگریزوں نے قبائلیوں کو بیسے کے لالچ کے علاوہ یقین ولایا کہ وہ صرف ہندوستان سے آنے والے ان مجاہدین کے مرکز تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی قبیلے کو نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتے چنانچہ ان قبائلی سرداروں کو شیشے میں اتارنے کے بعد انگریزوں کے لیے مجامدین کے مرکز تک پہنچنے کا راستہ کھل گیا۔اس اثناء میں بونیری قبائل کا بڑاجرگہ پشاور کے کمشنر کے آستانے پر حاضر ہوا۔ وہ مجاہدین سے علیحدہ ہوجانے کی انچھی قیمت وصول کرنا جا ہتا تھا۔ لیکن انگریز جانتے تھے کہ فریق مخالف اگر ایک مرتبہ اپنے موقف سے ڈ گرگاجائے تو پھروہ مجھی جم کر کھڑا نہیں ہوسکتا۔ پسائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ انگریزوں نے ان قبا کلیوں کی پیش کردہ شرا نظر مستر د کردیں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ غداروں کواپنی شرا نظایر نہیں، انگریزوں کی شرائط پر معاہدہ کرنا پڑا۔ مجاہدین تک پہنچنے کی آڑ میں انہوں نے یہلے لالو کی بہتی پرشب خون مارا ور جارسوآ دمی ہلاک کردیے۔ پھرامبیلا کی بہتی کوآ گ لگادی۔ دوسوآ دمی زخمی یا ہلاک ہوئے اور بول پھروہ آ گے بڑھتے ہوئے مجامدین کے مرکز ملکا تک پہنچ گئے۔ یہاں مجاہدین نے اگر چہ قربانی و سرفروثی کی عظیم مثالیں قائم کیں، وہ کٹ تو گئے کیکن اس معر کہ ہے مسلمانوں پر بیر ثابت ہو گیا کہ جب اپنے ہی غداری برتل جائیں تو پھرشکست سے بچنا ایک امرمحال ہوتا ہے، چاہے ہم دشمن کے مقابلے میں کتنی ہی بڑی طاقت کیوں نہ لے آئیں لیکن اگرہم کافروں کے سامنے **Proof No.3**

24-9-2003

سب مسلمان ایک جان ہوکر کھڑے ہوجائیں تو پھر جاہے ہماری تعداد کتنی ہی کم اور اسلحہ بھی چاہے کتنا ہی کم تر ٹیکنالوجی کاحامل ہو، دشمن مبھی ہمارے آ گے نہیں تھہرسکتا....اسی طرح بیجھی معلوم ہوا کہ کا فرمسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو ایک دفعہ جھا لیتے ہیں تو چر یہ بھی آئندہ بلیک میل ہی ہوتے رہتے ہیں اور انہیں کچھ ملنا تو دور کی بات ہے، کا فروں کی شرائط پر ہی معاہدے کرنا پڑتے ہیں جیسا کہ آج کل ہمارے جزل مشرف صاحب کی افغانستان میں خدمات کے عوض بش نے تعریفوں کے بلی تو بہت باند ھے لیکن عملی طور بر کوئی قابل ذکر ٹھوس مالی امداد دی نہ ہی ایف 16 کی غین کی ہوئی رقم یا یا کتان کی تشمیر سمیت کسی پالیسی اور مفاد کی حمایت کی گئی۔ وائے افسوس! تاریخ اسلام کے روز اوّل سے لے کر آج تک یہی واقعات اور یہی مثالیں بار بار د ہرائی جارہی ہیں کیکن ہم پھر بھی ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔

طالبان کی شکست اور غداری:

آج طالبان کی حکومت کے خاتمے میں بھی غداری نے ہی سب سے بڑااور اہم رول ادا کیا۔اس کے بغیر امریکہ اپنی تمام تر طاقت کے باوجود کچھ نہ کرسکتا تھا جواس نے اب کرکے دکھایا۔ امریکی حکام کے جب پاکتانی حکمرانوں کے بارے میں سے ریمارس تھے کہ انہوں نے ہاری تو قع سے بھی بڑھ کر تعاون کیااور یہ کہ ان کے تعاون کے بغیر وہ کچھ ممکن نہ تھا جو اب ممکن ہوا ہے تو خود افغانستان کے اندر جن افغانیوں نے غداری کی،اس کے تباہ کن اثرات کس قدر زیادہ ہوئے ہوں گے،اس کا ندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ واشنگٹن ٹائمنر نے اپنی ایک ریورٹ میں انکشاف کیا کہ امریکہ نے افغانستان کے کئی درجن وار لارڈ ز کوستر لا کھ ڈالر سے زائدرقم بطور رشوت دی _ ذاتی اور علاقائی وگروہی مفادات میں ہم کس قدر اندھے ہوجاتے ہیں ، اس کا اندازہ اس سے بھی لگائیں کہ جناب عطاءالحق قاسمی کے مطابق شالی اتحاد کے ایک کمانڈر نے افغانستان میں قید پاکستانیوں کی ایک لاٹ''ساٹھ لاکھ'' رویے میں تھوک کے نرخوں میں خریدی اور پھر ایک ایک قیدی کوئٹی گئی لا کھ کے عوض ان کے ورثاء کے ہاتھوں پر چون میں فروخت کر کے کئی گنا زیادہ کمایا۔غرض جب ہمارے اندراپنوں کی غدار یوں کی بیصور تحال ہوتو پھر ایسی قوم کوتو ایک معمولی طاقت بھی آ سانی سے غلام بناسکتی ہے۔

ا باهمی اختلاف:

ایک اور دلچیپ تاریخی تجزیه بھی میں قارئین کے گوش گزار کردینا چاہتا ہوں ۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ رکھنے والے اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مسلمانوں نے کا فروں کے ساتھ تو ہمیشہ حسن سلوک کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں ۔ وہ حیا ہے طاقتور اور غالب تھے یامحکوم ومظلوم اورمقہور، کافروں کے ساتھ انہوں نے بدترین حالات میں بھی ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت کم ولیی بدسلوکی کی جیسی کافر ہمیشہ ماضی سے لے کرآج تک موقع ملنے پر مسلمانوں کے خلاف کرتے آئے ہیں کیکن مسلمانوں نے اپنوں کے ساتھ ابیا سلوک ضرور کیا جسے پڑھ کررو نگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بنو

امیہاور بنوعباس کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔

سوال مدہے کہ اگر ہم اپنا باہمی اختلاف ختم نہیں کرسکتے اور شاید ریمملاً سوفصد ممکن بھی نہ ہو، مختلف نظری اور تدبیری امور میں ہر قوم ، ہر جمعیت اور ہر تنظیم میں اختلافات رہے ہیں اور رہیں گے۔لیکن کیا ہم اپنے مسلمان بھائیول سے اتی توقع بھی نہیں کرسکتے کہ جب مسلمانوں کے ایک گروہ، ایک تنظیم، ایک قوم یا ایک ملک کا مقابلہ کا فروں سے ہو تو کم از کم اس وقت اپنے اپنے اختلافات اور مفادات کو بھلا کر دشمن کے مقابلے میں تکجا ہوجائیں۔کوئی پیرنہ سمجھے کہ میں اپنے بھائی کو کافروں کے ہاتھوں مروا کریا انہیں کافروں کے حوالے کرکے خود نیج جاؤں گا.....نہاس کا دنیا میں فائدہ ہے نہ آخرت میں۔ کاش ہم اپنے نبی طفی آیا کے اس فرمان کو ہی حرز جال بنالیں جس میں آپ طلطی علیم نے فرمایا:

﴿ الْمُسُلِمُ اَخُوالُمُسُلِمُ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسُلِمُهُ وَمَنُ كَانَ فِي حَاجَةِ ٱخِيُهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنُ فَرَّجَ عَنُ مُّسُلِمٍ كُرُبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنُ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنُ سَتَرَ مُسُلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوُمَ الْقِيَامَةِ ﴾

[صحيح بخارى، كتاب المظالم، باب لا يظم المسلم، حديث: ٢٤٤٢] ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس برظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے کسی کا فرکے حوالے کرتا ہے اور جوکوئی اینے بھائی کی ضرورت میں مشغول ہو،

الله تعالیٰ خود اس کی حاجت پوری کرنے میں مشغول ہوتا ہے اور جوکوئی کسی مسلمان بھائی کی تکلیف دور کرتاہے،اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو قیامت کے دن دور کرے گا اور جوکوئی مسلمان (کی برائی) کا پردہ رکھے گا،اللہ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔''

ہمارا آپس میں باہمی طور پر جاہے جتنا بھی اختلاف ہو،ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی جاہیے کہ کافروں کا باہمی اختلاف ہم سے زیادہ ہوتا ہے لیکن کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ جب بھی کوئی ایک کافر ملک مسلمانوں کے مقابلے میں آتا ہے توباقی کا فراینے تمام اختلاف بھلا کر مسلمانوں کے اس دشمن کا فر ملک کی پشت پر آ موجود ہوتے ہیں۔

انڈیا اگر کشمیر برکوئی حق اور انصاف کی بات ماننے کو تیار نہیں تو کیا کسی بھی اور کافر ملک نے انڈیا کو اس کے ظلم و جبر سے باز رکھنے کی کوئی کوشش کی بلکہ الٹا وہ یا کتان کو بلیک میل کرنے کے لیے سرحدوں پر فوج لے آیا تو پہل انڈیا کی طرف سے ہونے کے باوجود یہ کافر مما لک صرف انڈیا کو سمجھانے کی بجائے یا کستان اور بھارت دونوں کوکشیدگی کم کرنے کا کہتے ہیں۔گویا دونوں کوکشیدگی کا برابر کا ذ مہ دار قرار دیتے ہیں۔انڈیا کے واضح جارحانہا قدامات کے باوجود صرف اس کی مذمت کوئی کافر نہیں کرتا۔اب بھی امریکہ نے یا کستان کی تھوڑی سی امداد کی تو اس کے عوض بیشرط بھی لگائی کہ یاکتان نہ صرف انہا پیندوں (مجاہدین) کے خلاف سرگرمی سے کام کرتا

رہے گا بلکہ بھارت کے ساتھ کشیدگی میں بھی کمی لائے گا۔اس سے ثابت کیا جارہا ہے کہ یاکتان ہی بھارت کے ساتھ کشیدگی پیدا کرنے کا ذمہ دارہے۔ اسرائیل کے معاملے میں کا فروں کا بیرو میاس سے زیادہ ظالمانہ اور جانبدارانہ ہے۔ اسرائیل اینے تمام تر ہلاکت خیز ہتھیاروں ، میزائلوں اورٹینکوں سے بلاناغه فلسطینیوں کا قتل عام کرتا ہےاور بے جارے فلسطینی جار ہزارسال پرانے اسلحے غلیل سے بھی اس کا جواب دیں تو انہیں بھی تشدد کا اتنا ہی ذمه دار همرایا جاتا ہے جتنا که اسرائیل کو بلکه اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ امریکہ اور کئی دوسرے ممالک تھلم کھلا صرف مظلوم فلسطینیوں کو ہی تشدد اور دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دینے لگے ہیں یہاں تک کہ وہ یا سرعرفات جس نے ہمیشہان کا فروں کے مفادات کی یاسداری کا کردارادا کیا اورخود کومسلمانوں میں لبرل اور معتدل لیڈر کے طور پر پیش کیالیکن اس کی'' خد مات'' کا بھی یہ صلہ دیا گیا کہ وہ بھی اب نا قابل اعتبار کھہرا ہے۔اس کی الیم تصویریں نیوز ویک میں شائع کی حارہی ہیں جن میں اسے زنجیروں سے بندھا ہوا اور الٹا لٹکا ہوا دکھایا گیاہے۔ بیہ ہے مسلمانوں سے غداری کرنے والے کا عصر حاضر میں ہمارا آ نکھوں دیکھاانحام۔

کاش! ہمارے دوسرے لیڈر اور حکمران اس سے عبرت حاصل کریں ۔ تاریخ سے سبق حاصل کریں اور جان لیں کہ عزت اور حمیت وغیرت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔اگراس راہ میں موت بھی آ جائے ، بظاہر دنیاوی طور پر شکست بھی ہوجائے تو

پھر بھی اس انسان کی عزت پہلے سے کئی سو گنا بڑھ جاتی ہے۔ یہ عارضی شکست اور تباہی بعد میں بڑی فتح کا پیش خیمہ بن جاتی ہے کیکن بے غیرتی اور ہے میتی قوموں پر غلامی و پستی اور ذلت کی طویل رات مسلط کردیتی ہے۔

(فَاعُتَبرُوا يَا أُولِي الْاَبُصَارِ)



سقوط بغداد کیوں ہوا؟

جو کچھ ہوا، نہیں ہونا چاہیے تھالیکن جو کچھ ہمارے اعمال تھے، پھراس کے علاوہ ہو بھی کیا سکتا تھا۔

دل تو بہت گرفتہ ہے، آنسو بہانے کو بھی اس قدر جی حابتا ہے کہ جس سے شاید ندیاں بھی رواں ہوجائیں، ہوش وحواس اور دماغ اینے ٹھکانے سے باہر جا تامحسوس ہوتا ہے، امت مسلمہ کی حالت زار دیکھ کر کلیجہ منہ کوآتا ہے، ہائے سفینہ امت کس طرح جگہ جگہ لٹ رہاہے،مسلمانوں کاخون تیل اور یانی سے بھی سستا ہوگیا۔ پہلے سقوط كابل ہوا، اب سقوط بغداد۔ آہ! ايک طرف تووہ مسلمان ہيں جو گا جرمولي كي طرح کٹ رہے ہیں بلکہ یہ پرانی مثال تواب ان پر پوری نہیں اترتی، اب تومسلمانوں کو بڑے بڑے بم چینک کر یاؤڈر بنایاجارہاہے۔ان کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔لیکن دوسری طرف جومسلمان بیچ ہوئے ہیں،وہ صرف تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ان کی اکثریت کوشایدایے مسلمان بھائیوں کی حالت پرایک لمح یا چندلمحوں کے لیے افسوس ہوا ہو اور پھروہ ویسے ہی اینی زندگی کے معاملات اور دنیا کی رنگینیوں میں مست ہوگئے۔انہیں بیغور کرنے کی فرصت ہی نہیں کہ بیسقوط بغداد آخر کیوں ہوگیا؟

ہمارے ساتھ بیسلسل المناک حالات کیوں پیش آ رہے ہیں؟ وہ اپنی قیمتی مصروفیات اور تفریح کے اوقات میں سے اتنا ہی وقت نکال سکتے ہیں کہ امت کی حالت زاریر ایک دو لمحے افسوس کرلیں اور بس اس سے زیادہ مغرب کی دی ہوئی مشینی اور مادی زندگی نے ان کے پاس وقت جھوڑا ہی نہیں لیکن کئی ایسے بدبخت بھی تھے جنہیں ایک لمحے کے لیے بھی افسوس نہ ہوا۔ یہ بات میں اس لیے یقین کے ساتھ کہدر ہاہوں كدايسے لوگ اخبارات كے صفحات برآن دى ريكار داسينے وجود نامسعود كا پية ديت رہے ہیں۔ میں ایسے ایک شخص کا نام تو کھل کر لینا جا ہوں گا جوخود کومسلمان کہلا کر بھی عراق پرامریکی حیلے کی کھل کرحمایت کرتار ہا دنیا بھر کے کروڑ وں ضمیر پیندغیرمسلم بھی عراق برامر کی حملے کی ندمت کرتے رہے لیکن یہ غیر سلموں سے بھی گئے گزرے ہو گئے۔ حسن نثار نامی اس دریدہ دہن شخص نے جو ویسے توغریبوں کو دال روٹی اورانصاف دلانے کا بڑا مدی ہے اور اس مقصد کے لیے روزانہ جنگ کے صفحات کالے کرتار ہتاہے لیکن مسلمانوں پر جہاں بھی کا فرکوئی بھی ظلم وزیاد تی کریں، اسے بیہ سب کچھاہنے آ قاؤں کی کرم گشری ہی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ عراق پر امریکی حملے کواس نے عراقی عوام کے لیے غیبی امداد قرار دیا اور ککھا کہ امریکی حملے سے ہوسکتا ہے کہ ہزار لاکھ انسان مارے جائیں لیکن ان کی آئندہ نسلیں آ مریت سے تو آزاد ہوجائیں گی۔ جب قوم وملت میں ایسے بے ضمیر، بےحس، بے شعور اور بے بصیرت انسان موجود ہوں کہ جنہیں انسان ککھتے ہوئے بھی گھن آتی ہے، تو پھراس قوم

Proof No.3

24-9-2003

کا یقیناً اللہ ہی حافظ ہے۔ان لوگوں کو سمجھ شاید اس وقت ہی آ سکتی ہے جب ایسے چند ہزار لا کھانسانوں میں ان کےاینے بہن بھائی ،والدین اور بیوی بیجے شامل ہوں ، بیان کی چینیں اور آ ہیں سنیں لیکن بیو ہاں بھی اپنے عزیز وں اور جگر کے گلڑوں کو بیہ کہہ کر تسلی دیں کہ گھبرانا نہیں، بموں کی اس آگ میں تمہارے کچھ چیتھڑے تواڑ جائیں گے، کچھ گوشت یاؤ ڈرین کر خاک ہو جائے گا،تمہاراجسم زخموں سے کچھ بھر جائے گا تو کیا ہوا؟ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں تواب سکون ہے آ زادی اورمسرت وشاد مانی کے دن گزاریں گی۔ جب اپنے سر پر پڑے گی ، پھرالیا دل گردہ دکھا نیں گے تو معلوم ہوگا کہان کی بی^{د'} آ زادی'' اور بی' دال روٹی'' ^کس بھاؤ ملتی ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ ا نہیں بیدن نہ دکھائے کیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شقی القلب لوگوں کو بیدن دیکھے بغیر سمجھ نہیں آنے والی۔ آج کل جس بھی چھوٹے بڑے ہوٹل میں جائیں، وہاں کیبل ٹی وی ضرورلگا ہوتا ہے۔عراق پر بمباری کے دنوں میں جب ہم ایک ہوٹل میں کھانا کھانے گئے تو وہاں کیبل پرورلڈ کپ کا میچ و یکھا جار ہا تھا۔ ہم نے ہوٹل والے سے کہا کہ بھائی اگر ٹی وی لگانا ہی ہے تو خبروں والا کوئی چینل لگادو تا کہ ہمارے عراقی بھائیوں کی کچھ حالت زار کا پتہ تو چلے۔ کہنے لگے ،وہاں کیا ملناہے؟ ایسے دل خراب كرنے والى بات ہے۔ يعني آپ ميچ ديكھيں۔خوش كن اور دل لبھانے والے چينل دیکھیں اور عراق کی خبریں دیکھ کراپنا ول خراب نہ کریں، ہمیں زندگی کے مزے لینے دیں،مصیبت آئی ہے توعراقیوں برآئی ہے، ہمارے اوپر تو نہیں آئی۔ہم کیوں اپنی

عیاشیوں کے رنگ میں بھنگ ڈالیں۔ جب ہمارے احساسات اور فکروشعور کا بیہ عالم ہوتو پھرقو میں تباہیوں سے کس طرح پیجسکتی ہیں۔

> وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا کارواں کے ول سے احساسِ زیاں جاتا رہا

خود فریبی حچور میں، بغیراصلاح کیے ہم اپنی باری کوٹال نہیں سکتے:

ہمارے ہاں جومسلمان کا فرول کے ظلم وہتم سے بیچے ہوئے ہیں،وہ اس زعم میں مبتلامیں کہ جمارے اندر کوئی ایسی قابلیت اور عقلمندی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم بیچے ہوئے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ جومسلمان مارے جارہے ہیں ، یقیناً ان کا کوئی نہ کوئی قصوریا نااہلی تھی جس کی وجہ سے وہ پچ نہیں سکےحالانکہ باری سب کی باری باری آ رہی ہے۔ بوسنیا، کوسووا، چیجنیا، بر مافلسطین، کشمیر، افغانستان،عراق، کتنی باریاں لگ تچیں لیکن ہماری آ تکھیں چربھی نے کھلیں۔ کبوتر کی طرح ہم نے آ تکھیں بندگی ہوئی ہیں اورشتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھیا کر بیجھتے میں کہ خطرے کا کہیں دور دور تک نام ونشان نہیں۔ویسے اپنی باری کی بار بار تر دید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری چھٹی حس ہمیں بتا ضرور رہی ہے کہ ہماری گردن بھی کسی وقت دبوچی جاسکتی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے حکمران کافروں کے آ گے جھک کرہمیں بچالیں گے حالانکہ صدام سے زیادہ کسی نے کیا جھکنا ہے۔اس نے امریکہ کی ہرشرط مان لی کیکن حملے سے پھر بھی نہ نے سکا۔کافروںکا تو آج منشور ہی ہے ہے کہ سلم ملکوں کے وسائل کو ہرصورت تباہ کرو۔ پھر تعمیر نو کے نام پراس ملک کی دولت کوخوب لوٹو اوران پر قبضے بھی کرو۔عراق کم تر خطرناک ہتھیاروں کے باوجود نہ بچاتو پاکستان کئ گنا زیادہ خطرناک ہتھیاروں اورایٹی میزائلوں کی موجودگی کے باوجود کیسے کی سکتا ہے؟ لیکن ہم خود کوفریب میں ڈالے رکھنا اچھاسمجھتے ہیں۔ ہمارا حال بالکل ایسے ہی ہے جیسے ہرایک کومعلوم ہے کہ اس نے دریا بدرایک دن ضرور مرناہے۔اسے جب کہاجاتاہے کہ بھائی موت کی تیاری کرلو،اینے اعمال بہتر کرلوتا کہ کل اگلے جہان میں اصل اور یا ئیدار ومنتقل زندگی بہتر اور پرسکون گزارسکولیکن اس کے اعمال بتاتے ہیں کہ اسے اپنی موت کا یقین نہیں ہے۔اس کے سامنے روزانہاس کے عزیز وا قارب، محلے دار، پڑوسی اوراس کے ہم شہر وہم وطن مرتے ہیں لیکن اسے معلوم ہوتا ہے کہ فلال کی موت فلال بیاری، فلال بے احتیاطی یا فلاں حادثے کی وجہ سے ہوئی۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں تو بڑاعقلمند ہوں، بڑی احتیاط سے زندگی گزارتاہوں ،انہیں تو زیادہ تبجھ ہی نہیں تھی کہ کس چیز سے بچنا جا ہے اورکس چیز سے نہیں بچنا جاہیے۔وہ اگر فلال غلطی نہ کرتے تو شاید کی جاتے۔ فلال کام نہ کرتے ،فلاں پر ہیز کرتے ، دوائی صحیح کھاتے یا گاڑی صحیح چلاتے توان کا بیانجام نه ہوتا۔ میں توبرا سوچ سمجھ کر اورتمام زمینی حقائق کو دیکھ کر چلنے والا ہوں ، اس لیے میری باری توشایدند گئے، مجھے توشایدموت ہی نہ آئے اور اگر آئی بھی تو کم از کم ابھی اس کا دور دور تک امکان نہیں۔

غرض ہم نے ہرمعاملے میں خود فریبی کا انداز اپنایا ہواہے اور اسی خود فریبی کی

Proof No.3

24-9-2003

خیالی جنت میں رہ کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ہر طرف سے محفوظ ہو گئے ہیں۔آج جو تباہی و بربادی ہمارے ہرطرف پھیلی ہوئی ہے تو دور کی کوڑیاں لاکرہم اس کے اسباب ڈھونڈ رہے ہیں، حالانکہ اس کے اسباب بھی ہمارے آس پاس ہی موجود ہیں دور جانے كى ضرورت نہيں۔ بيالله تعالى نے ہميں چودہ سوسال يہلے ہى بتا ديا تھا۔ فرمايا: ﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتُ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيُقَهُمُ بَعُضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمُ يَرُجِعُونَ ﴾ (الروم: ١٤) ' ﴿ خَشَى اور ترى میں جونساد بریا ہو گیا ہے تووہ لوگوں کے اپنے اعمال کے سبب سے ہے۔ اس لیے کہ اللہ انہیں ان کے بعض کرتو توں کا پھل چکھادے تا کہ وہ اللہ کی طرف لوٹ آئیں۔''

جی ہاں! یہ ہمارے اعمال اور یہ ہمارے کرتوت ہی ہیں جن کا نتیجہ ہم بھگت رہے ہں۔

صرف مسلمانول يرعذاب كيول؟:

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ ہم سے زیادہ اللہ کی نافرمانیاں توہمارے دشمن کافر، یہودی ملیبی اور ہندو وغیرہ کررہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہان پرتو کوئی عذاب نہیں،سارے عذاب ہم پر ہی نازل ہورہے ہیں ہے برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

تواس کا جواب بھی ہمارے اینے درمیان موجود ہے۔ کیا یہ انسانوں کی فطرت نہیں کہ وہ اینے کھلے دشمن سے تو اتنی نفرت نہیں کر تالیکن کوئی اس کا دوست بن کر اس سے غداری کرجائے تو سب سے زیادہ نفرت وعداوت کے جذبات اس غدار کے خلاف موجزن ہوتے ہیں سب سے پہلے انسان اسی سے بدلہ لینے کی کوشش كرتا ہے اگركسى كى بيوى اس سے بے وفائى كرجائے ، كھائے ہے اور يہنے شوہركا، زوجہوہ اس کی کہلائے کیکن پیارکسی اور کے ساتھ کرے، رنگ رلیاں کسی اور کے ساتھ منائے، شوہر کی محبت میں وہ شریک کسی اور کو کرے تو کیا الیم بیوی کو کوئی شوہر برداشت کرے گا۔ جب جاری آپس میں غیرت کا بیحال ہے تو پھراللدتو سب سے زیادہ غیرت والا ہےکیا ہم اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ ہم نے اللہ سے اپنی محبت کے دعوے کیےخود کوموحداور دوسروں کومشرک کہالیکن خوداس جرم فتیج کے مرتکب ہوئے جس کا طعنہ دوسروں کو دیتے تھے.....کلمہ پڑھ کربھی ایسے ایسے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں کہ کا فروں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

همارا بهت برا جرم شرک:

آج ہی ذرا ہم اینے در باروں اور قبرستانوں کا حال جا کر دیکھیں وہاں کیا کیا شرک نہیں ہورہا۔جوسجدے بتوں کو کیے جاتے تھے، وہی سجدے قبروں کو کیے جارہے ہیں جو طواف اللہ کے گھر کے لیے خاص تھا، وہ طواف ان قبروں کا کیا جا تا ہے..... جو نذر و نیاز صرف اللہ کے لیے خاص تھی، وہ غیر اللہ کے نام کی دی جاتی

ہے۔ پیروں، فقیروں، ولیوں اور بزرگوں کے نام کی دیگیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ ہماری غیرت وحمیت کا توبیحال رہا کہ کافراینے تمام ترلاؤ ولشکر کے ساتھ مسلمانوں کونیست ونابود کرر ہاتھالیکن ہم اس کےخلاف احتجاج کے لیے اتنابھی سڑکوں یر نہ نکلے جتنا ان درباروں کے عرسوں کے لیے نکلتے ہیں۔کسی کوشک ہوتو دیکھ لے کہ صرف لا ہور میں سیرعلی جویری المعروف داتا دربار کے عرس پرلا ہوری ہرسال اس قدر نکلتے ہیں کہ سارا دن اورساری رات بورے لا ہور میں ٹریفک جام رہتی ہے۔ امریکہ کے خلاف ملین مار چوں کے لیےلوگوں کو دور دراز سے بسیں بھر کر لانا پڑتا ہے کیکن اس عرس کے لیے یورا لا ہور الدیرٌ تا ہے۔۔۔۔۔لا ہور کا کوئی کونہ اورکوئی محلّہ ایبا نہیں رہتا جہاں سے اس عرس کے لیے ہزاروں لا ہوری دھمال ڈالتے اور رقص کرتے ہوئے شریک نہ ہوتے ہوں.....سوچے کیا اولیاء سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے عرسوں بر جایا جائے خوب بھنگڑے اور رگڑے لگائے جائیں۔شرک اور فحاشی کے ریکارڈ توڑے

ویسے تو عیدمیلا دمنانا بھی کرسمس کی نقل ہے.....اسے صحابہ کرام ڈٹٹائیڈ ہونے منایا نه بعد میں صدیوں تک بھی بیمنائی گئی۔۳۰،۲۰ سال پہلے ہی پیشروع ہوئی لیکن نبی طلنے علیے اس کر رہے عید بھی ہم انڈین گانوں پرفخش اور ڈسکو ڈانس کر کے مناتے ہیں یا پھر شرکیہ تعتیں پڑھتے ہیں۔جب ہمارے اعمال کا پیرحال ہو، ہم اللہ کی سب سے بڑی بغاوت کے مرتکب ہوں، ایک ایسے جرم کو اعلانیہ کرتے ہوں جسے اللہ نے نا قابل

معافی جرم کها هوتو پهرمصیبتیں اور ذلتیں ہمارامقدر کیوں نه بنیں؟.....سورهٔ نساء میں الله تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغُفِرُ اَنُ يُّشُرَكَ بِهِ وَ يَغُفِرُ مَا دُوُنَ ذَٰلِكَ لِمَنُ يَّشَآءُ



(النساء: ٨٤)

'' بے شک اللہ تعالی اینے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشا اوراس کے سواجسے حاہے بخش دے۔''

ذرا هم اینے ماں باپ آ دم وحواعلیماالسلام کی طرف نظر دوڑ اکر دیکھیںان سے ایک معمولی ساجرم سرز دہوا کہ انہوں نے ایک ممنوعہ درخت کا پھل چھ لیا۔ بیہ جرم بھی ان سے محض غلط فہمی اور شیطان کے بہرکاوے کے نتیجے میں ہوالیکن اس معمولی جرم کی بھی انہیں بدہزا ملی کہان کے کپڑے اتار دیے گئے اور انہیں جنت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور اللہ نے انہیں بطور سزا زمین پر بھیج دیا کہ اب وہ اپنی دوبارہ اصلاح اور توبہ کے بعد ہی جنت میں داخل ہوسکیں گے۔ جب آ دم وحواعلیہا السلام کو ایسے معمولی جرم کی اس قدرسزا ملی تو ہم نے تو کوئی جرم نہیں چھوڑا جونہ کیا ہو۔

عراقی بھائیوں پر آتش وآ ہن اور بارود کی بارش ہو رہی تھی لیکن ہم پھر بھی بڑی بے باکی سے شرک کا ارتکاب کرتے ہوئے کہتے رہے کہ بغدادسیدنا عبدالقادر جیلانی <u> عِراتش</u>یبه کا شهر ہے۔ وہ غوث الاعظم ہیں یعنی معاذ اللہ سب انسانوں کی فریادیں <u>سننے</u>

والے،سب سے بڑے ولی ہیں،وہ این بغداد کوخود ہی بچالیں گے۔ہمیں پچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔لیکن دنیا نے دیکھا کہ بغدادتو کیا بچنا تھا،خودﷺ عبدالقادر جیلانی وطلطیہ کے مزار کا گنبد بھی بمباری سے نباہ ہوگیا۔ اس نباہ شدہ گنبد کی تصویر سارے اخبارات میں شائع ہوکر ہم نام کے مسلمانوں کو یہ پیغام دے گئی کہ لوگو! کوئی زندہ یا مرده مخلوق فرياديں سننے والی فريادرس نہيں ہوسکتی۔ شخ عبدالقادر جيلانی وسليے ہوا پنے در بار کو نہیں بچاسکے، وہ دوسروں کے غوث یا فریاد رس کیسے ہو سکتے ہیں؟ داتا، مشکل کشا، دشگیر، فریاد رس اورغوث تو صرف الله نتارک وتعالیٰ کی ذات ہے:

﴿ اَمَّنُ يُّحِيبُ الْمُضُطَّرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ ﴾

'' کون ہے جو بے قرار و مجبور کا فریاد رس (غوث، داتا، مشکل کشا) ہے جب کہ وہ اسی (اللہ) کو پکارےاور وہی اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔'' شرک تو ایسا حساس اور بنیادی مسکہ ہے کہ اللہ نے اینے نبی مطفی آیا کہ کھی تنبیہ فرما دی کہ اگرآ پ بھی شرک کریں گے تواللہ آپ کے اعمال بھی ضائع کردے گا۔ فرمایا:

﴿ لَئِنُ اَشُرَكُتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخسِريُنَ ﴾ [الزمر: ٦٥] "اگرتم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہیو جائیں گے اورتم زیاں کاروں

میں ہو جاؤ گے۔''

حالانکہ انبیاء سے شرک کا صدورممکن نہیں اور آپ ملتے آیے آتو نبیوں کے سر دار تھے کیکن اس طرح لوگوں پر واضح کرنامقصودتھا کہ اللہ کوشرک کس قدر ناپیند ہے۔ الله تعالى نے قرآن میں اینے نبی ملئے ایا کے ذریعے لوگوں پریہ بھی واضح کردیا: ﴿ قُلُ لَّا أَمُلِكُ لِنَفُسِي ضَرًّا وَّ لَا نَفُعًا ﴾ (يونس: ٩٩) ''(اے نبی ﷺ اللَّے اللّٰے اللّٰہ الوگوں کو بتادیجیے کہ میں تواینے نفع ونقصان کا بھی

لیکن یہاں نبیوں کوتو کیا، ولیوں کوبھی مشکل کشا، داتا، دشگیراورغوث بنایا جا رہا ہے اور آج کل تو ولی بھی ایسے ہیں جو مادر زاد ننگ دھڑ نگ اور نماز ، روز ہ اور طہارت سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں، ہم پھر بھی ان سے چیٹے ہوتے ہیں تو پھر اللہ کاغضب ہم یر کیوں نہ بھڑ کے گا۔

امت کی نافر مانیوں کا خمیاز ہ اہل حق کو بھی اٹھا نا پڑتا ہے:

بعض لوگوں کو بیشبہ بھی ہے کہ طالبان توصدام سے زیادہ اسلام سے مخلص اور توحید کے پیروکار تھے۔ پھراللہ نے انہیں بھی امریکہ کے مقابلے میں فتح ونصرت سے کیوں نہ نوازا۔اس کا جواب ہمیں غزوہ احد میں با آسانی مل سکتا ہے کہ وہاں تو خود ہاد ک کا ئنات نبی آخرالز ماں مطبع اللہ کی ہستی موجود تھی لیکن اس کے باوجود آخر کیا وجہ ہوئی كەمىلمانوں كى فتح بھى عين آخرى وقت يەشكىت مىں بدل گئى۔تواس كى وجەمحض چند

صحابہ کرام ڈٹٹائید ہم کی معمولی غلطی تھی اور یہ بھی محض ایک اجتہادی غلطی تھی۔انہوں نے کسی جرم کو جانتے ہو جھتے نہ کیا تھا۔ انہیں رسالت مآب طفی آیا نے ایک ٹیلے پر کھڑا کیا تھا اور ہدایت فرمائی تھی کہ حالات چاہے کھی بھی ہوں، پرندے چاہے ہماری بوڻياں نوچ جائيں، پيجگه اورپيمور چه نہيں حچوڑ نا.....مسلمانوں کو بالآخر فتح مل گئی اور وہ مال غنیمت حاصل کرنے لگے.....ان صحابہ کرام ڈٹیائین بے سوچا کہ جنگ کا فیصلہ تو ہوگیا، نتیج بھی ہمارے حق میں آ گیا، کفار میدان چھوڑ کر بھاگ کیے ہیں۔ اب انہوں نے بھی مال غنیمت کے لیے جگہ چھوڑ دی ۔ چند صحابہ کرام کی طرف سے نبی <u> مسئی ای</u> کے ایک حکم کی نادانستہ خلاف ورزی کا نتیجہ بید نکلا کہ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئیکفار نے اسی ٹیلے سے دوبارہ حملہ کیا۔ستر صحابہ کرام ڈٹخانکٹیم کی لاشوں سے ميدان اك كياستر زخمي هوئخود رسالت مآب طليعياً كوبهي زخم كهاني پڑے آپ طنتے کی آئے دندان مبارک شہید ہوئے، سر پر شدید چوٹیں آئیں اور آپ ملتے آیا گرگئے۔مسلمانوں کی طرف سے مکمل خاموثی حیما گئی۔ یہاں تک کہ ابوسفیان نے بینعرہ بلند کردیا کہ: ((أُعُلُ هُبُلُ)) '' جہل کی ہے''

اس برنبی برفق طلن علیہ کواپی خاموثی توڑنی بڑی کیونکہ کفار سمجھ رہے تھے کہ آپ ا کبر کا نعرہ لگا کر بتادیا کہ بیرکا فروں کی غلط نہی ہے۔اسلام کوختم نہیں کیا جاسکتا، بیددین ہمیشہ قائم رہے گا۔مسلمانوں کو وقق شکستیں تو ہوسکتی ہیں کیکن آخری فتح ہمیشہ حق اور

Proof No.3

24-9-2003

اسلام کی ہوگی۔

بہرحال اس غزوہ سے مسلمانوں کو بیرمعلوم ہوگیا کہ چندافراد کی غلطی کا خمیازہ یوری امت کو اٹھانا پڑتا ہے جبکہ آج تو صورتحال الٹ ہے کہ بمشکل چندافراد نے حق اور دعوت و جہاد کا پرچم تھاما ہوا ہے لیکن اکثر نے غلطیوں اور گمراہیوں کو اپنا شعار بنایا ہواہے۔ چند صحابہ کرام ڈی اللہ نے نبی ملتے آئے کی نادانستہ نافر مانی کی تواس غلطی کے خمیازے سے خود نبی اکرم طلنے آئے کی معصوم عن الخطاء ذات بھی نہ پچ سکی تو آج امت کی اکثریت اللہ اور نبی طفی آئے کے ارشادات سے بغاوت کی حد تک نافر مانیاں کررہی ہے ۔ان عظیم غلطیوں کے خمیازے سے مجاہدین ،طالبان یا حق کا کوئی حچھوٹا سا گروہ کیسے 🕏 سکتا ہے۔اس لیے آج ہمیں اپنی غلطیوں اور گمراہیوں کو پیچاننے اور ان کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ورنہ صیبتیں اور تکلیفیں ہم پر نازل ہوتی رہیں گی۔ ام سلمہ و خلینی اسے روایت ہے کہ علامات قیامت کے شمن میں ایک حدیث میں الله کے رسول طنی مائیے نے فرمایا۔میرے بعد مشرق ومغرب اور جزیرہ عرب (تین جگہ) میں خسف ہوگا۔ میں نے کہا، یارسو ل الله طناع آیا کہا ہمیں زمین میں دھنسایا جائے گا جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے۔ آپ ملٹے آیٹانے فرمایا (ہاں)جب اہل زمین خبائث میں بڑھ جائیں گے۔ (مجمع الزوائد ۱۱/۸) دیگراجادیث کی روشی میں یہ نیک لوگ خبیثوں کے ساتھ ملاک تو ہو جا ئیں

گےلیکن قیامت کے روز انہیں ان کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

[فتح الباري ١١/١]

علاوہ ازیں دوسری احادیث کے مطابق دھنسائے جانے والےعموماً وہ لوگ ہوں گے جونسق و فجور ، زنا اور ناچ گانے میں تمام حدیں توڑ دیں گے۔اس سےمعلوم ہوا کہ خبیث اکثریت کا وبال نیک لوگوں پر بھی پڑتا ہے۔

آج ہم اپنی حالت دیکھیں، کون سی خباثت ہے جس کوہم نے گلے نہیں لگایا ہوا۔ اینے چیرے سے لے کراینے گھر، خاندان ملک اور معاشرہ تک ہر چیز کا حلیہ ہم نے ایبا بگاڑا ہواہے کہ کسی طرح سے بھی کوئی بیرشاخت نہیں کرسکتا کہ بیکوئی مسلمانوں کا معاشرہ ہے۔ حجامت کرتے ہیں تو انگریزوں والیسنت رسول منت اللہ اللہ است ہمیں نفرت اور کراہت ہے۔ روزانہ صبح اٹھ کر سب سے پہلے داڑھی کو اپنے چیرے سے صاف کرے غلیظ نالیوں میں بھینکتے ہیں۔ ویسے ہم بڑے عاشق رسول طلتے آئی کہلاتے ہیںلباس ہمیں عیسائیوں والا پیند ہے۔ پینٹ شرٹ اور ٹائی کی صورت میں گلے میں صلیب لئکا کر ہمیں فخر محسوس ہوتا ہے۔ گھر بڑے عالیشان جا ہتے ہیں۔فضول اور بِمصرف سجاولوں پر بے بہا پیسہ خرچ کرنا ہمارے سٹیٹس کا تقاضا ہے۔ نبی طننے کیا ا نے تو آ راکثی پردے لٹکانے سے بھی منع فرمایالیکن ہم گھر کے ایک ایک کونے کوسجانے پر لا کھوں کروڑوں روپے خرج کردیتے ہیں....صدیق اکبر خالفہ اینے کفن کے لیے بھی اپنی پرانی حادروں کے استعال کا حکم دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک نیا کپڑا توزندوں کے کام آنا چاہیے۔ نبی طشے آنے اور صحابہ کرام دی اللہ ہوند گے کیڑے استعال

Proof No.3

24-9-2003

کر لیتے تھے لیکن ہمارے لیے کپڑوں اور جوتوں کی بھر مار ہے۔ ہرموسم، ہرتقریب کے الگ الگ جوڑے ہیں بلکہ دن اور رات کے بھی الگ الگ لباس ہیں۔ پھر گھروں کو ٹی وی، کیبل ، گانے بجانے اور فحاشی کے آلات سے بھرا ہواہے۔ پردے کا نام ونشان نہیں۔ یوں تو ہم غریب کہلاتے ہیں۔ حکومت بھی ضرورت بڑنے برغربت کا رونا روتی ہے کین عوام کو فوڈ سٹریٹس بنا کر بھی دیت ہے تا کہ اس ' غریب عوام' کواپنی یونچی خرچ کرنے کا موقع مل سکے.....اور''غربت'' دور ہو سکے.....ملکی نظام کا الگ ستیا ناس ہے۔ یا تو ایک فرد کا آ مرانہ قانون چلتا ہے یا پھر پارلیمٹ کی صورت میں ا کثریت کا قانون چاتاہے، انگریزوں کا نظام چاتا ہے، یارلیمنٹ کی بالادتی کی باتیں ہیں۔اللہ کے قانون کی کسی کو بروا نہیں۔

ہاری خباشت کی انتہا تو یہ ہوگئ کہ جن دنوں افغانستان اور عراق میں ہارے لاکھوں مسلم بھائیوں کو بمباری سے مارا جا رہا تھا، نہ صرف ہمارے سرکاری میڈیا ریڈیو، ٹی وی پرراگ ورنگ کے پروگرام جاری رہے اور ہندوانہ بسنت کے جشن بھی منانے گئے بلکہاس بےحسی کاعوام بھی شکار ہوئے اور وہ بھی دن رات فخش فلموں اور پروگراموں میں برابر مست رہے۔ پھر فلمیں بھی ہمیں پاکستانی سے زیادہ انڈین پیند ہیں۔جس گھر میں،بس میں، ہوٹل میں جاؤ دیکھ لو ہرجگہ انڈین فلمیں ہی گئی ہیں۔اس کے منتیج میں نئ نسل ہندوانہ عقائد اور رسوم کو اپنا رہی ہے۔ ہندو سے نفرت بھی کم ہو ربی ہے۔ کرکٹ میچوں میں جو تھوڑا بہت بھارت سے تعصب ہے، وہ بھی بالآخر ختم

ہوجائے گا۔ یہ ہوتاہے فحاثی کی راہ پر چلنے کا متیجہ۔ حکمران بھی مکمل اس کی سریرتی فر ماتے ہیں۔ بمیاری کے دنوں میں بھی اس ملک کے حکمرانوں نے راگ ورنگ کے پروگراموں کا سلسلہ جاری رکھا۔فضائی حادثے میں فوج کے پچھ افسر مارے گئے تو قومی سوگ منایا گیا۔ ریڈیوٹی وی برموسیقی بندر ہی جبکہ لاکھوں مسلمانوں کے قتل پر جشن منائے گئے ۔ حکمران یہ تاثر دیتے تھے کہ وہ امریکی طاقت کی وجہ سے یالیسی بدلنے پر مجبور ہیں لیکن اگریہ مجبور بھی تھے تو کیا مجبوروں کا بیا نداز ہوتا ہے کہ وہ اپنی تباہی برجشن مناتے ہیںان کی پیشانیوں برسوگ وافسوس کی کوئی کیبر چھوٹنے کی بجائے مسرت وشاد مانی کے نغمے پھوٹ بڑتے ہیں۔غرض حکمران اورعوام سب ہی بڑی بے باکی کے ساتھ اپنی خباثتوں میں مگن رہےعذاب قریب دیکھ کربھی اللہ کا خوف ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا پھر کا فرہم برمسلط کیوں نہ ہوں۔ حافظ عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ نے ایک خطبہ مجمعہ میں کیا ہی معنی خیزیات کی۔انہوں نے کہا، کا فرہمیں مارتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن ہم کہتے ہیں ، نہیں ہم مسلمان نہیں ، ہم بنیاد پرست نہیں.....ہم توبڑے لبرل، روش خیال اور سیکولر ہیں۔ علامه اقبال ﷺ نے ایسے ہی حالات میں سیج فرمایا تھا ۔ شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمال نابود ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تدن میں ہنود

یہ ملمال ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود امر بالمعروف ونهي عن المنكر كا بهم فريضه سے پہلوتهي كاعذاب:

ہمارا ایک اور بڑا جرم جس کی وجہ ہے ہم عذاب الٰہی کا شکار ہیں،امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہم فریضہ سے پہلوتہی ہے۔۔۔۔۔اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلم أمه کاامتیاز ہی یہ بتایا:

﴿ كُنْتُمُ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخُرِجَتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعُرُوفِ وَتَنْهَوُنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُوْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴾ (آل عمران:١١٠) ''تم بہترین امت ہو جولوگوں کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے(اس لیے کہ)تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہواور بری باتوں سے روکتے ہواور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو''

نبی طنتی کا ارشادگرامی ہے:

((وَالَّذِيُ نَفُسِيُ بِيَدِهِ لَتَأْمُرُكَّ بِالْمَعُرُوفِ وَلَتَنْهَوُكَّ عَن الْمُنكر أَو لَيبُعَثَنَّ عَلَيكُم قَوْمًا ثُمَّ تَدُعُونَهُ فَلا يُسْتَجَابَ لَكُمُ [مسند احمد:٥/٥ ٣٩ حديث:٢٣٣٢٧] ''اس ذات کی قتم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،تم اچھائیوں کا حکم اور برائیوں کی مخالفت کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پرکوئی دوسری قوم

مسلط کر دے گا پھر گوتم دعا ئیں کرولیکن قبول نہ ہوں گی۔'' امر بالمعروف ونهيءن المنكر كافريضه توتيجيلي امتين بهي جب جيورٌ تي تقين توان ير عذاب نازل ہوجا تاتھا جیسا کہ سیدنا جاہر وٹائٹیئے سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول الله طلقي عليم نے فرمایا:

''الله تعالىٰ نے جریل مَالِيلا كى طرف وحى كى كه فلاں شہر كواس كے اہل یرالٹ دے۔اس نے کہا کہا ہے میرے بروردگار!اس میں ایک تیرا بندہ ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافر مانی نہیں کی۔اللّٰہ تعالٰی نے فر مایا''اس کو اورتمام بستی والوں کوالٹ دے۔میرے دین کےسبب بھی اس کا چ_برہ متغیر نہیں ہواتھا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ محض خود نیک اور یارسا بنے رہنا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو برائیوں سے بیانا اور نیکی کی طرف لانا بھی ہرمسلمان پرِفرض ہے.....دوسری بات بیہ کہ جب اللّٰہ کا عذاب اینے نافر مانوں پر آتاہے توایسے نیک اور یارسا لوگ بھی چ نہیں سکتے جومحض راہب اور صوفی بن کر اپنی کٹیا میں ہی گوشہ نشین رہتے ہیں۔ ہارے ہاں آج کل کسی کو صحیح بات بتائی جائے ،شرک و بدعت اور فحاشی وغیرہ سے ہٹانے کی کوشش کی جائے تولوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ چھوڑ ویار ،کسی سے کیوں الجھتے ہوجو جہال لگاہے، لگار ہنے دو۔

تفسیرابن کثیر میں سیدنا ابن عباس فرایٹھا کی روایت سےمعلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے یہود کے ایک ایسے ہی گروہ کی شکلیں مسنح کر کے بندر بنا دیا تھاجنہیں ہفتہ کے دن مچھل کے شکار سے منع کردیا گیا تھالیکن وہ حبلہ کرکے ہفتے کے دن گڑھے کھود کرمحچیلیاں جمع کر لیتے اور اتوار کو پکڑلاتے۔ان میں بعض نیک دل اور سیجے مسلمان انہیں اس حیلہ جوئی ہےمنع کرتے جبکہ ایک اور گروہ وہ تھا جومصلحت پینداور'' زمینی حقائق'' کو مسجحنے والا تھا۔ وہ دونوں فرقوں کا ساتھ دیتاتھا۔خودتو شکار نہ کھیلتے تھے کیکن شکار کھیلنے والوں کومنع بھی نہ کرتے بلکہ رو کنے والوں سے کہتے تھے کہتم اس قوم کو کیوں وعظ و نصیحت کرتے ہو،تم اپنا فرض بھی ادا کر چکے، انہیں منع کر چکے، جب نہیں رکتے تو ا نہیں چھوڑ و۔ پیشکش جاری رہی اور بالآ خراللہ کا عذاب آیا تو اس کا شکار دونوں گروہ بنے لینی شکار کرنے والے بھی اور شکار سے منع نہ کرنے والے بھی۔ دونوں ہی کی شکلوں کومنخ کر کے بندر اور خزیر بنا دیا گیا۔ان کی شکلیں انسانوں جیسی اور باقی جسم بندروں جبیبا تھا۔تھوڑی مدت میں وہ سب ہلاک ہوگئے۔ان کی نسل نہیں ہوئی کیونکہ تین دن سے زیادہ کوئی مسخ شدہ قوم زندہ نہیں رہتی ۔انہی کے بارے میں قر آ ن کی ہیہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَلَقَدُ عَلِمُتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوُا مِنكُمُ فِي السَّبُتِ فَقُلْنَا لَهُمُ كُونُوُا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ٥ فَجَعَلُنْهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيُهَا وَ مَا خَلُفَهَا وَ مَوُعِظَةً لِّلُمُتَّقِينَ ﴾ ٦ البقره: ٦٦_٦٥ ''یقیناً تمہیں ان لوگوں کاعلم بھی ہے جوتم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد

سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہد دیا کہتم ذلیل بندر بن جاؤ۔اسے ہم نے ا گلے پچچلوں کے لیےعبرت کا سامان بنا دیا۔''

آپ طنت ایا کی دعا کے سبب مسلمانوں پر مجھی ایسا عذاب تو نہیں آئے گا کہ ان کا نثان ہی مٹ جائے لیکن امر بالمعروف ونہی عن المئر اور دیگر فرائض چھوڑنے کی وجہ سے چھوٹے عذاب آتے رہیں گے۔

ہمارے علماء اورخطباءعموماً اس فریضہ سے غافل ہیں۔ بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کرکے وہ مطمئن ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اداکر دیا حالانکہ یہ جلسے دعوت وتبلیغ سے زیادہ مقررین کی ذاتی شہرت اور یار ٹیوں کی نمود ونمائش کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ضروری بیہ ہے کہ ہم ہر ہر گھر اور ہر ہر فرد تک اللہ کے دین کی دعوت پہنچا ئیں۔سفر میں ہوں یا حضر میں ،کوئی موقع دعوت سے خالی نہ جانے دیں۔

اصلاح وتطهير مايوسيوں كوفتح ونصرت ميں بدل دے گی:

اب الله تعالی کی طرف سے مسلسل اشارات آنے کے بعد ضروری ہے کہ ہم اپنی مکمل اصلاح کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔

عالم اسلام کے جس جس گروہ اور جس جس ملک سے جو جوغلطیاں ہوئی ہیں اور الله اور رسول طَنْتَ عَلِيمَ كَي جو جو نافر مانياں ہوئی ہيں، ان سب کو فی الفور دور کيا جائے۔ ۱۹۲۴ء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد کافر طاقتوں کی سازشوں سے خلافت اسلامیہ کی صورت میں مسلمانوں کی مرکزیت ختم کردی گئی اور عالم اسلام ۵۵ کے قریب ملکوں میں تقسیم ہوگیا۔اب ہرسلم ملک کے حکمران کا فرض تھا کہ وہ اقتدار کواللہ کی امانت سمجهتا، الله كي زمين پرالله كا بي قانون نافذ كياجاتا اور پهر آ هسته آ هسته سبمسلم ممالک کوایک بار پھر خلافت کے برچم تلے لایا جاتا جس کے ہوتے ہوئے کافر استعاری مما لک کواییخ ناپاک عزائم کی تنجیل کی تبھی راہ نہ ملی تھی لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔ ترکی جو پہلے امت مسلمہ کا قائدتھا، نے دین اور مذہب کومغرب کی پیروی میں فرد کا پرائیویٹ مسکد بنا کر حکومت وریاست سے ہی باہر کردیا۔ یا کستان نے برطانیہ کے عطاکیے ہوئے جمہوری نظام کواسلام کا بیوندلگا کراپنا آئیڈیل بنانے کی کوشش کی کیکن اس کے نتیج میں نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا۔ چنانچہ آج یا کتان ایک عرصے سے دوعملی کا شکار ہے۔شرعی عدالتیں بھی قائم ہیں اور انگریزی عدالتیں بھی چل رہی ہیں۔زکو ۃ کا نظام بھی رائج ہے اور سود کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ملٹنے آیا کے ساتھ اعلانیہ جنگ بھی جاری ہے۔اس دومملی کا سب سے بڑا مظہر ہمارے میڈیا کے پروگرام ہیں۔ موسیقی اور شوبز کا گندے سے گندا غیر شرعی پروگرام بھی بھم اللہ پڑھ کر شروع کیا جاتا ہے اور فنکاربھی یہ کہتے یائے جاتے ہیں کہ انہیں اس گندے فیلڈ میں جو پچھ عزت ملی ہے وہ سب اللہ کی عطا کردہ ہے (معاذ اللہ) پھر ہم نے کرپٹن سے بھی کوئی شعبہ خالی نہ چھوڑا عربوں کو ہم طعنے دیتے تھے کہ وہ اپنی دولت سے عیاشیاں کرتے ہیں لیکن یا کتانیوں نے قرض کی دولت برعیاشیوں کے ریکارڈ قائم کیے۔ جب ہم نے قیام

یا کستان کے پہلے ۲۵ سال تک اپنی بدروش نہ بدلی تو اللہ نے آ دھا ملک بطور سزا ہم سے لے لیالیکن افسوس! بیروش اب بھی جاری ہے بلکہ پہلے سے زیادہ دیدہ دلیری کے ساتھ اللہ اور رسول مشنع اللہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہم ایٹم بم بنا کر بھی غیر محفوظ ہیں اور اب بیچے کھیے یا کستان کی باری کی فکر پڑ چکی ہے۔ یہ بات ہمارے لیے باعث فکر ہونی چاہیے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم دین سے ہٹیں گے تو پھر بڑے سے بڑے وسائل ،جدیدترین ہتھیار اور بڑی سے بڑی معاثی ترقی بھی کام نہ آئے گی بلکہ یہی چیزیں ہمارے لیے وبال جان بن جائیں گی جیسا کہ آج تیل اورایٹم بم کی حفاظت ہمارے لیے مسئلہ بن چکی ہے۔

عرب مما لك عرب ازم اورقوميت يرستي كاشكار

اب ہم عرب ملکوں کی طرف آتے ہیں۔ زیادہ تر عرب ملکوں نے عرب ازم اور قومیت برستی کواپنا شعار بنالیا۔ یقیناً بعض عرب حکمرانوں نے تیل کے وسائل کواپنی ذات کے علاوہ عوام کی فلاح و بہود کے لیے بھی برابر استعال کیا، خصوصاً سعودی حكمرانوں نے اپنی عوام كو اس دولت میں پورا پورا شريك كياہے۔حرمین شريفين كی خدمت اورتوسیع بھی ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے جس پرانہوں نے جی کھول کرخزانہ خرچ کیا۔ سعودی عرب عالم اسلام کی بھی اینے خزانے سے بھر پور مدد کرتا رہتا ہے۔ یا کستان کوئی بارتیل کی مفت فراہمی کی گئی جواب بھی کئی سال سے جاری ہے۔علاوہ ازیں سعودی عرب نے حدود وتعزیرات کا بھی مکمل نفاذ کیا۔ وہاں مخلوط اداروں یامخلوط Proof No.3

24-9-2003

تقريبات كى صورت ميس غير اسلامى مغربى ماحول كوقطعاً پنينے نہيں ديا گيا..... اتنا كچھ کرنے کے باوجودان کی دوغلطیاں ان کی ان تمام احیصائیوں پریانی پھیردیتی ہیں۔ یملے نمبر پر اگر سعودی حکمران شورائیت پر بنی اسلامی خلافت وامارت کے نظام کوتر و تج دیتے تو آج اہل مغرب اور ملحد طبقے کوان پر انگلیاں اٹھانے اور اپنا شیطانی جمہوری نظام لانے کی بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

دوسرے نمبریر جہاد سے دوری ہے۔اگر سعودی حکمران افغان جہاد کے بعد بھی

عرب مما لک کی جہاد سے دوری:

جهاد کی سربرسی جاری رکھتے تو اللہ تعالی انہیں زیادہ عزت اور رعب وعظمت عطا کرتالیکن ان دوغلطیول کی وجہ سے ان کا اقتدار بھی خطرے میں ہے۔ باقى عرب ملكول مين توخانداني بادشا بت بھي قائم كي گئي اور نظام بھي غير اسلامي، سیکولر یا اشتراکی نافذ کیے گئے۔صدام سے بھی یہی غلطی ہوئی....اس نے گزشتہ ۲۷ سال سے وہاں اپنی خاندانی آ مریت قائم کی ہوئی تھی اور بعث یارٹی کی صورت میں ملک میں اشترا کی نظام بھی نافذ کیا ہوا تھا۔اس نے آخر میں عراقی پر چم پراللہ اکبر کے الفاظ کا اضافہ کرکے خود کو اسلام پیند باور کرانے کی بھی کوشش کی۔ ہمارے سیکولر حکمرانوں کی جب جان پربنتی ہے اوران کا اقتدار خطرے میں پڑتاہے تو آخر میں ا نہیں اسلام یاد آ جا تاہے۔ ابوب خال ساری عمر سیکولرازم کا داعی رہا لیکن جب بھارت نے ١٩٦٥ء میں حملہ کردیا تو پھروہ کلمہ پڑھ کر بھارتی فوج پر جھیٹنے کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ بہرحال صدام کے معاملے میں بھی مسلم امہ نے حسن ظن رکھتے ہوئے اسے اپنی ہمدردی اور حمایت سے نوازا اور پیراس کا فرض بھی تھا کیونکہ اگر مشرکین کے مقابلے میں صحابہ کرام ڈٹا الدیم رومی عیسائیوں کی حمایت کرتے ہوئے ان کے حق میں فتح کی دعائیں کر سکتے تھے تو پھر صدام کی عالمی کا فر طاقتوں کے مقابلے میں حمایت کیوں نہ کی جاتیکین ظاہر ہے ایک طرف اسلام کے حق میں صدام کے چند نمائثی اقدامات تھے، پھر پورے ملک میں اس نے اینے جسموں کی صورت میں شخصیت پرستی کے غیر اسلامی مظاہر قائم کیے ہوئے تھے، دوسری طرف مسلم امہ مجموعی طور پرغفلتوں اور گمراہیوں میں سرتایا ڈونی ہوئی تھی، ان حالات میں اگر کوئی کامیابی مل بھی جاتی تووہ عارضی ہی ثابت ہوتی۔ یائیدار کامیابی کا امکان تو پہلے ہی کم تھا کیونکہ جب بنیادیں ہی اس قدر کمزور ہوں تو اس بر کوئی عمارت کھڑی ہوبھی جاتی تووہ زیادہ دىر پھر بھی قائم نەرەسكتى۔

ان مسلم حکمرانوں نے بھی ایک دوسرے کے مسائل کا احساس نہ کیا۔فسلطین ، کشمیر، بر ما، بوسنیا، چیچنیا کے باسیوں کو کفار کے آ گے مرنے کے لیےا کیلا چھوڑ دیا گیا۔ وہ بے جارے بچروں اورغلیوں کے ساتھ ٹیکوں اور میزائلوں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن بیان پراتنا احسان بھی نہ کر سکے کہ ان کے موقف کی مکمل حمایت ہی کردیں۔ بیہ زیادہ ترغیر جانبدار بنے رہے یا پھر کافروں اور دشمنوں کے موقف کی حمایت کرتے رہے۔کشمیری فلسطینی قربانیاں دیتے رہے ،یداپی کرسیاں اوراینے اقتدار مضبوط

کرنے اور عیاشیوں میں مست رہے اور چین کی بانسریاں بجاتے رہے۔ پھر بی خود اب کیسے نے سکتے ہیں؟ چنانچہ اب سب کا اقتدار خطرے میں ہے۔ اب بھی وقت ہے کەمسلم امداینی ان تمام انفرادی اورا جتاعی غلطیوں کی فوری اصلاح کرے۔ حالات یقیناً بڑے تھن اورافسوسناک ہیں ۔مسلمان مابیسی کی حدوں کوجھوڑ ہے ہیں کیکن اللہ یہ آ زمائش اور تکلیفیں اس لیے بھیجنا ہے کہ اس کے بندے سنجل جائیں۔ایک باراس کی طرف سے دل سے توبہ کرتے ہوئے رجوع کرلیں تو اللہ کی روکھی ہوئی رحت ونصرت کو دوبارہ منانا کوئی مشکل نہیں ۔اس کا تو اعلان ہے کہ اگر کوئی ایک قدم اس کی طرف بردھائے تووہ دس قدم اس کی طرف بردھاتاہے ۔اتحادیوں کو جو عارضی فتح ملی ہوئی ہے،اس کی دنیا بھر میں کوئی اخلاقی حیثیت نہیں۔ وہ بڑی کمزور بنیادوں برکھڑے ہیں۔ان کی غنڈہ گردی دنیا بھر میں بے نقاب ہو پیکی ہے۔ وہ جیت کربھی ہارے ہوئے ہیں۔ حقیقاً بری طرح شکست خوردہ اور ذلت خوردہ ہیں۔ اخلاقی طور یر دیوالیہ شخص کوکسی کے سامنے کھڑے رہنے کی جرأت نہیں ہوتیعراقی ہمیں یکارتے رہے،مدد کے لیے بلاتے رہے،انہوں نے تواپنا فرض اور حق اداکردیا۔اینے ان کلمہ گومسلمان بھائیوں کی مدد کرنا ہم پر فرض تھا کیونکہ یہ

﴿ وَإِن اسْتَنْصَرُو كُمُ فِي الدِّين فَعَلَيْكُمُ النَّصُرُ ﴾ [الانفال: ٧٦] ''اوراگر وہتم سے دین کے واسطے سے مدد طلب کریں توتم پران کی مدد

قرآن کا حکم ہے:

كرنالازم ہے۔''

یهود ونصاری سے دوستی کا انجام:

ہارے میر عراقی بھائی اب بھی بڑی جرأت کے ساتھ ان شیطانی فوجوں کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اب اپنی غلطیوں کی تلافی کرتے ہوئے ان کی ہرمکن مدد کو پنچیں۔غزوہ احد کے بعد مسلمانوں نے اپنی اصلاح کرلی تو پھرمسلسل فتوحات نے دوبارہ ان کے قدم چومے اور بالآخر پورے جزیرة العرب براسلام چھا گیا۔ ہم بھی اپنی مکمل اصلاح کرکے کھڑے ہوجا کیں، کفار کے ساتھ دوستیاں لگانا چھوڑ دیں۔ پیساری تباہی اس کا نتیجہ ہے۔قرآن نے ہمیں صديوں پہلے بتاديا تھا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِينَ امَّنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصْرَى اَوُلِيَآءَ ﴾ (المائده: ١٥)

''اےایمان والو! یہود ونصاریٰ کواینا دوست نہ بنانا۔''

لیکن ہم نے بیقر آنی حکم نہ مانااور آج ان کی'' دوستیاں''سب کے سامنے ہیں۔ صدام نے ایک عیسائی طارق عزیز کو پہلے وزیر خارجہ اور پھر نائب وزیر اعظم بنائے رکھا۔ اب اسے' گرفتار''کرنے کی خبریں آئی ہیں لیکن حقیقاً بہ گرفتاری نہیں بلکہ وہ اپنا بندہ بحفاظت لے گئے ہیں۔اس کے بارے میں خود اتحادیوں کا کہناہے

کہ وہ صدام کا بہت قریبی اور بااعثا در ہاہے اور اس سے بہت سے اہم رازملیں گے۔ اصل بات میہ ہے کہ وہ پہلے بھی راز دیتار ہا اور اب بھی دے گا۔ یہ سب تباہیاں ایسے ''باعتاد'' مشیروں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔قرآنی تھم سیا کیسے نہ ثابت ہو۔اس کے بارے میں میر بھی معلوم ہوا کہ اس نے آخروقت پر ویٹیکن سے رابطہ کیا تاکہ اسے عیسائی ہونے کی وجہ سے پچھے نہ کہا جائے۔علاوہ ازیں اس نے اپنا آخری دورہ بھی ویٹ یکن كاكياتها جويوب كاشهر بـ (ۋان 2003-4-26)

اب برطانیہ کے اخبار سنڈے ٹیلی گراف نے انکشاف کردیا ہے کہ طارق عزیز امریکہ کے لیے جاسوی کیا کرتے تھے۔ ریڈ بوتہران کے مطابق سنڈے ٹیلی گراف نے لکھا ہے کہ طارق عزیز نے مارچ کے مہینے میں امریکی فوجیوں کوصدام حسین اور فوج کے اعلیٰ کمانڈروں کی میٹنگ کے خفیہ مقام کا پتہ بتایا تھا۔ (خبریں03-4-27) غیرمسلم سر برا ہوں ہے تو ہماری دوستیاں ہیں ہی، پاکستان سمیت کئی اسلامی ملکوں میں ہم نے غیرمسلموں کو اہم عہدے اور وزارتیں دی ہوئی ہیں۔ یوں انہیں اینے راز دے رہے ہیں۔

اب بھی وفت ہے کہ ہم ان'' دوستیول'' سے باز آ جائیں اوراس کی بجائے اپنی عوام اور فوجوں کو جہاد کے لیے تیار کریں ہارے بجٹ کا سب سے زیادہ حصەفوج يرخرچ ہوتا ہے كيكن كيا قوم انہيں اتنا پييه اپنے اللول تللوں پر ضائع كرنے کے لیے دیتی ہے۔ کیامسلم ممالک کے بیفوجی افسر کچھ کیے بغیرایے سینوں پر تمغے اور

آج امریکہ کا تو بہانہ ہے کہ وہ بہت بڑی طاقت ہے، اس سے مگرانا ''آ! بیل مجھے مار' یا بیل سے خود جا کر مگرانے والی بات ہے۔لیکن اے میں کیا ہوا تھا۔ بھارت جیسی تقریباً برابر کی طاقت کے آگے ہمارے جرنیاوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نوے ہزار فوجیوں کی صورت میں اتنی بڑی فوج کو بھارت کے حوالے کیا جس کی تاریخ اسلام میں مثال نہیں ملتی۔ یہ سب کچھاس وجہ سے ہوا کہ ہم نے فوج کو ایک جہادی ادارہ نہیں بلکہ دنیاوی ترقی اور عیش طبی کا ادارہ بنالیا۔ دنیا سے محبت کے نتیج میں موت سے کراہت اور بزدلی پیدا ہوتی ہے جسے پھر ہم زمینی حقائق کی صورت میں چھپانے کی سے کراہت اور بزدلی پیدا ہوتی ہے جسے پھر ہم زمینی حقائق کی صورت میں چھپانے کی بہادری اپنی غریب اسلام پندعوام پر چلتی ہے۔کا فروں کے آگے یہ بڑے مصلحت بہادری اپند،امن پندہ صلح وبلکہ بھیگی بلی بن جاتے ہیں۔

آج بھی بیوفرجی حلقے کہتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ جنگ چھڑ گئی تویا کستان دس

3000000000000000

یندره دن سے زیادہ کھڑا نہیں رہ سکے گا۔

آ ہ! ان سے زیادہ تو عراقی عوام بہادرنگل۔صدام کی فوج تو جنگ لڑنے کے لیے زیادہ باہرنگلی ہی نہیں ، بیساری دنیا جانتی ہے۔ بیصرف نہتے عراقی عوام ہی تھے کہ جنہوں نے اکیس دن تک شیطانی فوجوں کا راستہ رو کے رکھا۔ کاش ان کے ساتھ ایک دوملکوں کی فوجیں بھی شامل ہوجا تیں تو آج حالات کا نقشہ کچھاور ہوتا..... پھرامریکہ کو دوبارہ کسی مسلم ملک پر حملہ کی جرأت نہ ہوتی ۔لیکن ظاہر ہے ہماری فوجیس اسی وقت ہی لڑسکتی ہیں جب ہم انہیں ایک سیکولرادارہ بنانے کی بجائے دین اورملت کے لیے جان نچھاور کرنے والا ادارہ بنائیںاگر ہمارے پاس کم طاقت اور کم ٹیکنالوجی کا بہانہ ہے تو پھراس کی کمی جہادی جذبے سے دور کی جاسکتی ہے۔ دین سے محبت، جنت کی طلب اورشہادت کی جاہت کا جذبہ ہی فوجوں کوٹر نے برآ مادہ کرتا ہے اور اگر کسی فوج سے بدروح بھی نکال دی جائے تووہ ایک دن بھی جم کر نہیں لڑسکتی۔اےء کی پاک بھارت جنگ ، ۲۷ء کی عرب اسرائیل جنگ اور اب امریکہ عراق جنگ میں ہماری فوجوں کا حال سب کے سامنے ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ دینی و جہادی جذبہ اگر نہ ہو،صرف طاقت اور ٹیکنالوجی میں ہم کافروں سے بالاتر ہو بھی جا کیں ،تب بھی مسلم فوجیں فتح یاب نہیں ہوسکتیں ۔غزوۂ حنین اس کی مثال ہے کہ مسلمان بارہ ہزار ہوکر بھی چار ہزار کافرفوج سے قتی طور پرشکست کھا گئے کیونکہ مسلمانوں نے تعداد اور قوت پر گھمنڈ کیا تھا، حالانکہاس سے پہلےغز وۂ بدراور دوسرےمعرکوں میں بہت کم تعدا داور

کم اسلح کے ساتھ فتح یاب ہوتے رہے۔

وقت کی اہم ترین ضرورت:

اس کیے آج اگر ہم اپنی بقا چاہتے ہیں تو پھرفوج اورعوام دونوں میں جہادی جذیے کی روح پھونکیںاس پھونک سے کا فروں کے بڑے بڑے دیئے انشاءاللہ بھ جائیں گے۔لیکن ہم تو ملک وملت کے لیے جان دینے والے مجاہدوں کوخود ہی دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ بیترک جہاد ہی دراصل آج ہمارے او برعذاب اللی کی وجہ ہے۔ ذرا قرآن یاک کی بیآیت ملاحظہ فرمایئے،جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يَآيُنُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوا مَا لَكُمُ إِذَا قِيُلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبيُلِ اللَّهِ اتَّاقَلُتُمُ اللَّي الْارض أ رَضَيتُمُ بالْحَيْوةِ الدُّنيا مِنَ الْاحِرةِ فَمَا مَتَا عُ الْحَيْوةِ الدُّنيَا فِي الْاخِرَةِ اللَّا قَلِيُلٌ ٥ الَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبُكُمُ عَذَابًا اَلِيُمًا وَّ يَسُتَبُدِلُ قَوُمًا غَيْرَكُمُ وَلاَ تَضُرُّوهُ شَيئًا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَييُءٍ قَدِيرٌ ﴾ (التوبه:٣٨_٣٩) ''اے ایمان والو!تمہیں کیا ہوگیا ہے،تمہیں اللہ کی راہ (جہاد) میں نکلنے کے لیے کہاجاتا ہے توتم زمین سے چٹ کررہ جاتے ہو۔ کیاتم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو؟ جان رکھو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت میں بہت کم ثابت ہوگا۔اگرتم (جہاد) کے لیے نہاٹھےتو

3000000000000000

اللّٰد تمہیں دردناک عذاب دے گا اورتمہاری جگہ کوئی غیرقوم لے آئے گا اورتم اللّٰہ کا کیچھ بھی بگاڑنہ سکو گے اوراللّٰہ ہرچیز پر قادر ہے۔''

سننجل او نامرادی سے کھیلنے والے!

اس لیے آ یے! اللہ کی بینافر مانیاں چھوڑ دیں۔فوج اورعوام دونوں جہاد کے لیے کمربستہ ہوں اور جہاد کوصرف غیرعسری قتم کے جہادتک محدود نہ کریں کیونکہ قرآن و حدیث میں جہاں بھی جہاد کی بات آئی ہے، اس سے مرادعموماً عسری جہاد ہی

اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے گھراور معاشرے کی بھی مکمل اصلاح کریں۔ انہیں شرک و بدعات اورمغربی تہذیب کے اثرات سے پاک صاف کریں، جھوٹ، چوری، غیبت، کرپشن، قتل، زنا، رشوت،لوٹ مار چھوڑ دیں۔خود کوعیا شیوں اور فحاشیوں کا خوگر بنانا بند کریں لباس ، تجامت، چره اسلامی بنائیں ، بردے کا بورا اہتمام کریں۔حلال وحرام کی تمیز کریں۔ منافقتیں ختم کریں۔ تعیشات جھوڑ دیں۔بڑی بڑی کوٹھیاں، بلڈنگیں، محلات بیسب عذاب الہی کو دعوت دیتی ہیں۔ ہم اپنی دولت کا برا حصه گھروں کی تعیشات ،غیر ضروری سجاوٹوں، آرائشوں اور پرتعیش تقریبات بر ضائع کرتے ہیں۔جس کے یاس جتنی دولت ہے، الله کی امانت ہے۔اس میں غریبوں،مسکینوں اوراللہ کی راہ میں نکلے ہوئے مجاہدوں کا حصہ ہوتا ہے۔اسے ہم دعو ت و جہاد کے کام کومضبوط کرنے میں خرچ کریں تو اللہ ہمارے وسائل میں اس سے زیادہ اضافہ فرمائے گا۔ورنہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو سب سے پہلے یہی بڑی کوٹھیاں اورمحلات ہی نشانہ بنتے ہیں اور پھرآ خرمیں کھنڈر بن کر درس عبرت دے رہی ہوتی ہیں۔

الله تعالى جميس سويض مجھنے اور عمل كرنے كى توفق عطا فرمائے _ آمين!



اللّٰداینے بندوں کی مدد کب کرتا ہے؟

یہ بات محتاج دلیل نہیں ہے کہ بنی نوع انسان کی ابتداء سے ہی اولیاءالشیطان اور اولیاء الرحمٰن کا مقابلہ جاری ہے۔اہلیس اینے لشکروں کی مدد کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ اینے مجاہدین کے ساتھ ہوتا ہے ۔نصرتِ الٰہی صرف وعدوں کی حدتک نہیں ہے بلکہ آسان کی آئکھ ایسے بے شارمناظر دیکھے چکی کہ اللہ تعالی مافوق الفطرت اور محتر العقول حدتک اینے برگزیدہ بندوں کی مدد کرتا ہے، کیونکہ وہ تمام کا نئات کا خالق و مالک ہے۔ ہرچیز اس کے حکم کی پابندہے پھر وہ جہال حابتاہے وہاں مدد کرتاہے اور وہ نہایت غیور ہے اوراس کے ساتھ ساتھ قادر مطلق ہے،اس کی قوت کا کوئی حساب نہیں

قوت الهي:

کسی بھی ویٹمن کا مقابلہ کرنے کے لیے سب سے پہلے اس کے بارے میں معلومات کا ہونا ضروری ہوتاہے اوراللہ تعالیٰ تو پھرظاہر اور چھپی ہوئی ہرچیز کو حانتاہے۔

﴿ وَمَا تَسُقُطُ مِنُ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعُلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمْتِ

الْاَرُضِ وَلَا رَطُبٍ وَّ لَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيُنٍ ﴾ [الانعام: ٥٩]

ہر گرنے والے بیتے کی اس کوخبر ہے اور زمین کے اندر دانے اور ہرتر وخشک چیز کاعلم اللّٰہ کی کتاب مبین میں موجود ہے۔اللّٰہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے، ہراوٹ اس کے لیے عیاں ہے، ہررازاس کے لیے بیاں ہے۔

معلومات کے بعد کسی دشمن کے مقابلے کے لیے عُدّۃ و اعداد (تیاری) کی ضرورت ہوتی ہے۔ افرادی قوت اوران کی تیاری چاہیے ہوتی ہے، جبکہ اللہ تعالی کاوصف پیرہے:

﴿ وَلِلَّهِ خُنُودُ السَّمُواتِ وَالْاَرْضِ ﴾ [الفتح: ٧]

زمین وآسان کے سب نشکر اسی کے ہیں، ہوائیں، آوازیں، بارش، دھند لکے، برف، پانی ، چڑیاں ،غرض ہر چیز اس کالشکر ہے ، جس سے حیاہے کام لے لے اور پھر

فرشتوں کی بہتات کا بیحال ہے کدرسول الله طفی علیا نے فرمایا: ''' سان چنتا ہے اور اس کے لیے حق ہے کہ وہ چڑچڑا ہٹ کرے کیونکہ

آ سان میں دوانگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں جہاں فرشتے نہ ہوں۔''

[جامع تزمذي ، كتاب الزهد ، باب ما جاء في قول النبي ﷺ، حديث :۲۳۱۳، ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب الحزن والبكاء ، حديث

اور پھران کی طاقت کا اندازہ اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے فرمایا

﴿ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُواي ـ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَواي ﴾ [النحم: ٥-٦] '' آپ طنتی آیا کو پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے جوزور آورہے، پھروہ سیدھا کھڑا ہوگیا۔''

مزیدسورهٔ هود میں اللہ نے فرشتوں کی طاقت کو اس انداز میں بیان کیا ہے:

﴿ فَلَمَّا جَآءَ أَمُرُنَا جَعَلُنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ أَمُطَرُنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنُ سِجّيل مَّنُضُودٍ ﴾ [هو د: ۲۸٦]

''جب لوط عَالِيٰلًا كي قوم بر ہمارا عذاب آيا تو ہم نے ان كى بستى كوالث مليث کیا اوران پرنو کیلے پتھروں کا تہ بہتہ مینہ برسایا۔''

اوراس سب پرمتزادیه که وه فرشتے الله تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے: ﴿ لَا يَعُصُونَ اللَّهَ مَآ اَمَرَهُمُ وَ يَفُعَلُونَ مَا يُؤُمَرُونَ ﴾

[التحريم: ٦]

''وہ اللہ تعالیٰ کی نافر مانی نہیں کرتے جو وہ ان کو حکم دیتا ہے اور جوان کو حکم دیاجا تا ہےاسے وہ کر گزرتے ہیں۔''

قوم عاد نے کہاتھا کہ ﴿ مَنُ أَشَدُّ مِنَّا أَقُوَّةً ﴾ ہم سے بڑی سپر یاورکون سی ہے۔؟ الله تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَ وَ لَمُ يَرَوُا اَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمُ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمُ قُوَّةً ﴾ (فصلت: ٥١)

''ان کونظر نہیں آتا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت والاہے۔''

پھراللہ تعالیٰ نے ان پرتیز ہوا کے نشکر کو بھیجا جس نے ان کو ملیا میٹ کر دیا۔ ((وَفِيُ عَادٍ اِذُ ٱرْسَلُنَا عَلَيْهِمُ الرِّيُحَ الْعَقِيْمَ ۞ مَا تَذَرُ مِنُ شَيْي، عِ أَتَتُ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتُهُ كَالرَّمِيْم)) [الذاريات: ٤٦]

'' اور قوم عاد کے بارے غور کریں کریں! جب ہم نے ان پر منحوس ہوا کو

بھیجا جس نے ہر چیز کو،جس پر بھی وہ پینچی، ذرہ ذرہ کر دیا۔''

پھر بھی جیرت ہے کہ ناچیز بندہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ اس کے سامنے تکبر کا ارتکاب کرتاہے۔ اللہ تعالیٰ فرما تا ہے کاش! ظالم غور کریں کہ جب وہ عذاب کود مکھرہے ہوں گے تو کہیں گے کہ:

﴿ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴾ [البقرة:٥٦٦] '' طاقت توساری اللہ ہی کے پاس ہے۔''

اللہ کے وعدے:

کمال علم وقدرت رکھنے کے باوجود اللہ اپنے ہندوں کو مرد کی یقین دہللہ انی كروا تاب_الله تعالى نے فرمایا:

﴿ إِنَّا لَنَنُصُرُرُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُومُ

الْأَشْهَادُ ﴾ [غافر: ٥١]

'' ہم ضروراییخے رسولوں کی مدد کرتے ہیں اور مومنوں کی بھی دنیا میں بھی اوراس دن بھی جس دن گواہ کھڑے کیے جائیں گے۔''

دوسری جگہارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدُ سَبَقَتُ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمُ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنُدَنَا لَهُمُ الْعْلِبُونَ ﴾ (الصَّفَّت:١٧٣) ''ہمارارسولوں سے برانا وعدہ ہے کہ وہی مدد کیے ہوئے ہیں اور ہمارالشکرہی غالب ہوگا۔''

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصُرُالُمُوْمِنِيُنَ ﴾ [الروم: ٤٧] ''مومنوں کی مدد کرنا ہم پر فرض ہے۔''

مظاہرنصرت الهی:

الله تعالى وعده خلافي نهيس كرتابه

﴿ وَمَنُ اَوُفِيْ بِعَهُدِهِ مِنَ اللَّهِ ﴾ [التوبة: ١١١]

''اللّٰد تعالیٰ سے زیادہ وعدہ میں وفا دار کون ہوسکتا ہے؟''

اور تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالی نے مرور مسلمانوں کی مدد کی ۔ابراہیم عَالیہ اللہ کو آ گ سے بچالیا۔ موسیٰ عَالِیٰلا کوفرعون سے نجات دی۔ بدر وحنین وغیرہ میں فرشتے

نازل فرمائے ، بلکہ خود بھی حصہ لیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِذْ يُوْحِى رَبُّكَ إِلَى الْمَلْفِكَةِ أَنِّى مَعَكُمُ ﴾ [الانفال:١٢] "اعمر طفي آيا وفرمائين جب تيرارب فرشتوں كووى كررہا تھا كہ ميں ہى تمہارے ساتھ موں۔"

پستم مومنوں کو ثابت قدم رکھو، میں کا فروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پھرتم ان کی گردنوں پر مارنا اوران کے ہر جوڑ پر مارنا۔

جب طائف میں نبی طلنے آپار ظلم کیا گیا، طعن و تشنیع کے ساتھ ساتھ پھر مارے گئے۔ جسم اطہر سے خون رس رس کر جوتوں میں جم گیا تھا۔ اس حالت میں پہاڑوں کا فرشتہ مواس نے عرض کیا: ''یارسول اللہ طلنے آپا میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، اگر آپ طلنے آپانی چین تو ان لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دو۔ آپ طلنے آپانی نے فرمایا ''یا اللہ! انہیں ہدایت عطا کریے مجھے نہیں جانتے۔''

اور آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا،ان لوگوں کو دل سے معاف کردیا، اس عفو کا نتیجہ بڑا دوررس برآ مد ہوا۔ اس طائف سے بڑے بڑے مسلمان جرنیل اٹھے۔ جنہوں نے سلطنت اسلامیہ کی حدود میں بہت اضافہ کیا ۔ مجمد بن قاسم قیام پاکستان کی راہیں ہموار کرگئے، اس کے پیچھے بیارے نبی میں ایک جذبہ رحم وعفو پوشیدہ ہے۔ (یا در ہے کہ محمد بن قاسم کا تعلق طائف کے قبیلے بنو ثقیف سے تھا)

>00000000000000000

اللّٰہ کے بندے سے سلوک:

عمومی طور پراللدای بندہ پر حیم و کریم ہے، شفق ہے۔ ایک عورت کا بحد کم ہوگیا پھرمل گیا تورسول اللہ طلعے علیہ نے فرمایا:'' کیا خیال ہے بیعورت اپنے بیچے کوآگ میں ڈال سکتی ہے۔'' کہا گیا'' نہیں''، تب آپ ملتے علیہ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَرُحَمُ مِنُ هَذِهِ بِوَلَدِهَا))

''اللّٰداسعورت سے بھی زیادہ اپنی مخلوق پررحم کرنے والا ہے۔''

کیکن چونکہ بید دنیا دار کا امتحان ہے لہذا یہاں پر اللہ تعالی بندہ سے ویسا ہی سلوک کرتاہے، جبیبا کہ وہ کرتاہے ۔تاہم اگر بندہ اچھا سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے

براه كربهتر سلوك كرتا ہے۔ چندمثاليس عرض خدمت ہيں۔ارشادر بانی ہے:

﴿ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمُ ﴾

"انہوں نے اللّٰہ کو بھلا دیا اللّٰہ تعالٰی نے ان کو بھلا دیا۔''

﴿ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتُكَ ايَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوُمَ تُنُسْنِي ﴾

٦ ظه: ٢٦٦٦

''اس طرح تیرے پاس ہاری آیات آتی رہیں اور تم نے ان کو بھلادیا۔اسی طرح (روز قیامت) آج ہم نےتم کو بھلادیا۔''

تو ثابت ہوا کہ جوآ دمی رب ذوالجلال سے روگردانی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہی سلوک کرتاہے۔

دوسری طرف اگر بندہ اللہ کو الگ بیٹھ کریاد کرتا ہے تواللہ بھی بندے کوالگ سے یاد کرتاہے اور اگر بندہ اینے رب کا ذکر لوگوں کو جمع کرکے کرتاہے تو اللہ بھی یاک فرشتوں کوجمع کر کے اس کے تذکرے کرتاہے۔

(صحیح بخاری ، کتاب التوحید ، باب قول الله تعالیٰ ویحذر کم الله،

٧٤٠٥ و صحيح مسلم كتاب الذكر و الدعاء ، باب الحث على ذكرالله، حديث: ٢٦٧٥)

بلكه الله تعالى نے حدیث قدی میں تو یون فرمایا ہے كه اگر بنده ایك بالشت میرى طرف آتا ہے تو میں دوہاتھ اس کی طرف آتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف چل کر آتاہے تومیں اس کی طرف بھا گتا چلا آتا ہوں۔

اگر بندہ اینے رب یا مومنوں سے نعوذ باللہ مذاق کرتا ہے تو اللہ بھی اس کا اس انداز سے جواب دیتاہے:

﴿ وَإِذَا لَقُواالَّذِينَ امَنُوا قَالُوآ امَنَّا وَ إِذَا خَلُوا الِّي شَيْطِيُنِهِمُ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمُ إِنَّمَا نَحُنُ مُسْتَهَزِءُ وُنَ٥ اَللَّهُ يَسْتَهُزِئُ بِهِمُ ﴾ [البقره: ۱۵_۱۵]

''اگراللّٰد کوکوئی دھوکا دینے کی کوشش کرے تو اللّٰہ اس کے ساتھ وہی سلوک کرتاہے کہ اس کو دھوکے میں رکھتاہے۔''

﴿ يُخْدِعُونَ اللَّهَ وَ الَّذِينَ امَنُوا وَ مَا يَخُدَعُونَ إِلَّا أَنُفُسَهُمُ وَ

مَا يَشُعُرُونَ ﴾ (البقره: ٩)

'' وه الله تعالى اور مومنول كو دهوكا دينا حيايتے ہيں حقيقت ميں تو وه صرف اینے آپ کودھوکا دے رہے ہوتے ہیں اروہ اس کی سمجھ بھی نہیں رکھتے۔'' الله تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُخْدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمُ ﴾ [النساء: ٢١٤ ٦] ''وہ اللہ سے دھوکا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ ان سے دھوکا كرنے والا ہے۔''

لیکن اس کے مقابلہ میں اگر بندہ اینے رب کے دین کی حفاظت کرے تو اللہ بھی اس كى حفاظت كرتا ہے۔ رسول الله طفي الله نے ابن عباس فالله اسے فرمایا:

« يَاغُلَامُ! اِحُفَظِ اللّٰهَ يَحُفَظُكَ إِحُفَظِ اللّٰهَ تَحِدُهُ تُجَاهَكَ تَعَرَّفُ إِلَيْهِ فِي الرَّحَاءِ يَعُرِفُكَ فِي الشِّدَّةِ..... »

۲ مسند احمد: ۲/۷/۱

''اے نیچ!تم اللہ کی حفاظت کرو.....اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور اللہ کی حفاظت کروتم (مصیبتوں میں) اس کوسامنے پاؤ گے۔ بھلے دنوں میں اللّٰد کو پیچانو،اللّٰدمصائب میں تنہیں پیچانے گا۔''

اس طرح الله کی مدد کی جائے تو اللہ اس کا جواب بہت بڑی مدد کے ساتھ دیتاہے۔جبیبا کے فرمایا:

﴿ إِنْ تَنُصُرُوا اللَّهَ يَنُصُرُكُمُ وَ يُثَبِّتُ اَقُدَامَكُمُ ﴾

[سورة محمد: ۲]

نصرت الہی کے اسباب وشروط:

جیما کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ کی مردتجی آتی ہے کہ اللہ کے دین کی مردکی جائے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِنْ يَّنُصُرُكُمُ اللَّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمُ وَ إِنْ يَّخُذُلُكُمُ فَمَنُ ذَا الَّذِي يَنُصُرُكُمُ مِّنُ بَعُدِهِ ﴾ (آل عمران: ١٦٠) ''اگراللهٔ تمهاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اوراگر الله تعالیٰ تمہاراساتھ جھوڑ دے توبتلاؤ کون ہے جواس کے بعد تمہاری مدد کر سکے

ذیل میں ہم اللّٰہ کی مدد کے کچھاسباب وشروط ذکر کرتے ہیں۔

🛈 الله کے دین کی مدد:

سابقہ نصوص سے ثابت ہو چکا کہ اللہ کے دین کی مدد کرنے سے اللہ بندوں کی مدد کرتاہے اور اگر اللہ کے دین کی نصرت کی بجائے اپنی ترجیحات قوم، ملک، وطن کو بنالیا جائے تو اللہ کی مددرک جاتی ہے۔ کا فرمسلمان کو نہتا کر کے مارتے ہیں۔اگر چہ وہ وطن و ملک اسلامی ہی کیوں نہ ہو، کسی بھی سرزمین کی اہمیت اس پر نافذ ہونے

والے اسلام کی وجہ سے ہوتی ہے۔جس قدر اللہ تعالیٰ کا قانون لا گو کیا جائے گا اس قدروه خطهُ زمین الله کومحبوب تر ہوتا جائے گا۔

🛈 ايمان بالله:

الله کی مدد کے نزول کے لیے اہم شرط یہ ہے کہ بندہ میں ایمان موجود ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَانْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمُ مُّؤُمِنِينَ ﴾

7 آل عمران: ١٣٩

'' کمزور نه بنواور نه ہی غم کھا ؤاورتم ہی غالب رہو گے اگرتم مومن ہو۔''

ایمان سے مرادعقائد کی درتی بھی ہے اورایمان کی محبت بھی۔ میمجت ہی ہے جو ایماندار کو گھر سے نکال باہر کرتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

«تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنُ خَرَجَ فِي سَبيلِهِ لَا يُخُرجُهُ إلَّا جَهَادًا فِي سَبِيلِي، وَ إِيْمَاناً بِي، وَ تَصُدِيْقاً برُسُلِي فَهُوَ عَلَىَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدُخِلَهُ الْجَنَّةَ»

[صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج،

''الله تعالیٰ نے اس شخص کی ضانت دی ہے جواللہ کے راستہ میں نکلتا ہے، اس کو صرف جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ پر ایمان اور رسولوں کی تصدیق ہی

باہر نکالتی ہے کہ اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔''

تووہ ایمان جونصرت الہی کا مستوجب ہوتاہے وہ بندے کو گھر سے نکلنے پر مجبور بھی کر دیتا ہے اور وہ مال و جان ، اولا د ، کا روبار قربان کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ یہی وہ ایمان ہے کہ جس کے رشتہ کی وجہ سے وہ سمندر یار بہن ، بیٹی کواپنی بیٹی تصور کرتے ہوئے ان کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے اور طاغوت کی تھینجی ہوئی کیبروں اور حدود و قیود میں مقید نہیں ہوتا۔اس طرح کے ایمان والوں کوغلبہ ملا کرتا ہے اور ایسے وفا دار کو اللہ ہے یارومددگار نہیں چھوڑ ا کرتا۔

🗇 قال في سبيل الله:

قال فی سبیل الله، الله کی مدد کو کھنچ لانے کا سبب بنتا ہے۔ رسول الله طبی ایکم بدر کے میدان میں اپنی جمع پینجی ۱۳ ساس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کولے کر قال کرنے کے لیے میدان میں اترے ، اللہ تعالیٰ سے دعا ئیں بھی کیں ، اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار دشمن کے مقابلہ کے لیے یا پنج ہزار فرشتوں کالشکر روانہ فر مایا اورخود بھی حصہ لیا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَاتِلُوهُمُ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِاَيُدِيكُمُ وَيُحْزِهِمُ وَيَنْصُرُكُمُ عَلَيْهِمُ وَيَشُفِ صُٰدُورَ قَومِ مُّؤُمِنِيُنَ ﴾ [التوبة: ١٤] ''ان کے ساتھ قبال کرو۔ (اس کے حیار فوائد ہوں گے) اللہ ان کوتمہارے

ہاتھوں عذاب دے گا، ان کو ذلیل کرے گا، تمہاری مدد کرے گا اور مؤمنوں کے سینہ کوشفا دے گا۔''

یہ سب فوائد قبال کے میں لیکن اگر طافت کے باوجود قبال سے روگردانی کی جائے بلکہ قبال ومجاہدین کی مخالفت یا حوصلہ شکنی کی جائے اور دعا کیں ہے ہوں کہ اے الله! دشمن کی توبوں میں کیڑے ڈال دے تو اس طرح اللہ کی مدد نہیں آتی بلکہ اللہ کی مدد ورحمت تو اس وقت جوش میں آتی ہے جب نہتے تین سوتیرہ میدان سجائے کھڑے *ہوں اور دعا یہ ہو*:

"اے اللہ! اگرید جماعت قتل ہوگئ تو تیری کبھی عبادت نہیں کی جائے

🕝 امتحان پاس کرنا:

اللّٰہ کی مددایک انعام ہے ، جوامتحان کے بعد پاس ہونے والوں کو ملتاہے اور بیر اللہ کی سنت وفطرت ہے ۔قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد مدد نازل کرتا ہے اور جتنا ایمان مضبوط ہو، اتنا ہی امتحان کڑا ہوتاہے اور اس برصبرو استقامت دکھانے والوں کواتن ہی ہڑی مردملتی ہے۔رسول اللہ طنتے علیہ نے فرمایا:

﴿إِنَّ النَّصُرَ مَعَ الصَّبُر وَإِنَّ الْفَرُجَ مَعَ الْكُرُبِ»

7 مسنداحمد: ۲/۳۰۷

'' مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے اور کشادگی مصائب کے بعد ہوتی ہے۔''

الله تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنَبُلُونَكُمُ حَتَّىٰ نَعُلَمَ المُحْهِدِينَ مِنْكُمُ وَ الصَّبِرِينَ وَنَبُلُوَ الْمُحْهِدِينَ مِنْكُمُ وَ الصَّبِرِينَ وَنَبُلُو اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ

رسول الله طلقي عليم في فرمايا:

﴿إِنَّكُمُ مُصِيبُونَ وَ مَنْصُورُونَ وَمَفْتُوحٌ لَكُمُ فَمَنُ أَدُرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمُ مُصِيبُونَ وَ مَنْصُورُونَ وَمَفْتُوحٌ لَكُمُ فَمَنُ أَدُركَ ذَلِكَ مِنْكُمُ مُلْيَتَّقِ اللَّهَ ﴾ [مسند احمد: ٣٨٩/١] مِنْكُمُ فَلَيَتَّقِ اللَّهَ ﴾ [مسند احمد: ٣٨٩/١] من عبرالله بن مسعود! تم يرمصائب آئيں گے، پھرتمہاری مدد کی جائے گئی پھر فتوحات ملیں گی ۔جس پر وہ دن آ جائیں ،اس کو اللہ سے ڈرنا چائیں ،

حضرت خباب بن ارت را الله فرماتے ہیں: '' ہم نے مکہ کے کافروں کے ظلم کا تذکرہ کرتے ہوئ آپ طلطے آپائے سے شکایت کی ۔ آپ کعبہ کے سامیہ میں بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا آپ طلطے آپائی ہمارے لیے اللہ سے مدد کیوں طلب نہیں فرماتے، آپ ہمارے لیے دعا کیں کیوں نہیں فرماتے۔ آپ طلطے آپائے نے فرمایا:

''تم سے پہلے مسلمانوں کو لایا جاتا ۔گڑھا کھود کر گاڑ دیاجاتا پھر آری کے ساتھ چیر پھاڑ دیاجاتا اور لوہے کی کنگھی کے ساتھ گوشت اور ہڈیاں الگ

3000000000000000

کردی جاتیں۔اس کے باوجودوہ دین پر قائم رہتا۔"

﴿ وَاللَّهِ لَيُتِّمَّنَّ هَذَا الْأَمُرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنُ صَنْعَاءَ اللَّي حَضُرَمَوُتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوِ الذِّئُبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلكِنَّكُمُ تَسُتَعُجلُو نَ)

[صحيح بخارى، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام حدیث:۲۱۲۳

''اللّٰد کی قتم ہے! اللّٰداس معاملہ کو پورا کر کے چھوڑ ہے گا۔ حتیٰ کہ مسافر صنعاء (یمن) ہے حضر موت تک چلے گا ،اس کو اللہ کے سواکسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ ہی بھیڑیے کا خوف بکریوں پرلیکن تم جلد باز ہو۔''

رب ذوالجلال نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿ اَمُ حَسِبُتُمُ اَنُ تَدُخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاتِكُمُ مَّثَلُ الَّذِينَ خَلُوُا مِنُ قَبُلِكُمُ مَسَّتُهُمُ الْبَاسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلُزِلُوُا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ امَنُوا مَعَهُ مَتىٰ نَصُرُ اللَّهِ ﴾ [البقره: ٢١٤] '' کیاتمہارایه گمان ہے کہتم ایسے ہی جنت میں چلے جاؤگے اور حالانکہ ابھی تک تمہارے یاس سابقہ مسلمانوں کی مثالیں نہیں آئیں۔ان کو مصیبتیں، بلائیں پہنچیں اور ہلا کر رکھ دیا گیا جتی کہ اللہ کے رسول طنتے آیا مومن یہ بکاراٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، خبر دار اللہ کی مدد قریب ہے۔''

دوسری آیت مبارکہ میں ہے۔

﴿ وَلَقَدُ كُذِّبَتُ رُسُلٌ مِّنُ قَبُلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَ أُوْذُوا حَتَّى اَتْهُمُ نَصُرُنَا ﴾ [الانعام: ٣٤/٦]

البتة آب سے بہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا اور انہوں نے صبر کیا اس بات پہ کہ وہ

حمطلائے گئے اور ایذا دیے گئے حتیٰ کہ اللہ کی مدد آ گئی۔

﴿ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمْتِ اللَّهِ ﴾ [الانعام : ٣٤] ''اللّٰد كى لكھت نہيں بدتى۔''

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بیاللہ کی سنت وفطرت ہے جو بدلتی نہیں کہ اللہ کی مدد آ زمائشوں کے بعد ہی آتی ہے۔لہذا! اللہ کی راہ میں مصائب د کی کر گھرانے کی بجائے خوش ہونا جاہیے کہ اللہ کی مدد ک آثار نظر آگئے اور بیاللہ کی

بندے سے محبت کی نشانی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

« مَنُ يُردِ اللَّهُ بهِ خَيراً يُصِبُ مِنهُ»

[صحيح البخاري، كتاب المرض، باب ما جاء في كفارة المرض،

''اللهجس سے خیر جا ہتا ہے اسے آ زمائش میں ڈال دیتا ہے۔'' ان حالات میں پریشان وہ ہوتے ہیں 'جوجلد باز ہوں۔

ضعفاء وفقراء کی مدد کرنا:

نصرت اللی کاایک وسیلہ بی بھی ہے کہ اینے اندر موجود کمزور لوگوں ایتام، بیوگان، فقراء،مساکین کا خیال رکھاجائے ۔ان کی کفالت کی جائے ،مسافرین،طالبانِ علم اور مختاج لوگوں کا خیال رکھا جائے ،تو اس سے اللہ کی مدد بھی آتی ہے اور رزق میں بھی اضافه ہوتا ہے۔ حدیث نبوی ہے:

((إِنَّكُمْ تُنُصَرُونَ وَ تُرُزَقُونَ بِضُعَفَاءِ كُمُ ال

(صحيح البخاري كتاب الجهاد باب ٧٦_)

"م صرف كمزورلوگول كى وجه سے رزق ديے جاتے ہواور مدد كيے جاتے

اگركوئي مهمان ياغريب طالب علم يا مجامد كھانا گھر سے كھاجا تا ہے تو بينہيں سمجھنا چاہیے کہ میرا نقصان ہوگیا بلکہ وہ کھانا اس کا تھا۔ تبھی تووہ کھا گیا ،میرا ہوتا تو نہ کھا تا۔ صرف الله نے میری تخواہ میں اس کا کھانا ڈال دیا تا کہ مجھے آ ز مائے۔

نصرت الهي اور جهادا فغان:

آج بیسوال پیدا ہور ہاہے کہ کیا وجہ ہے کہ کتنے ہی مخلص لوگ دنیا کے مختلف حصول میں غلبہ دین اور مظلومین کے لیے کام کررہے ہیں اور یہ کہ مسلمان جگہ جگہ یٹ رہے ہیں ۔اللہ کی مدد کیوں نہیں آتی ؟اس کا جواب دوحصوں میں ہے۔ ا۔ یہ سوال ہی غلط ہے کہ اللہ کی مدد نہیں آتی ہے بلکہ بہت آتی ہے۔ ۲۔ دوسرے بیر کہ بدرو حنین جیسی مدد نہ آنے کے گئی اسباب ہیں ان کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔

افغانستان میں اللہ کی بہت مدد آئی ۔ آج یورپ کے عوام اسلام کو بہت پڑھ رہے۔ ہیں ۔ وہ کون سانظریئر حیات ہے جونہتے لوگوں کوامریکہ جیسے بھیڑیے کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت عطا کرتا ہے ۔ گرمسلمانوں کاعالم کفروالحاد کے اتحاد کے خلاف کھڑے ہونا، حیار ماہ سے زائد کلسٹر، ڈیزی کٹر، نبیام اور کروز بموں، میزائلوں کی بارش تلے جے رہنا اللہ کی مدد کے بغیر کیے ممکن تھا؟ خود عالم کفر جیران تھا کہ کیا ہور ہاہے؟ پھراس کے بعد ڈالروں کی بوچھاڑ ہوئی جس سے مجاہدین کومحفوظ ٹھکا نوں میں سمٹ جانا بڑا۔

آج مختاط ترین اندازے کے مطابق اتحا دی غنڈوں کے مُرداروں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ۔ساڑھے چار ہزار اور چھ ہزار کا عدد بھی گھوم رہا ہے ۔جبکہ مجاہدین شہداء کی تعداد اس سے کم ہے، اگر چہ عوام مسلمانوں کی شھا دتیں بہت ہوئیں ۔نتائج کے اعتبار سے دکیھ لیس عالم کفر کا اتحاد ابھی تک اپنے امہراف پورے نہیں کر سکا اور روس و چین خا موش تماشائی نہ جانے وہ کس منا سب موقع کی تلاش میں ہیں۔ اتحادیوں پر جوابی حملے شروع ہو چکے ہیں۔جہاز و ہیلی کا پٹر گر رہے ہیں کیکن'' فنی خرابی'' کی نذر کردیے جاتے ہیں کیکن پیخرابی اتنی کمبی نہیں کی جاسکتی جتنا کمباپر وگرام مجاہدین بنارہے ہیں ۔ حالیہ جہاد میں مٹھی بھر نہتے جانبازوں کے خلاف دنیا کے بڑے

بڑے'' علیے''اکیلے نہیں اڑسکے بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے پرلگا۔ برسوں پہلے نبی کریم طاف ویا نے فرمایا تھا:

﴿ نُصِرُتُ بِالرُّعُبِ مَسِيرَةَ شَهُرٍ ﴾

[صحيح بخاري، كتاب التيمم، باب، حديث: ٣٣٥]

''ایک مہینہ کی مسافت ہے بھی میرارعب وثمن پر جاتا ہے۔''

یہ بھی اللہ کی مدد ہے۔ آج ظالم اتحادیوں پر مجاہدین کا اتنارعب ہے کہ ملکوں کے ملک لڑتے ہیں اور چند مجاہدین کو قید کر کے لے جانے کے لیے ان کو زنجیر پہنا نے،
کان و آئکھیں بند کرنے کے باوجود، دو، دو فوجیوں کے پہرہ کے باوجود ان کو نیم بیہوش کر کے متفل کیا جا تا ہے۔ یہرعب بھی اللہ کی مدد کی ایک شکل ہے۔ وہمن پر رعب کا یہ عالم ہے کہ عرب ممالک سے اپنی فوجیس نکا لنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دہمن اپنے زخم چائے رہا ہے۔ سوچ رہا ہے کہ نہ تو مجاہدین کا نیٹ ورک ختم ہوا ہے بلکہ چند سوشہداء کے علاوہ تما م عرب مجاہدین امریکہ کی نفر سے جلتے ہوئے سینے لے کر واپس وطن پہنچ چکے ہیں، جن کے خطرے سے اب فوجیس واپس لے جا نے کی باتیں ہو رہی ہیں۔

عیدالفطر کے بعد بی بی سی کی عربی سروس میں ایک امریکی کما نڈر کا بیان نشر کیا گیا۔اس نے بتایا کہ ہمیں دومختلف واقعات میں ایک مجاہداورایک اونٹ نظر آیا۔ میں نے لیزرگن کے ساتھ اور دوسر سے ساتھیوں نے بھی ان پر فائر کیا،ان کو ہم نے گر

300000000000000

Proof No.3

24-9-2003

تے ہوئے بھی دیکھا مگر ڈھونڈنے پر بھی کہیں ان کی نغش نہیں ملی ۔ دوسرے پیر کہ جنگ وجدال میں اونج نیج ہوتی رہتی ہے، جب روسیوں کےخلاف جہا د ہوا تو ابتدائی سال ایسے ہی تھے۔مجامدین نہتے تھے، کلہاڑوں کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے، اور جب ان کی آ زمائش وابتلاء کا کورس پورا ہوا تواللہ کی مدد کے دروزائے کھل گئے ۔ پھر آسان نے دیکھا کہ ان مٹھی بھرمجاہدین کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے روس کی یانچ لا کھ آ رمی کو شکست وریخت سے دوحیار کیا، حالا نکہ مقابلہ میں ایک طیارہ بھی نہیں اڑایا گیا۔اس حباب ہے ابھی ابتداء کا دور چل رہاہے اور اللہ تعالیٰ تسلیاں دیتا ہے:

﴿ إِنْ يَّمُسَسُكُمُ قَرُحٌ فَقَدُ مَسَّ الْقَوْمَ قَرُحٌ مِّثُلُهُ وَ تِلُكَ الْاَيَّامُ تُكَاوِلُهَا بَيُنَ النَّاسِ ﴾ [آل عمران : ۱٤٠/٣] ''اورتم کمزوری نه دکھاؤ اورغم بھی نه کرو تم ہی او پر رہو گے اگرتم مومن ہو۔ ا گرتمہیں زخم لگے ہیں تو (کوئی بات نہیں)ان کو بھی زخم لگے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ دن پھیرتار ہتاہے۔''

اس کے بعد اپنی واضح مدد کی تاخیر کی حکمتیں بیا ن کرتے ہوئے فرما تا ہے: ''اورتا کہ الله مومنوں کا ایمان پر کھے اورتم میں سے (وی آئی پی تینی خصوصی مہمان) شہداء کا چنا و کر سکے اور اسلام کے ظاہری اور وقتی غلبہ سے پریشان نہ ہونا اور ظالموں کواللہ قطعاً پیند نہیں کرتا اورتا کہ مومنوں کا امتحان لے سکے اور کافروں کومٹاڈ الے۔'' (آل عمران)

24-9-2003

اوران کے یاک بازصحا بہ کوبھی وقتی ہزیمت سے دوحیار کیا۔

بدروختین جیسی مدد:

رئی میہ بات که آج مسلمانوں رعبد نبوی والی مدد کیوں نہیں ہوتی، وجه عرض که ہم ابھی بہت پیھیے ہیں،شاعر کہتاہے ۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیر ی نصرت کو اتر کتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

حقیقت یہی ہے کہ اگر وہ والی فضا پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ بھی وہی ہے جو وعدے وفا کرکے دکھائے گا ۔اگراحد کے میدان میں بھی بعض صحابہ کی ایک اجتہا دی غلطی کی وجہ سے فتح ہار میں بدل سکتی ہے تو آج کے مسلمان میں تو اتنی غلطیاں ہیں کہ غلط کوغلط کہنے کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے۔اللہ تعالی نے نصرت کے لیے ﴿إِنْ كُنتُهُ مُؤْمِنِيُنَ ﴾ كى شرط لكا في ہے۔ يہلے آئے! ديكھيں كه ہمارے ايمان واعتقاد كاكيا حال ہے۔ رسول اللہ طفی اللہ علیہ ایک صحابی اپنی لونڈی لے کر حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ اس کو میں آزاد کرنا چاہتاہوں ۔ آپ طنے عَلَیْم نے اس کا امتحان لیتے موئے فرمایا! ''اللہ کہاں ہے؟'' بولی''آ سانوں میں۔'' چردریافت فرمایا''میں کون مول؟"بولى"آپاللد كرسول طفي ولياتيس"آپ طفي وليات فرمايا:

﴿ أُعُتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَة ﴾

''اس کوآ زاد کردویه مومنه ہے۔''

اوراگریہی پرچہ یاک وہند وافغانستان کےمسلمانوں کےسامنے رکھا جائے تو 9٠ فیصد مسلمان فیل ہو جائیں۔کسی کااللہ دموں میں گھسا ہوا ہے۔کسی کا جاند تاروں اور مرغز اروں میں ہے اور کسی کا ہر جائی اور کسی کو پتہ ہی نہیں۔ آج ہماری اکثریت تو ہم پرست ہےاور جہاں تک اسلام کی عملی صورت حال کا تعلق ہے تو الا مان والحفیظ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

یا در تھیں! اللہ انسانوں کے ساتھ من حیث الامۃ ڈیل کرتا ہے نہ کہ فرد أفردأ۔ سکول کا ٹیچرا گر بچوں کوشرارتیں کرتا دیکھے توسب کومرغا بنادیتاہے حالانکہ ممکن ہے کوئی بے قصور بھی ہو۔اب سوچنے کامقام ہے کہ بیتو ہم سوال کرتے ہیں کہ مدد کیوں نہیں آ رہی کیکن کیاہم نےغور کیا ہے کہ ہم نے جہاد فی سبیل اللہ کو دبا ہی لیا ہے؟ علاء بھی سوچیں عوام بھی ، حاکم بھی اور محکوم بھی ۔شریعت پیکہتی ہے کہ جب کسی مسلمان علاقے یر کفریلغار کرے تو قریب قریب کے سب مسلمانوں پر جہاد طرح واجب ہوتا ہے ۔جہاد شروع ہوا تو ہم سے کتنے لوگ وہاں گئے ہیں ۔اگر یا کستان کی پندرہ ہیں کروڑ آبادی میں سے حالیس لا کھ ہی نوجوانوں وہاں گئے ہوتے تو کیا کافر اس طرح مسلمانوں کو کیلتا چلا جاتا اور جہاں تک مالی امداد کا تعلق ہے تواینی زکوۃ کا نہ جانے کتنا حصہ مجاہدین کو دے کر ہم اپنایہ یو چھنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ مجاہدین نے میدان ابھی کیوں نہیں مارا حقیقت میں بہسب مصائب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں اللہ کی طرف

رجوع کرناچاہیے ۔ضرورت اس بات کی ہے ہم دین حنیف کی طرف لوٹیں ۔ تیاری کریں جاردن ایمان وغیرت اورآ زادی کی قسطیں دے دے کر اورسود کی قسطیں دے دے کر جنگ کولیٹ تو کیاجا سکتا ہے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ بوسنیااور کسووا کے نہتے مسلمانوں کی ہڈیاں بول بول کر یکاررہی ہیں کہاں کھو گئے ہواومسلمانو!



آسانی مدد کا موسم اور ہماری ذیمہ داری

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَدَّئِكَةُ ﴾ الْمَلْائِكَةُ ﴾

ازل ہی سے اہل ایمان سے صرف ایمان کی بنیاد پر دشمنی کی جاتی رہی ہے۔ جب بھی اس دنیا میں بہ آواز بلند ہوئی کہ اس کا نئات کا رب اللہ ہے، زمین و آسان اس کے پیدا کردہ ہیں اور ساری مخلوقات کا خالق وہی ہے، اس نے انسانوں کو پیدا کیا اور انکے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے اسباب پیدا فرمائے، بے شار نمتوں کو عطا کرنے والا وہی ہے۔ لہذا! اس کا بیدق ہے کہ اس کا نئات میں اس کا حکم چلے، اس کی عبادت ہو، اس کے ساتھ شرک نہ ہو۔ سب لوگ اس سے محبت کریں اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں تو دنیا میں شیطان اور اس کے ایجنٹوں نے ایسے حق والوں کے خلاف ابھارا اور ان سے دشمنیاں کیں۔

300000000000000

Proof No.3

24-9-2003

آپ انبیائے کرام کی زندگیوں پرنظر ڈالیں ان کے کردار اور اخلاق میں کوئی کمزوری نہیں ملے گی۔کوئی جرم کوئی عیب ان کی ساری ساری زند گیوں میں نہیں مل سکے گا۔ بلکہ وہ اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کے عظیم مینار اور انسانی ہمدردی وخیرخواہی کے روثن چراغ نظرآ کیں گے۔ مگر ایمان کی بنیاد پر شیطانی ٹولے نے ان پا کباز شخصیتوں ہے بھی دشمنی کی اوران کے قتل کے دریے ہوئے اورسو فیصد جھوٹے پرا پیگنڈے کر کر کے ان کی مخالفت کرتے رہے اورلوگوں کو اس عظیم علم سے ، اس کا ئنات کا رب اللّٰہ ہے لہٰذا! اسی کا حق ہے کہ اس کا دین اس دنیا پر غالب ہواور اس کی نافر مانی نہ ہو، اندھیروں میں رکھتے رہے۔

ان یا کباز اوراعلیٰ اخلاق وکردار پیغیبروں سے دشنی کرنے والے ایسے گندے اور ذلیل لوگوں کو اللہ تعالی نے اینے دشمن ، انسانیت کا رشمن آگ کی طرف بلانے والے لیڈر وحکمران قرار دیتے ہوئے روئے زمین پر چلنے والی تمام مخلوقات سے بدتر قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا مقصد صرف اپنی خواہشات کی پیروی ہے اور ان کی زندگی جہالت وگمراہی برمبنی ہے۔

وہ پشمنی چونکہ صرف ایمان کی بنیاد برتھی۔اس لیےاہل ایمان کوایسےموقع پر ڈٹ جانے کا حکم دیا گیا اور شیطان اور اس کے ایجنٹوں کے مقابلے پر ان کے الزامات، حمولے یرا پیگنڈے، تحقیر و تذلیل کے منصوبے ان سب کے خلاف صرف اس بنیاد پر کہ'' ہمارا رب اللہ ہے، ہم نے اس کی اطاعت وعبادت کرنا ہے، اس کے حکم پر چلنا

ہے، اسی کے دین کو قائم رکھنا ہے، ڈٹ جانے کا حکم دیا گیا اور صرف خود ہی ڈٹ جانے کا تھم نہیں بلکہ "اِسْتَقَامُوُا " حربی گرائمر کے اعتبار سے باب استفعال ہے جس میں عموماً ''مدد''طلب کے معنی ومفہوم میں مراد ہوتا ہے۔ بدلفظ بیان کر کے گویا تقاضا کیا گیا که دوسرول کوبھی اس قول اور منج پر قائم رکھو۔ ادھر وہ جھوٹ بولیں جھوٹے یرا پیکنڈے کریں اور مایوسیاں پھیلانے کی کوشش کریں، بندوں کا رب براعتماد ویقین كمزوركرنا چاہيں، ادھرتم دعوت كا كام تيزكر دو رب كى قدرتوں اور طاقتوں كے تذکرے کر کے ،اس دنیا میں پہلے اہل ایمان کواللہ نے کیسے کیسے اپنی مدد بھیج کرغالب کیا اور کفر کی طاقتوں کو برباد کیا بہتذ کرے کر کے اہل ایمان کو ایمان پر قائم رکھوان کے حوصلے بڑھاؤ، اللہ پرایمان ویقین کو پختہ کرو تا کہ وہ کفراوراس کے برا پیگنڈے سے اور اس کی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوں اور ان کے ایمان میں کمز وری واقع نہ ہو اوراکلی نظریں اس دنیا کے مفادات سے آ گے جنت کے حصول پر اور دوزخ سے بیخنے یر ہوں اور انکے عقائد واعمال میں کمزوری واقع نہ ہو بلکہ پیرکفر اور اہل کفر سے نفرتوں میں زیادہ ہوں۔ان کی دہشت گردیوں،ان کے ظلم و ہوس برستی کو مجھیں اوراللہ سے اوراس کے رسول سے محبت میں ثابت قدم رہیں،اللہ کے دین پر پختہ رہیں۔ گویا قرآن کی اس آیت نے جہاں ایک بہت بڑی حقیقت ہمارے سامنے کھول دی وہیں کرنے کا کام بھی بتا دیا کہ جب " رَبُّنَا الله " کی بنیاد براہل ایمان کھڑے

ہوں گے تو کفر کی طرف سے برا پیگنڈے، گھیراؤ، پابندیاں، دھمکیاں بھی شروع ہو

جائیں گی اور ایسے وقت میں اہل ایمان تم نے نہ صرف خود ثابت قدم رہنا ہے بلکہ دوسروں کو بھی " رَبُّنَا الله " كے عقيدے برقائم ركھنا ہے۔

نبی اکرم طنے آیا کی زندگی میں جنگ احزاب کاموقع اس کی بہترین مثال ہے۔ آپ نے جب ایمان کی بنیاد پر کام شروع کیا تو دشمنی شروع ہوگئی۔ جوں جوں کام بڑھتا گیا کفر نے اپنی حکومتیں گرتی ہوئی محسوس کیں۔ یہودو صلیبی ظالموں اور سود خوروں کو اپنی خواہشات کی وجہ سے انسانیت برظلم اور آسانی شریعتوں برظلم کر نیوالوں کو اپناسب کچھ برباد ہوتا نظر آنے لگا تو سارا کفرجع ہو گیا۔ قو توں کے اتحاد بننے لگے،سارا كفرجمع ہوگيا،كس كےخلاف؟ جسے وہ صادق وامين كہتے تھے۔جس كى زندگی پرایک اعتراض بھی نہیں کر سکتے تھے، جس کی سچائی کوشلیم کرتے تھے اور کیوں جع ہوئے؟ قتل کے منصوبے کیوں بننے لگے؟ صرف ایمان کی وجہ سے کہ وہ کہتے تھے۔ اس کا ئنات میں الله کا حکم چلنا چاہے۔ تمہاراحق نہیں کہ انسانوں کو اپنی خواہشات کا غلام بناؤ اورا نہیں اینے رب سے دور رکھواور جہنم کا ایندھن بناؤ۔ تو اس وقت اہل ایمان ڈٹ گئے۔ بہت پریشانیاں تھیں، معاثی حالات بالکل ساز گار نہ تھے۔ کھانے پینے تک کے لیے کچھ نہیں ملتا تھا۔ پیٹوں پر پھر باندھ رکھے تھے، اسلحہ اور مال اسباب بھی وافر میسر نہ تھے، باہر میدان میں نکل کرلڑنے کی طاقت بھی نہیں تھی، باہر سے بھی کوئی امید نتھی۔ پوری دنیا میں مدینہ کو تنہا کر دیا گیا تھا اور اندر سے منافقین یہودونصاریٰ کے ایجنٹ مایوسیاں پھیلا رہے تھے کہ اب تہہارا کیا ہے گا؟

ساری دنیا تمہارے خلاف ہو چکی ہے، ان سے ڈر جاؤ۔سورۂ احزاب پڑھ کرغور کیا جائے تو معلوم ہوگا کس قدرشد پدھالات تھے۔ گر ہمارے پیغیبراور صحابہ کرام ایمان کی بنیادیر ہی ڈٹ گئے اور کفار کے برا پیکنڈے کا توڑ کرنے لگے۔لوگوں کو اللہ کی قوت يرمطمئن كرنے لگے۔ كہتے:

﴿ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﴾

[الاحزاب: ٢٢]

'' بیروہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ کے رسول نے سچ کہا تھا۔"

اس چیز کا اللہ نے ہمیں وعدہ دے رکھا تھا اور اللہ اور اس کے رسول سیجے ہیں اور ان کے ایمان ویقین میں پختگی ہی آئی تھی کفراپنی تمام تر چالوں کے ساتھ انہیں اس راستے سے بدگمان نہیں کر سکا اور یہی وقت ہوتا ہے اللہ کی نصرت کا ،اس کی طرف سے مدد کے اتر نے کا حقیقت ہے کہ گفر کی ان پلغاروں، گھیراؤ، یا ہندیوں میں اللہ پر ایمان میں ثابت قدم رہنا، بالکل برواہ نہ کرنا اور مطمئن رہنا اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط کر لینا، یہ عمل اللہ کی مدد اترنے کے لیے بنیاد بنما ہے۔ اسباب وسائل بنیا د نہیں بنتے۔ ہجرت کے سفر میں جب نبی اکرم <u>طلعے علی</u>م اور حضرت ابو بکر رخال^یئیر غارمیں چھیے ہوئے تھے، کوئی طاقت یاس نہ تھی، کہیں سے حمایت میسر نہ تھی۔ کافرننگی تلواریں لیے دندناتے پھررہے تھے اور غارکے اوپر چڑھے ہوئے تھے۔اس وقت بھی

حضرت ابوبکر دخالٹنئر نے گھبراہٹ کاا ظہار کیا تو ہمارے پیغببر <u>طفیحاتی</u>ا نے یہی فرمایا تھا۔

﴿ لَا تَحُزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴾

''غم نه کروالله بهارے ساتھ ہے۔''

یہاں بھی اللہ نے مدد کی اور احزاب کے موقع پر بھی مدد نازل کی۔فرشتے اتار دیے، ہوائیں بھیج دیں اور لڑائی کا سارا معاملہ اللہ نے اپنے ذمے لے لیا۔

ہارے کرنے کے کام:

آج بھی صورتحال یہی ہے۔ کفراس دنیا میں دندنا رہا تھا، جمہوریت کے نام پر کفار این خواہشوں پر زندگی گزار رہے تھے، اللہ کی بڑائی وعظمت اور اس کی فر ما نبر داری کا تصورختم ہور ہاتھا۔مسلم ملک، حکمران اورعوام بھی رب کی مرضی پر زندگی گزارنے کی بجائے کفار کی دوستی اوران کی نقالی میں ہی کامیابی اورعزت تصور کرتے ، تھے۔ اسلام پر جاہلیت کے آوازے کیے جاتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول کے طریقوں کو براسمجھا جاتا تھا۔ اسلام دب گیا اور کفار کے گروہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے پروگرام لیے پھرتے تھے توایسے وقت میں پاک وافغان و سرز مین سے بیہ نعرے بلند ہونے لگے کہ بیز مین اللہ کی ہے، بیآ سان اللہ کا ہے اور اس کا ئنات میں تکم الله کا چلنا چاہیے،اس ایمان کی بنیا دیرتربیت ہونے لگی۔امت مسلمہ کے نوجوان دعوت و جہاد کے منبج کو سمجھ کر کفر کی غلامی چھوڑنے لگے۔سنت برعمل اللہ سے محبت، دین کے سچے جذبے، جنت کے حصول کی کوششیں ہونے لگیں۔ کفر کے پرا پیکنڈے **Proof No.3**

24-9-2003

دم توڑنے لگے اور خواہشات کے بچاری جمہوری شیطانوں کو دین حق کے زبردست براہین کے سامنے اپنے باطل کی عمارت منہدم ہوتی نظر آنے لگی۔ کفر کی حکومتوں نے اینے سامنے اسلام کو کلمہ حق کو بلند ہوتا دیکھاتو ہمیشہ کی طرح اب بھی کفر جمع ہو گیا۔ اس نے برا پیکنڈے شروع کر دیے، جھوٹے الزام لگا لگا کرلوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ اپنی طاقتوں کو لے کروہ ان اہل ایمان پر چڑھ دوڑے۔ان کے ایجنٹ بھی ان کی بولی بول رہے ہیں اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول سے پیچھے تھینچ رہے ہیں۔ تو بیہ وقت ہے کہ اہل ایمان اینے رب کے اعتاد کو پختہ کریں، رب کوسیاسمجیں، اسے طاقتول والا،عزت و ذلت كا ما لك، حكومت دينے اور حصينے والا جان كر استقامت اختیار کریں۔اہل علم لوگوں کو براپیگنڈوں سے نکالنے کے لیے مایوسیوں سے بچانے کے لیے رب کی قدرتوں کے تذکرے کریں۔اللّٰہ کی عظمت کو بیان کریں۔انبیاء کے واقعات واسلاف امت کے تذکرے کرکے ان کے اندرا یمان کے جذبات بھڑ کا کیں اور انہیں راہ حق بر ثابت قدم رکھیں کہ بیروقت اس کام کا تقاضا کرتا ہے۔ گھبرائیں نہیں کفر کے برا پیکنڈے میں نہ آئیں۔ بلکہ پیجھوٹے اور بدترین لوگ ہیں۔ان سےنفرت کا درس دیں۔

مادی اسباب ووسائل کے برایگنڈے میں بھی نہ آئیں۔ایسے تجویے کرنے والے ذرابی تو سوچیں کہ جنگ بدر میں اللہ کے نبی طنے آیا ہیاس کیا تھا؟ جنگ احزاب کے موقع پران کے پاس کیا تھا؟ نبی طفی این کونمونہ بنائیں۔ایمان پر استقامت اور

لوگوں کو قائم رکھنا، کفر کے برا بیگنڈے توڑنا، اللہ کی محبت پر دعوت و جہاد کے عمل پر ڈٹے رہنا، بیاللہ کی مدداتر نے اور فرشتے اتر نے کی بنیاد ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ﴾

'' ہے شک وہ لوگ جو کہد دیتے ہیں کہ ہمارارب اللہ ہے۔''

پھران کے گھیراؤ ہوں شیطانی قوتوں کی طرف سے دھمکیاں دشمنیاں دیکھیں تو پریشان ہوکراللہ کو چھوڑ نہ دیں اپنے دین و ہدایت سے پیچھے نہ آئیں بلکہ ڈٹ جائیں اور دوسرول كوبھى قائم ركھيں تو:

﴿ تَتَنَزَّلُ عَلَيُهِمُ الْمَلَائِكَةُ ﴾

''ان پر پھرفر شتے اتر تے ہیں۔''

اورا نہیں اللہ کی طرف سے بثارتیں دیتے ہیں کہ کوئی غم نہ کروکوئی فکرنہ کروتم ہی غالب ہو گے۔

افسوس کا مقام ہے کہ آج بہت سے لوگ کفر کے ان طوفانوں اور جھوٹے رِا پیکنڈوں کو دکھ کراینے رب سے، دین اور اینے ایمان سے پیھیے ہٹ آئے اور سیدھے کفر کی جھولی میں جا گرے۔اللہ نے جہاد کوسب سے بڑا عمل قرار دیا۔فرمایا میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو مفیں باندھ کراس کے راستے میں لڑتے ہیں۔ نبی ا کرم ﷺ نے انہیں اعلیٰ ترین لوگ قرار دیا ہے۔ان کو جنت کی بشارتیں دی ہیں۔ راہ جہاد کے گرد وغبار کی وجہ سے ہی جہنم کے دھویں کے حرام ہونے کے مثر دیے

سنائے، حساب کتاب نہ ہونے اور سیدھے اللہ کے پاس اس کے عرش کے پنیجے مقامات کے تذکرے فر مائے ۔ مگریہ لوگ کفر سے متاثر ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کے برعکس ان جہاد کے راہیوں کو براسمجھنے لگے۔ان سے بیزاری کا اظہار کرنے گئے اور کا فروں ایسے ذلیل لوگوں کی تعریف وتوصیف میں ان سے دوستیوں کوفروغ دینے میں لگ گئے اور تو اور کئی اہل علم جو برغم خولیش نبی کے وارث ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول اور جہاد سے غدار بال کرنے لگے۔ بیر کام اللہ کے غضب کو بھڑ کانے والے ہیں،ان سے فوراً توبہ کریں۔ان جھوٹے اور ذلیل لوگوں کے ساتھی نہ بنیں بلکہ ا پنے سیجے رب کا ساتھ دیں ، سیجے رسول طشیع یا کے ساتھی بنیں اور سیجے دین کے حمایتی بنیں ۔ کفر کے جھوٹ کو پیاڑ کر ذراحقیقت دیکھیں! کیا اللہ اپنے بندوں کے ہاتھوں ان کو ذلیل نہیں کر رہا؟ کیا ان کی نیندیں حرام نہیں ہو چکیں؟ یہ اپنے ملکوں میں مرعوب خوف زرہ اور ذلیل ویریشان نہیں ؟ ان کی قوتیں گررہی ہیں، ان کے ذلیل، ظالم اور دہشت گرد فوجی ہر روز مر رہے ہیں۔ اللہ اینے مجاہد اور فدائی بندوں کے ہاتھوں ان کی درگت بنارہا ہے۔ تو اس مدد کو دیکھ کر ہم سب مسلمان بھی اینے آپ کو دلیر بنا ئیں۔اینے دین حق برڈٹ جائیں،ایمان پرلوگوں کومضبوط کریں۔کفار سے نفرت، ان کی تہذیب سے نفرت، ان کے طریقوں سے نفرت کریں اور اللہ سے محبت کریں، اپنے رسول سے محبت کریں، اپنے دین سے محبت کریں، اپنے آپ کو دین و ایمان میں سچا بنائیں۔ یہی عمل ان شاءاللہ فرشتوں کے اتر نے کا باعث بنے گا۔ کفر کی

تاہی اور اسلام کے غلبہ کی بنیاد ہمیشہ ایمان واستقامت ہوتا ہے۔اللہ ہمیں اس کی تو فیق عطافر مائے۔ آمین!!





مسلمانوں کے موجودہ المناک حالات کا بنیادی سبب قاضی کاشف نیاز

www.KitaboSunnat.com









مسلمانوں کےموجودہ المناک حالات کا بنیادی سبب

افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خاتمے اور پاکستان میں بعض مذہبی بالخصوص جہادی تنظیموں پر پابند یوں کے بعد عام حلقوں میں ایک بحث بڑے شدو مدسے ہور ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ موجودہ المناک حالات کے اسباب کیا ہیں؟ اوران کی ذمّہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ اس سلسلے میں مسلمانوں کے مختلف سطح کے حلقوں کی الگ الگ آراء ہیں۔ ایک عام لبرل آ دمی سے لے کر ہمارا حکمران اور معروف دانشور طبقہ یہ شمخصتا ہے کہ ہم نے ابھی اتنی سائنسی ،معاشی ، اقتصادی اور عسکری ترتی نہیں کی تھی کہ آج کی دنیا کے طاقتور ترین ملک امریکہ یا ایس کسی سامراجی طاقت سے پنجہ آزمائی کر سکتے ، اس لیے سب سے پہلی ضرورت یہی ہے کہ ہم سائنسی اور معاشی میدان میں کر سکتے ، اس لیے سب سے پہلی ضرورت یہی ہے کہ ہم سائنسی اور معاشی میدان میں



زبردست ترقی کریں اور تب ہی ہم انہیں چیلنج کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

دوسری طرف اسلام پینداور جہادی حلقوں میں ظاہر ہے بحث کا بیا نداز نہیں ہے البنة ان میں کچھ لوگ اینے قائدین اور اپنی تنظیموں کی یالیسیوں کومختلف انداز ہے مرفِ تقید بنارہے ہیں۔ بیاوگ اگرچہ تعداد میں بہت کم ہیں لیکن اس طرح کے حالات میں تنظیمی یالیسیوں پر بحث سے یقیناً ہرساتھی کا ذہن کچھے نہ کچھ اثر ضرور لیتا ہے۔ شیطان ایسے ہی کمزور مواقع کا منتظر ہوتاہے کہ جب وہ اس طرح کے اثر کو بڑھا کر قوموں تنظیموں اور جمعیتوں میں انتشار پیدا کردیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہانسان کواپنی نا کامی کےموقع پروہ خرابی ضرور تلاش کرنی چاہیے جواس واقعہ کا اصلی سبب ہولیکن یہ تلاش الیمی نہ ہو کہ جواسے اس کے اصل مقصد ،اس کی جمعیت اور اس کی منزل سے ہی دور کردے۔ بیرسب کچھا گرمقصد سے متفق رہ کر ،جمعیت اور اطاعت امیر کے اندررہ کراورمنزل کی طرف اپنارخ برقرار رکھ کرکیاجائے تو تب ہی بہتر اور مثبت نتائج مرتب ہوتے ہیں،ورنہاینے اپنے دوراز کارفلسفوں،عجیب وغریب تجاویز، توجیهات اور بحث مباحثوں میں پڑ کر شدید اندیشہ ہوتاہے کہ کہیں ہمارے ساتھ دنیا وآخرت کی نا کامی والا معاملہ نہ ہوجائے۔

کیا عصری سائنسی انقلاب سے بے نیازی زوال کا سبب ہے؟

یہاں ہم ایسے سب لبرل اور مذہبی ساتھیوں کے اشکالات وملاحظات تو پیش نہیں کرسکتے لیکن سب مسلمانوں کی خدمت میں ایک بڑی موٹی سی بات پیش کرنے کو دل

المحرف ستوط كابل و بغداد مي المحرف ال

ضرور چاہ رہا ہے کہ جس میں ان تمام موجودہ حالات کا اصل سبب بھی سمجھ آجائے گا اور اس کے سمجھنے میں اس کا تدارک بھی خود ہی نکھر کر سامنے آجائے گا۔ بیسبب اگر دور ہوجائے تو یقین مانئے نہ تو سائنسی اور عسکری ترقی میں کوئی کی ہماری کامیابی و کامرانی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے اور نہ ہی پھر ہمیں اپنی دینی و جہادی جماعتوں کی موجودہ تنظیمی پالیسیوں میں کوئی بڑی خرابی محسوس ہوگی۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہمیں سائنسی وعسکری اور علمی ترقی کی ضرورت نہیں ہے، یہ تو ہرصورت ہونی چاہیے، جتنی بھی ممکن ہو کیونکہ یہ قر آن کا حکم ہے:

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا استَطَعُتُم مِّن قُوَّةٍ ﴾ [الانفال: ٢٠٨] ﴿ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعَت عَلَى ال

مطابق قوت جمع کر کے تیاری کرو۔''

لیکن سائنسی ترقی میں کافروں پر برتری حاصل کرنے تک بیٹے رہنایا کافروں کی غلامی قبول کر لینایا اسے ہی غلبہ ونصرت کا بنیادی سبب سمجھنا، یہ بھی اسوہ رسول مطنظ آتے ہوئے ممل صحابہ و گفائیت ہے خلاف ہے جس کی تفصیل ہم آگے پیش کریں گے۔اس طرح ہم یہ بھی نہیں کہنا چاہتے کہ تمام دینی وجہادی جماعتوں کی تمام پالیسیاں سوفیصد درست ہیں اوران میں کسی غلطی کا احتمال نہیں۔ایسا یقیناً نہیں ہوسکتا لیکن ہم زیر نظر تحریر میں صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ لبرل لوگ یا بعض مخلص دینی ساتھی موجودہ حالات کے ضمن میں جوبھی وجوہات یا ملاحظات واعتراضات پیش کررہے ہیں، ان میں کوئی



ایک بھی الیی بات نہیں جوان حالات کا اصل سبب ہواور جس کے تدارک کی صورت میں آئندہ ایسے حالات کے وقوع پذیر ہونے کی واقعی امید نہ رہے۔

سائنسی انقلاب کوسبب کہنے والوں کے دلائل:

اس ضمن میں تاریخ اسلام پرنظرر کھنے والے بعض مخلص لوگ بھی موجودہ حالات کا غلط تاریخی تجوید کرتے ہوئے میمسوں کرتے ہیں کہ جب سے ہم عسکری ٹیکنالوجی میں غیرمسلم اقوام سے پیچھے ہوئے،اسی وقت سے ہمارا زوال شروع ہوگیا تھا۔اس سلسلے میں وہ اینے تنین کچھ ٹھوس دلیلیں بھی دیتے ہیں۔مثلاً ان کا خیال ہے کہ برصغیر میں مغلوں کا زوال ہی اس وجہ سے شروع ہوا کہان کی ہم عصر غیرمسلم اقوام ایجادات و اختراعات میں تر قی کررہی تھیں۔ جنگی میدان میں بھی وہ تو یوں ،گنوں اور بموں کی صورت میں جدید ہتھیا راستعال کررہے تھے جبکہ مغل حکمران ابھی تیر وتلواریر ہی قناعت کیے ہوئے تھے۔ان کی تیاریاں بڑھتی جارہی تھیں ۔وہ زمین سے فضا تک کی تسخیر میں منہک تھے۔ایسے میں عصری سائنسی انقلاب سے بے نیاز مسلمان حکمران ان کے آگے کیسے ٹھہر سکتے تھے؟ چنانچہ انگریزوں کے مقابلے میں نہ صرف دنیا دار اور عیش پرست مغل حکمرانوں کی کچھ نہ چلی بلکہ بعد میں ٹیپو سلطان اور مجاہدین بالا کوٹ ایسے کٹر محبّ وطن اور مخلص ومتقی دیندار بھی اپنے تمام تر جذبہ ایمانی کے باوجود انہیں رو کنے میں کامیاب نہ ہوسکے ۔خلافت کابرائے نام کمزور ادارہ بھی اس انقلاب کے تھیٹروں کی تاب نہ لاکر بالآ خرز مین بوس ہو گیا اوراس وفت سے اب تک ہم اس لیے



مغلوب چلے آ رہے ہیں کہ سائنسی وعسکری میدان میں ہم ان سے بہت پیچھے ہیں اور جب تک ہم اس میدان میں سبقت حاصل نہ کریں گے، ہمارے اوپرظلم و ناانصافی کی اندھیری رات بھی نہ ٹل سکے گی۔اس لیے اصل اہمیت ٹیکنالو جی میں ترقی کی ہے ورنہ ہم چاہے کتنے ہی مخلص ومتقی لوگ کا فروں کے سامنے لاکر کھڑا کردیں تو محض ان کا تقویٰی ودینداری ہمیں نہ پہلے بھی بچاسکی ہے نہ آئندہ بچاسکے گے۔

تاریخ سے ان دلائل کارد:

یہ موقف رکھنے والے بھائیوں کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں، ذراایمانداری سے اپنی تاریخ کا جائزہ لیں۔ بتلایئے جب قرن اوّل ہی میں اسلام کا پھریرا آ دھی سے زائد دنیا پر لہرانے لگا تھا تو کیااس وقت ہم اسلحے اور ٹیکنالو جی کے لحاظ سے اپنی تمام ہم عصرا قوام سے سبقت حاصل کیے ہوئے تھے؟ کوئی بھی اس کا جواب ہاں میں نہیں دے سکتا صورت حال تو بیتی کہ عالم اسلام جب پوری دنیا میں سپر پاور تھا، اس وقت بھی بہت سی جنگیں مسلمان نسبتاً اپنی کم تعداد اور کم وسائل کے ساتھ ہی لڑتے رہے لیکن پھر بھی کامیاب رہے۔

اسلام کے غلبے کی ابتدائی جنگ ہی ان حالات میں شروع ہوئی کہ مسلمانوں کے پاس لڑنے کے لیے نہ کوئی اسلحہ تھا نہ کوئی تیر، تلوار اور گھوڑے۔ تعداد میں بھی مسلمان کا فروں کے مقابلے میں ایک تہائی تھے۔ وسائل کے لحاظ سے کا فروں کے پاس ایک سو گھوڑے۔ کا فروں کے پاس ایک ہزار



اونٹ تھے تو مسلمانوں کے پاس صرف ستر۔ اکثر مسلمانوں نے اس حالت میں جنگ لڑی کہ ان کے پاس لڑنے کے لیے صرف ککڑیاں اور درختوں کی ٹہنیوں وغیرہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ لیکن اس قدر کم تعداد، کم وسائل اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے کا فروں سے کم تر اسلحہ کے باوجود دنیا نے دیکھا کہ مسلمانوں نے فتح پائی اور کا فرمند دیکھتے رہ گئے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کا مقابلہ پہلی بار وقت کی سب سے بڑی عسکری اور مادی قوت سے روم سب سے ہوا تو یہ جنگ پہلی جنگوں سے کس قدر مشکل تھی، اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک طرف مسلمان اس وقت کی سپر پاور سے ٹکرانے گئے تھے تو دوسری طرف خود مسلمانوں میں قط اور عسرت کا دور دورہ تھا، جس کی وجہ سے وسائل کی شدید قلت تھی۔ حالت یہ تھی کہ رسول اکرم طفی تھی کی طرف سے سامان سفر مہیا نہ شدید قلت تھی۔ حالت یہ تھی کہ رسول اکرم طفی تیا تہ نہو بہاتے واپس آ جاتے۔ قرآن کی طرف سے سامان سفر مہیا نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل ایمان حسرت و باس سے آ نسو بہاتے واپس آ جاتے۔ قرآن کی حمید نے اس حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینیا:

﴿ اِذَا مَآ اَتُوكَ لِتَحْمِلَهُمُ قُلُتَ لَا اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمُ عَلَيْهِ تَوَلَّوُا وَاعَدُهُمُ عَلَيْهِ تَوَلَّوُا وَاعَيْنُهُمُ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمُعِ حَزَنًا اللَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴾ وَ اللهِ بَهَ: ٢٩٧

''وہ آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں (جہاد کے لیے) سواری مہیّا کردیں تو آپ ملتے علیّے (مجبوراً) جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پا تا تووہ رنج وغم سے اپنی آئکھوں سے آنسو بہاتے

300000000000000



ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں (جہاد میں خود)خرچ کرنے کے لیے بھی پچھ میسر نہیں ۔''

غرض پیھی بے سروسامانی کی حالت اور چلے تھےسپر یاور کا مقابلہ کرنے ،کیکن چیثم فلک نے دیکھا کہ مسلمان جب جذبہ ایمانی سے سرشار ہوکرمیدان میں نکل کھڑ ہے ہوئے تووقت کی سیر یاور گیرڑ ثابت ہوئی اور وہ مقابلے کے لیے میدان میں آنے کی همت بھی نه کرسکیایسے کوئی ایک دو واقعات نہیں کہ جنہیں کوئی اتفاقات کہہ کرا نہیں نظر انداز کرتا ہوا آ گے گزر جائے، تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق ایسے ایمان افروز واقعات سے بھرایڑا ہے....غزوۂ احد میں سات سومسلمانوں کے مقابلے میں تین ہزار کفار تھے۔غزوۂ احزاب میں تین ہزار مسلمان اور دس ہزار کفار تھے۔غزوۂ خيبرمين چوده سومسلمان تھے جبکہ دس ہزار کفار تھے۔غزوۂ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں کے مقابلے میں دولا کھ کفار کالشکر صف آراء ہوگیا۔ ان تمام غزوات میں مسلمان نہایت کم تعداد کے باوجود مسلسل فتح یاب ہوئے۔ان غزوات میں وسائل جنگ کے مقابلے کا تو پیرحال رہا کہ کفارمسلمانوں کی نسبت تین ہزار گنازائد وسائل بھی لے کر آئے کین پھر بھی نا کامی ان کا مقدر تھہری جیسا کہ غزوہ احد میں کا فروں کے یاس تین ہزار اونٹ تھے جبکہ مسلمانوں کے پاس ایک اونٹ بھی نہ تھا۔اس طرح تعداد میں بھی وہ اسغز وہ میںمسلمانوں سے چھاسٹھ گنا زیادہ تھےلیکن پھربھی ان کی کچھ نہ چلی۔

300000000000000



قلت وسائل وتعداد زوال كاسببنهين:

مسلمانوں کی قلت وسائل و تعداد ایک اور پہلو سے بھی قابل توجہ ہے۔مسلمان جب بوری د نیا پر چھا گئے ،ان کی قوت و ہیت کے آ گے کسی کودم مارنے کی ہمت بھی نہ رہی، عرب سے لے کر ایران، عراق ، ہندوستان اور شام و افریقہ سے سپین و ا ندلس، پر نگال ،اٹلی ،سلی اور فرانس تک بڑی سے بڑی قوت نے ان کے آ گے سر تشلیم خم کردیا، تب بھی وہ کفار کے مقابلے میں کہیں بھی کوئی معر کہ ہوتا توعمو ماً وہ چربھی نسبتاً کم تعداداور کم وسائل کے ساتھ ہی معرکہ آراء ہوتے حالانکہ اب انہیں افرادی قوت اور وسائل کی کوئی کمی نہ رہی تھی۔ وہ جتنا اسلحہ اور تعداد حیاہتے ،میدان جنگ میں جھونک سکتے تھے کیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے زیادہ تعداد اور زیادہ وسائل کے ساتھ جنگ جیتنے کواینے مزاج اور اپنی شان کے ہی خلاف بنالیا۔ان کے نزدیک زیادہ قوت و تعداد کے ساتھ جنگ جیت لینا کوئی کمال نہ رہا وہ کافروں پر ہمیشہ یمی ثابت کرتے رہے کہ دیکھوہم نے اس قدر کم تعداد کے باوجود بھی تم پرغلبہ حاصل کرلیا ہے تو یقیناً اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اللہ کی نصرت ہمارے ساتھ ہے، اللہ پر ہمیں کامل ایمان و جروسہ ہے اور صرف اسی کے نتیج میں تم شکست سے دوحیار ہوتے ہو کفار اگر اسلام میں جوق درجوق داخل ہوئے تو وہ صرف اسی بات سے متاثر ہوکر ہوئے تھے ۔ورنہ مسلمان اپنی زیادہ تعداد وقوت کے ساتھ انہیں مغلوب تو كرليتة ليكن وه اسلام سے متاثر نه ہوسكتے اور نه انہيں اس بات كالبھى يقين آتا كه



اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ دوسری طرف مسلمان زیادہ تعداداور کم قوت کے حصول کے چکر میں پڑ کر جہاداور شہادت سے جی چرانے لگتے۔ چنانچ مسلم جرنیلوں نے بھی بیرحالات پیدانہ ہونے دیے۔

جب قلتين كثرتون برغالب آئين!

اندلس کی فتح کاراز:

سیدناعمرفاروق والیون کے عہد میں ریموک کے میدان میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جو تاریخی معرکہ ہوا، اس میں مسلمانوں کی تعداد صرف تمیں ہزار اور رومیوں کی تعداد دولا کھتی ۔ اس جنگ میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے جبکہ رومیوں نے ایک لاکھ سپاہیوں کی ہلاکت کے ساتھ شکست فاش کھائی ۔ طارق بن زیاد مطلبی نے جب جبرالٹر کے مقام پر اندلس میں اپنے اشکر کو اتارا توراڈرک مقابلے میں ایک لاکھ فوج جبرالٹر کے مقام پر اندلس میں اپنے اشکر کو اتارا توراڈرک مقابلے میں ایک لاکھ فوج کے کر آیا جو کیل کا نئے سے مکمل لیس تھی جبکہ مجاہدین کی تعداد صرف سات ہزار تھی ۔ دوسری طرف طارق نے کشتیاں جلاکرا پی فوج کی واپسی کے راستے بھی مسدود کردیے تھے۔ نہ کوئی بھا گئے کا راستہ تھا نہ کہیں سے کمک آنے کی امید ۔ حالانکہ طارق خلیفہ وقت سے جس قدر بھی لشکر اور قوت چا ہتا، اسے فراہم ہو سکتی تھی کیکن طارق اپنی خشر لشکریوں اور مختصر و سائل کے ساتھ لڑا۔ ویسے نبی طبیعی کی یہ حدیث بھی ان کے پیش نظر تھی کہ زیادہ سے زیادہ بزار مسلمانوں کی تعداد کا فروں کے بڑے سے کے پیش نظر تھی کہ زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار مسلمانوں کی تعداد کا فروں کے بڑے سے



بڑے لشکر کو بھی شکست دینے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ طارق بڑسٹی پینے اپنے فوجیوں کو یادگار خطاب کرتے ہوئے بیتاریخی الفاظ کہے:

'اللہ کی قتم! صرف پامردی اور استقلال ہی میں نجات ہے، اگر یہ دونوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بزدلی ، کا ہلی، ستی ، نامردی ، باہمی اختلاف اور غرور کے ساتھ کثرت تعداد کوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتی خبردار! ذلت پرراضی نہ ہونا اور اپنے آپ کورشمن کے حوالے نہ کرنا۔ اللہ تعالی نے مشقت و جفاکشی کے ذریعے دنیا میں تمہارے لیے جوعزت وشرف اور راحت اور آخرت میں شہادت کا جو تو اب لکھا ہے، اس کی طرف بڑھو، اللہ کی پناہ اور جمایت کے باوجوداگر تم ذلت پر راضی ہوگئے تو بڑے گھاٹے میں رہوگے ۔ دوسرے مسلمان تمہیں الگ برے الفاظ سے مادکر س گے۔'

طارق بن زیاد مرسی ہے عزت و کامیابی کا جوراستہ دکھایا، وہ آج بھی ہمارے
لیے رہنماہے۔اس نے رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو بتادیا کہ حق کی راہ میں قلت
وسائل و تعداد کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔اصل چیز ہمارا باہمی اتحاد اور اللہ پر کامل بھروسہ
ہے۔ یہ نعمت اگر موجود ہے تو ہم بہت تھوڑے وسائل کے ساتھ بھی کفار کے بڑے
سے بڑے کشکر کوشکست سے دوچار کر سکتے ہیں اور اگر باہمی اتحاد نہیں تو پھر ہم جس
قدر بھی قوت اور تعداد کے ڈھیر اکٹھے کرلیں، ان کی حیثیت خس و خاشاک سے زیادہ



کچھ نہ ہوگی ۔اس اصول کو تمام مسلم جرنیلوں نے مشعل راہ بنایا۔

محمدا بن قاسم کی سندھ پر ملغار:

محمد بن قاسم رُطِن ہے مقابے میں راجہ داہر چالیس ہزار کا لشکر جرار لے کرآیا لیکن مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف پندرہ ہزارتھی اوراسی کم تعداد کے ساتھ مسلمانوں نے راجہ داہر کی فوج کو شکست دی اور خود راجہ داہر بھی مارا گیا۔ قتیبہ بن مسلم رُطِن پی پورے وسط ایشیا کو تسخیر کرتا ہوا چین تک پہنچا اور خاقان چین کے بھتیج کی قیادت میں لڑنے والے دولا کھ کے چینی لشکر کو بڑی کم تعداد کے ساتھ شکست دی اور خاقان چین کو بالآخر جزیہ دینے پر مجبور کردیا۔ الپ ارسلان رُطِن پی نیدرہ ہزار فوج کے ساتھ قیصر روم ارمانوس کے تین لاکھ کے لشکر جرار کو عبر تناک شکست سے دو چار کیا اور خود قیصر روم بھی گرفتار ہوا۔

اندلس کے زوال کے شروع میں بھی بیہ حالت تھی کہ جب فرانس اور پر تگال کی سر پرستی میں اردگرد کے عیسائیوں کی چیرہ دستیاں بڑھیں تو مسلمانان اندلس نے شالی افریقہ کے اس وقت کے سالار یوسف بن تاشفین بڑھئی ہے مدد کی درخواست کی ۔ وہ ۱۸۸۲ء میں بیس ہزار فوج کے ساتھ اندلس میں آیا تو مقا بلے میں الفانسوششم ساٹھ ہزار سیابی لے کر آیا۔ یوسف بن تاشفین بڑھئی ہے نے اس کی فوج کو بری طرح کچلا اور الفانسوخود بھی زخم جاٹا ہوا میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

>00000000000000000



صلیبی جنگ کس نے جیتی؟

صلاح الدین ایو بی برطنی یے خلیفہ وقت اور عالم اسلام کے دیگر حکمرانوں کی کسی مدد واعانت کے بغیرتن تنہا پورے یورپ کے ٹڈی دل صلیبوں کے لشکر یوں کا مقابلہ کیا، پہلی صلیبی جنگ میں چھینا ہوا بیت المقدس ان سے واگز ارکرایا اور کافروں کے حوصلوں کو ایسا بیت کیا کہ پھر وہ گزشتہ بیسویں صدی تک مسلمانوں سے بیت المقدس نہ چھین سکے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ جب مسلمان اکثر کم تعداد، کم وسائل اور کم تر شینالوجی کے باوجود بھی غالب رہے تو پھر ان کے زوال اور شکست کی کیا وجوہات رہیں؟

زوال امت کے اسباب

🛈 غداری:

ان واقعات کے تناظر میں ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب یقیناً بہت سے ہوں گے اور ہوسکتے ہیں کین ہماری نظر میں مسلمان جب بھی زوال اور ناکامی کا شکار ہوئے تو اس کی ہمیشہ ایک بڑی اہم اور بنیادی وجہ رہی اور وہ مسلمانوں میں باہمی اتحاد کا فقدان ، باہمی کشت وخون اور غداری ہے۔ اس بنیادی سبب کوہم عملاً شاید اس قدر اہمیت نہیں دیتے لیکن اب ہم یہ بات بھی تاریخی نظائر



ہے ہی ثابت کریں گے کہ مسلمانوں کی تناہی میں باہمی مناقشت اور غداری نے ایک بنیادی کردارادا کیا ہے۔ آج ہم موجودہ حالات کی وجہ عالم اسلام کی کم تر سائنسی ترقی قراردیتے ہیں یا دینی و جہادی جماعتوں کی بعض تنظیمی یالیسیوں کومورد الزام گھہرا کر اینے آپ کومطمئن کررہے ہیں لیکن ہم تاریخی حقائق کے ساتھ بات کرکے ثابت کرتے ہیں کہ اگرتمہارے نزدیک یہی وجوہات ہی عالم اسلام پرموجودہ ابتلاء کا نتیجہ ہیں تو پھر ذراا بنی تاریخ میں جھا نک کر ہتلا ہے کہ مسلمانوں پرایسے بھی مواقع آئے کہ جب وہ طاقت وتعداد اور وسائل ہر لحاظ سے کا فروں پر برتر تھے ۔ یہاں تک کہ ایک موقع بروہ پوری دنیا پرغالب تھے، ہرطرف ان کا طوطی بولتا تھا، وہ بلاشرکتِ غیرے دنیا کی سیریاور تھے کیکن پھرآ نا فانا ایسا ہوا کہ مسلمانوں کی بیساری ہیت ناک طافت تا تاربوں کے ایک ہی ہتے میں ہوا ہوگئیمسلمانوں کا دارالخلافہ اور دارالقو ۃ بغداد کسی مرگھٹ کا منظر پیش کرنے لگا۔ دریائے فرات لاکھوں مسلمانوں کے خون سے کئی دن تک سرخ رہا۔ دنیا کوفکر و فلسفہ اور سائنس کی عالمانہ رہنمائی دینے والی ان کی لاکھوں کتابیں دریابرُ د ہوگئیں اور انہیں کوئی چیز بھی اس نتاہی سے نہ بچاسکی۔ حالانکہ اس وقت مسلمانوں نے خلیفہ کی موجودگی اور سر پرستی کے ساتھ جہاد بھی کیا۔کسی طاغوتی اور کافرنوازمسلم حکمران سے وہ کوئی تعاون بھی حاصل نہ کررہے تھے اور نہ کوئی كافريا كثه يتلى مسلمان حكمران انهيس استعال كرريا تقاجس كانتيجهان المناك حالات كو قرار دیا جاسکتا۔اس کے باوجودمسلمان اتنی عبرتناک شکست سے دوحیار ہوئے جس کی



پہلے اور بعد میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کیا ہمیں معلوم ہے، اس وقت اس سانحہُ عظیم کی وجہ کیاتھی؟ اس وقت ہم غیر مسلم دنیا سے سائنسی ترقی میں آ گے نہیں تو کم از کم پیچھے بھی نہیں تھے بلکہ سبقت کی پوزیشن میں آ رہے تھے لیکن مادی و اقتصادی اور عسکری طور پر بہر حال ہم ساری دنیا پر غالب تھے۔

بغداد کی شکست اور غداری:

پھر آخر یکا یک اتنی بڑی طافت اتنی آ سانی سے شکست کھا کر تباہی و ہر بادی سے کسے دوچارہوگئ ؟ بہت سے لوگوں کو یہ وجہ معلوم ہے کہ ہلاکو خان کو بغداد پر حملے کی دعوت خود خلیفه مستعصم باللہ کے وزیر ابن علقمی نے دی۔ اس نے محض اینے مسلکی اختلاف کے تعصب میں پورے عالم اسلام کو داؤیر لگا دیا۔ اس وقت عالم اسلام ایک سپریاور تھا لیکن جب اپنوں نے غداری کی توسیریاوری بھی دھری کی دھری رہ گئی۔ کتابوں میں یہ بات بھی ریکارڈ پرموجود ہے کہ ہلاکوخان اپنی تمام تر وحشیانہ طاقت کے باوجود ڈرتا تھا کہ مسلمانوں کے اس دارالخلافہ اور خلیفہ مسلمین کے خلاف فوج کشی کرنے پر کہیں اس پر کوئی شامت نہ آ جائے کیکن خواجہ نصیر الدین طوسی نے ہلا کوخان کی بیہ کہہ کرہمت بندھائی کہ جب پیغمبروں کے قتل اور شہادت حسین رخالٹیۂ سے کچھ نہ ہواتو عباسی خلیفہ کے قتل سے کیا ہوگا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ پھرمحض اپنوں کی غداری کے طفیل گیدڑ دشمن بھی شیر بن گئے اورمسلمانوں کے قتل عام کے لیے ان کا سارا ڈراورخوف دور ہوگیا ۔

30000000000000



اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یمی غداریاں ہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کوشروع سے لے کر آج تک قدم قدم پر نقصان عظیم سے دو چار کیا۔ جب ہم اپنے ذاتی ، مالی ، مسلکی ، علاقائی ، لسانی اور کرسی کے مفادات کے لیے اندھے بن جاتے ہیں تو پھر تباہی و شکست ہمیشہ ہمارا مقدر بنتی ہے۔ ان مفادات و تعصّبات کا شکار ہوکر جب ہم غداری کرتے ہیں تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم اپنے وشمنوں سے کس قدر طاقتور یا کمزور ہیں۔ غداری ایک ایسا شعلہ ہے جو بظاہر بہت چھوٹا ہوکر بھی بڑی بلندو بالا اور مضبوط عمارت کو جلا کر فاکستر کردیتا ہے۔

محربن قاسم سے غداری:

تاریخ میں کوئی ایک واقعہ نہیں ، بے شار واقعات اس بات کی تائید میں شہادت دیتے ہیں۔ محمد بن قاسم جب پورے سندھ کوفتح کرتا ہوا ملتان تک پہنچ گیا اور قریب تھا کہ سارا برصغیراسی وقت مسلمانوں کے زیرنگیں آ جاتا کہ خلیفہ کوقت نے محض خاندانی اختلاف اور عناد کی بنا پرمحمد بن قاسم کومعزول کرکے واپس بلا لیا اور بی عظیم جرنیل جس کی سیرت اور کردار سے ہندواس قدر متاثر تھے کہ وہ اسے دیوتا اور نجات دہندہ سمجھ کر اس کا بت بناکر پوجنے لگے تھے، کین اپنوں نے اس کا بیصلہ دیا کہ وہ جیل میں ہی گل سر کراللہ کو پیارا ہوگیا۔ کیا آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد بن قاسم کی پالیسی میں کوئی غلطی سمحمد کی تاریخ جہادی تنظیموں اور طالبان میں غلطیاں ڈھونڈ نے والے بتا کیں کہ اس وقت



محمد بن قاسم سے کیا قصور سرز دہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ کافروں کےخلاف جہاد کرنے والے اللہ کے ان مخلص بندوں، جہادی جرنیلوں اور جہادی جماعتوں سے بھی کوئی بڑی بنیادی غلطی نہیں ہوئی۔ انہوں نے دشمن کے بڑے سے بڑے اسلحہ سے بھی مار کھائی نہ قلت تعداد سے انہیں شکست ہوئی اور نہ ہی وسائل کی کمی انہیں کوئی نقصان پہنچا تو صرف اور صرف اپنوں کی غداری کے صدقے بہنچا سکی۔ انہیں جب بھی نقصان پہنچا تو صرف اور صرف اپنوں کی غداری کے صدقے ہی ملا اور وہ بھی اس حالت میں جب وہ طاقت میں بھی دشمن سے زیادہ ہوتے ہی ہمیں اپنوں نے لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا ہمیری کشتی وہاں ڈوئی جہاں یانی کم تھا

تیر کھا کے دیکھا جو کمیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئ اندلس وافریقہ کی شکست اورغداری:

اپنوں کی غداری کے بیہ سیاہ اوراق تاریخ میں جابجا بھرے پڑے ہیں۔ طارق وطنظیبہ بن زیاداورموسی وطنظیبہ بن نصیر پورے شالی افریقہ اور اندلس کوروندتے ہوئے بورپ کو پامال کرنے ہی گئے تھے کہ دربار خلافت سے ان کی واپسی کے احکامات آگئے۔ اس وقت خلیفہ ولید بن عبدالملک مرض الموت میں تھا۔ ولید اپنے باپ کی وصیت کے برعکس اپنے بھائی سلیمان کی بجائے اپنے بیٹے کو جانشین بنانا چا ہتا



تھا۔ جاج بھی اس کا حامی تھا لیکن وہ یہ کام انجام نہ دے سکاچنانچے سلیمان نے برسرافتدار آ کر جاج کے بھیجے ہوئے تمام جرنیلوں اور عماّل کو معزول کر دیا۔ محمد بن قاسم کے علاوہ ان میں موئی بن نصیر بھی شامل تھے۔ انہیں بھی کافی عرصہ جیل میں ڈالا گیا اور پھر رہائی کے بعد اس عظیم جرنیل کی باقی زندگی غربت وافلاس میں بسر ہوئی۔ موئی بن نصیر سپین کی کامیاب فتح کے بعد فرانس اور پھر اٹلی پرفوج کشی کرنا چاہتا تھا تا کہ اس ست سے حملہ کر کے مسلمانوں کی حریف رومی حکومتوں کو تباہ کیا جاسکے ۔

مگر اے بیا آرزو! کہ خاک شد

ا پنوں کی مہر بانیوں نے اس کی نوبت نہ آنے دی اور ہم یورپ کی تسخیر کے اس تاریخی موقع کو پھر بھی بھی حاصل نہ کر سکے۔

غرناطه کی شکست اور غداری:

۱۳۲۷ء میں غرناطہ کا فرما نرواابوالحن علی اندلس کو عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی دستبرد سے بچانے کی کوششوں میں مصروف تھا کہ اس کے اپنے بیٹے ابوعبداللہ نے غداری کرکے ملت کی لٹیا ڈبو دی۔ وہ فرڈی نینڈ سے مل گیا اور اس کی مدد سے خود غرناطہ پر قابض ہوگیا۔ غرناطہ کے گلی کوچوں میں مسلمانوں کی تلواریں کلرانے لگیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرڈی نینڈ نے الورا، رونڈا، ملاغہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اب صرف غرناطہ کا شہر ہے گیا تھا جو کھ بیٹی ابوعبداللہ کے پاس تھا۔ فرڈی نینڈ نے اسے بھی اپنے حوالے کرنے کا حکم دے دیا۔غدار ابوعبداللہ کی اب جا کرآ تکھیں



کھلیں لیکن اب سب پچھ بے سود تھا۔ مسلمان اس بری طرح سے وہاں کاٹے گئے کہ اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ سینکڑوں اہم اور ممتاز مسلم شخصیات کو بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ کرصلیبیوں کے حوالے کیا گیا اور بعد میں بیچے کھیچے مسلمانوں کو آ ہستہ آ ہستہ مکمل عیسائی بننے پر مجبود کردیا گیا۔ بیغداری کا نتیجہ ہے کہ ماضی کی اس عظیم مسلمان سلطنت میں آج ایک بھی مقامی مسلمان کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔

ٹیپوسلطان کی شکست اور غداری:

ٹیپوسلطان کے ساتھ ہونے والی غداری سے ہمارے ہاں کوئی بے خبر نہیں۔ میر جعفر اور میر صادق کی غداری سے انگریزوں کے خلاف بیر آخری مضبوط بندتھا جوٹوٹ گیا اور پھراس سیلاب کوروکناکسی کے بس میں ندر ہا۔

مجامدین بالا کوٹ کی شکست اور غداری:

مجاہدین بالاکوٹ کی تحریک اپنے اسلامی طریقہ کار، اثرات اور انجام کے لحاظ سے ہمارے لیے اپنی اسلامی تحریک پہلی اسلامی تحریک سے ہمارے لیے اپنی اسلامی تحریک ہما اسلامی تحریک ہما تعت رکھتے ہیں ۔اس کا مطالعہ ہمیں خصوصی طور پر کرنا چاہیے، دونوں ہی نے غیر حکومتی سطح پر اسلام کی نشاق ثانیہ کے کام کا آغاز کیا منجی، مقاصد اور طریقہ کار کے عکومتی دونوں میں کوئی بڑایا بنیادی فرق نظر نہیں آتا۔ کتاب وسنت کی بنیاد پر دعوت وجہاد کو ہی انہوں نے اپنی تحریک کا محور بنایا۔ توحید کی دعوت، سنت کا احیاء،



بدعات کا استیصال اور معاشرے میں پھیلی ہوئی غیر اسلامی رسوم کی اصلاح کوانہوں نے اپنامدف بنایااور پھرغیرمسلموں کے ہاتھوں جکڑے اور یسے ہوئے مسلمانوں کو جہاد کے ذریعے آزاد کروا کر اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کے نفاذ کو دونوں نے اپنا سب سے بڑا نصب العین مظہرا یا۔ مجامدین بالا کوٹ نے اس وقت اینے کام کا آغاز کیا جب پنجاب اور سرحد کے اکثر علاقے سکھوں کے شکنج ُ ظلم میں کے جاہیکے تھے۔مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کیاجانے لگا تھا۔سرعام اذان دینے پر بھی پابندی لگادی گئی تھی اور اکثر مساجد کو اصطبل بنادیا گیا تھا۔ باقی علاقوں میں انگریز سامراج اینے نایاک قدم بڑھا رہا تھا۔ ان حالات میں مجاہدین بالاکوٹ نے ہندوستان کے اندر مسلمانول میں دعوت و اصلاح اور بیداری کا کام شروع کیا جبکه آزاد سرحدی اورقبائلی علاقہ جات سے سکھوں اور انگریزوں کے خلاف عملی طور پر جہاد شرع کردیا گیا۔ اب تک سمجھا جاتا تھا کہ مسلمانوں نے جنگ اور جہاد میں جو تاریخی کامیابیاں حاصل کی ہیں تو یہ صرف حکومتی سریرستی کے منتیج میں ممکن ہوئی ہیں کیکن مجاہدین بالاكوث نے این عمل سے ثابت كرديا كه بيكا فروں كى خام خيالى ہے۔اصل چيز يہلے بھی اوراب بھی جذبہ ایمان وجہاد ہی ہے۔اگر پیجذبہ زندہ ہے تو کسی حکومت کی مدد کے بغیر بھی مسلمان غالب آ سکتے ہیں لیکن یہ جذبہ اگر مرجائے تو دنیا میں چاہے مسلمانوں کی 51سے زائد حکومتیں بھی بن جائیں ، چاہے ان کے پاس تیل کی دولت سے لے کر دنیا کے جدیدترین ہتھیارایٹم بم اور بڑے سے بڑے میزائل تک موجود ہوں اور چاہے ان کی آبادی بھی اربوں سے تجاوز کرجائے لیکن اتنے وسائل اور اتنی



تعداد کے باوجود دنیا میں پیفلام کے غلام ہی رہیں گے۔ کا فرطاقتوں کے ایک فون پر ان کی پالیسیاں آن کی آن میں بدل دی جائیں گی اور بیاف بھی نہ کرسکیں گے۔ مجاہدین بالاکوٹ جذبہ ایمان کے ساتھ اٹھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سکھوں کی دہشت گردی سے جنم لینے والی رنجیت سنگھ کی بظاہر بڑی مشخکم حکومت کے درود یوار ہل گئے۔ خیبر سے لے کرامب ، ہزارہ ، کاغان ، شنکیاری اور پیثاور سے لے کرمظفر آباد تک كاعلاقه مجاہدین كى عملدارى میں آگیا۔ بالائي ہزارہ میں فتح گڑھ كانام بدل كراسلام گڑھ رکھ دیا گیااوراہے دارالا مارت بنا کریہاں با قاعدہ اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی گئی۔تمام اسلامی حدودوتعزیرات نافذ کردی گئیں اور ہر علاقے کے لیے عاملین ز کو ق وعشر بھی بنادیے گئے۔ مجامدین نے ثابت کردیا کہ کم تعداد اور وسائل کے باوجود اگر جذبہ ٔ جہاد وایمان مشحکم ہوتو مسلمان پھر بھی غالب آ سکتے ہیں۔اس کے لیے پہلے ہرصورت حکومت کا موجود ہونایا قائم کرنا ضروری شرط نہیں بلکہ پیحکومت بھی کا فروں کے خلاف جہاد کے نتیجہ میں بالآ خر قائم ہوجاتی ہے اور مجاہدین نے عملاً میہ کام کرکے د کھایا۔انہوں نے پہلے سکھوں کوشکست دی اور پھرانگریزوں کی اس طاقت سے ٹکرائے جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ان کی سلطنت میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ سکھوں کے معاملے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ مجاہدین کی طرح کی ایک روایتی طاقت تھے، اگر چہ سکھ ایک با قاعدہ فوج اور وسیع حکومت کے تحت تھے اور مجاہدین کی کوئی با قاعده فوج نه تقی، حکومت بھی بنی تو کافی عرصه بعد اور وہ بھی تھوڑی مدت تک قائم رہی،اس لیے سکھروایت اور قدیم طرز کی طاقت ہونے کے باوجود مجاہدین سے دنیاوی



لحاظ سے ہرصورت برتر تھے لیکن انگریز تو مجاہدین کے مقابلے میں وقت کی ایک جدیدترین طاقت تھے۔اس کے باوجود انگریزوں نے بھی کئی باران ہی مجاہدین کے ہاتھوں شکست کھائی۔

امبیلا کی تاریخی اور آخری جنگ میں انگریز فوج اینے تمام لا وَلشکراور ہلاکت خیز ہتھیاروں کے ساتھ دوماہ تک پہاڑوں جیسے حوصلے کے مالک مجامدین اور ان کے اتحادی قبائل سے ٹکراتی رہی لیکن اسے اس قدر ہزیمت ملی کہ برطانوی فوج کوشاید ہی کسی اور جنگ میں اس قدر ملی ہو۔ وہ مجاہدین کے مرکز ملکا تک پہنچ کراس کا نام ونشان مٹادینا حاہتے تھےلیکن مجاہدین اور قبائل کا اتحاد ان کے نایاک عزائم کے سامنے سیسہ یلائی ہوئی دبوار بن کر کھڑا ہوگیا۔انگریزوں نے کئی راستے بدل کر ملکا تک پہنچنا جاہا کیکن ہرطرف پہاڑوں سے سرٹکرانے کے سواا نہیں کچھ نہل سکا۔مجامدین صرف پندرہ سوله سوتھے البتہ قبائل کی انہیں مکمل معاونت حاصل تھی جبکہ انگریزی فوج کس قدر طانت اور تعداد کے ساتھ حملہ آ ورتھی اس کا اندازہ اس سے لگا ئیں کہ ابتدا میں کل فوج پانچ ہزار، ایک سوپیادہ سپاہیوں ، دوسوسواروں اور دوسواسی توپ خانے پر مشتمل تھی۔ 8 نومبر۱۸۹۳ء تک بیرحالت ہوگئ کہ جزل چیمبرلین مزید کمک کے لیے تار پر تاردے ر ہا تھا اور پنجاب اور سرحد کی حیصاؤنیوں میں سے دن رات فوجیں جیسجی جارہی تھیں۔ بقول آبادشاه بوری پنجاب کی فوجی چوکیاں سب کی سب خالی ہو پیکی تھیں اور حکومت پنجاب وائسرائے کی حفاظتی فوج کے ایک جھے کی خدمات حاصل کرنے پر مجبور ہوگئ

تھیانگریزی فوج کی حالت روز بروز زبوں تر ہوتی جاتی تھی۔فوج پر فوج بھیجی جارہی تھی حتی کے وسط نومبر تک پنجاب کی چھاؤنیاں خالی ہو پچکی تھیں اور میاں میر کے کمانڈنگ آفیسر کو گورز کے لیے ۲۴ حفاظتی سپاہیوں کی گارد کا انتظام کرنا مشکل ہوگیا تھا۔

قارئين كرام! ييتى مجامدين كي صورتحال جونه صرف ابھي كسي منظم حكومت اور با قاعدہ فوج کی صورت میں نہ تھے بلکہ ان کے پاس زیادہ تر اسلح بھی روایتی اور قدیم طرز کا تھا، وہ تلواروں ،کلہاڑیوں ، نیزوں اور گنڈ اسوں سے جاں سیاری کی مثال قائم کررہے تھے۔ بندوقیں بہت کم لوگوں کے پاس تھیں اور وہ بھی توڑ ہے دار چھماقی بندوقیں جبکہ مقابلے میں وقت کی ایک سپر یاور تھی۔ انگریز وقت کے جدید ترین ہتھیاروں ،رائفلوں اور تو پوں سے مسلح تھے لیکن پھر بھی اس سپر پاور کا بیرحال ہوا کہ مجاہدین نے اسے ناکول جنے چبوانے پرمجبور کر دیا۔ کیا ہمیں معلوم ہے کہ برطانیہ جیسی طاقت اتنے کم مایہ مجاہدین کے ہاتھوں اتنی ذلیل کیسے ہوئی؟اس کی وجہ صرف اور صرف بیتھی کہ مجاہدین کے ساتھ تمام قبائلی مسلمانوں نے بھی مکمل بیجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کیا۔اس سے پہلے بھی مختلف معرکوں میں جب تک مجاہدین اور قبائلی مسلمان متحد ہوکرلڑتے رہے، انہیں کوئی بڑی سے بڑی طاقت شکست نہ دے سکی لیکن جوں ہی مسلمان آپس میں غداری کرتے ، سارا نقشہ بدل جاتا۔ فتوحات ذلتوں اور پسیائیوں میں بدل جاتیں اور غیرمسلموں کے جبر وظلم کا اقتداران پرسابیگن ہوجا تا۔



مجاہدین تو شہادتوں کو سینے سے لگا کر کم از کم اللہ کے ہاں سرخرو ہوجاتے لیکن غداری كرنے والےمسلمان بالآخر برے انجام كا شكار ہوتے۔ نہ دنیا میں ان كی كوئی عزت رئتی نہ آخرت میں ۔ امبیلا کے اس تاریخی معرکے میں کہیں تو بیصور تحال تھی کہ مجاہدین اورمسلمانوں کے اتحاد کے آ گے برطانوی ہند کی ساری فوج بھی ناکام ہوگئ تھی۔ وہ اینے سے دس گنازا کردشمن کے بھی دانت کھٹے کررہے تھے لیکن پھر آخر کار کافرول نے مجاہدین کوشکست دینے کے لیے وہی پرانانسخہ استعال کیا کہمسلمانوں میں نفاق ڈال دیاجائے ۔ان کے اندر سے ہی غدار تلاش کیے جائیں ۔مجاہدین اگر چہاس دفعہ بڑی ہوشیاری سے کافروں کے اس پرانے حربے کو ناکام کرتے آ رہے تھے لیکن آخر کہاں تکمیم وزر کی چک نے بالآ خرکی قبائلی سرداروں کی آئکھوں کوخیرہ کردیا۔ پہلے بھی وہ اس طریقے سے کئی بار قبائلی خوانین اور سر داروں کوخرید کرمجامدین کو کافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ دولت کے لالجے میں آ کران قبائلیوں نے مجاہدین کو پکڑ کیڑ کر انگریزوں کے حوالے کیا تھا۔ ایک موقع پر پوراکشمیر بھی گلاب سنگھ ڈوگرہ سے مجامدین کے ہاتھ آ رہا تھالیکن انگریزوں نے کشمیر کےمسلمان گورنرامام الدین کو شیشے میں اتارلیا اور یوں بیتاریخی موقع پھر بھی حاصل نہ ہوسکا۔اب بھی انگریزوں نے یہی آ زمودہ طریقہ استعال کیا۔انگریزوں نے قبائلیوں کو بیسے کے لالج کے علاوہ یقین دلایا کہ وہ صرف ہندوستان سے آنے والے ان مجاہدین کے مرکز تک پہنچنا حاہتے ہیں۔ وہ کسی قبیلے کو نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتے چنانچہ ان قباملی



سرداروں کو شیشے میں اتارنے کے بعد انگریزوں کے لیے مجاہدین کے مرکز تک پہنچنے کا راستہ کھل گیا۔ اس اثناء میں بونیری قبائل کا بڑا جرگہ پیٹاور کے کمشنر کے آستانے پر حاضر ہوا۔ وہ مجاہدین سے علیحدہ ہوجانے کی اچھی قیمت وصول کرنا جا ہتا تھا۔ لیکن انگریز جانتے تھے کہ فریق مخالف اگر ایک مرتبہ اپنے موقف سے ڈ گرگاجائے تو پھروہ تھی جم کر کھڑا نہیں ہوسکتا۔ پسائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ انگریزوں نے ان قبا کلیوں کی پیش کردہ شرا نظر مستر د کردیں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ غداروں کواپنی شرا نظایر نہیں،انگریزوں کی شرائط پر معاہدہ کرنا پڑا۔مجاہدین تک پہنچنے کی آڑمیں انہوں نے یہلے لالو کی بہتی پرشب خون مارا ور جارسوآ دمی ہلاک کردیے۔ پھرامبیلا کی بہتی کوآ گ لگادی۔ دوسوآ دمی زخی یا ہلاک ہوئے اور بول چروہ آ گے بڑھتے ہوئے مجاہدین کے مرکز ملکا تک پہنچ گئے۔ یہاں مجاہدین نے اگر چہ قربانی و سرفروثی کی عظیم مثالیں قائم کیں، وہ کٹ تو گئے کیکن اس معر کہ ہے مسلمانوں پر بیر ثابت ہو گیا کہ جب اپنے ہی غداری برتل جائیں تو پھرشکست سے بچنا ایک امر محال ہوتا ہے، چاہے ہم دشمن کے مقابلے میں کتنی ہی بڑی طاقت کیوں نہ لے آئیں لیکن اگرہم کافروں کے سامنے سب مسلمان ایک جان ہوکر کھڑے ہوجائیں تو پھر جاہے ہماری تعداد کتنی ہی کم اور اسلحہ بھی چاہے کتنا ہی کم تر ٹیکنالوجی کاحامل ہو، دشمن بھی ہمارے آگے نہیں تھہرسکتا.....اسی طرح بیجھی معلوم ہوا کہ کا فرمسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو ایک دفعہ جھکا لیتے ہیں تو پھر رہی بھی آئندہ بلیک میل ہی ہوتے رہتے ہیں اور انہیں کچھ ملنا تو دور



کی بات ہے، کافروں کی شرائط پر ہی معاہدے کرنا پڑتے ہیں جیسا کہ آج کل ہمارے جزل مشرف صاحب کی افغانستان میں خدمات کے عوض بش نے تعریفوں کے بل تو بہت باندھے لیکن عملی طور پرکوئی قابل ذکر ٹھوس مالی امداددی نہ ہی ایف 16 کی غین کی ہوئی رقم یا پاکستان کی کشمیر سمیت کسی پالیسی اور مفاد کی جمایت کی گئی۔ وائے افسوس! تاریخ اسلام کے روز اوّل سے لے کر آج تک یہی واقعات اور یہی مثالیس بار بار دہرائی جارہی ہیں لیکن ہم پھر بھی ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔

طالبان کی شکست اور غداری:

آج طالبان کی حکومت کے خاتمے میں بھی غداری نے ہی سب سے بڑااوراہم رول ادا کیا۔اس کے بغیرامریکہ اپنی تمام تر طاقت کے باوجود کچھ نہ کرسکتا تھا جواس نے اب کرکے دکھایا۔امریکی حکام کے جب پاکسانی حکمرانوں کے بارے میں سید ریمارکس تھے کہ انہوں نے ہماری تو قع سے بھی بڑھ کر تعاون کیااور سے کہ ان کے تعاون کے بغیر وہ کچھ ممکن نہ تھا جو اب ممکن ہوا ہے تو خود افغانستان کے اندر جن افغانیوں نے غداری کی، اس کے تباہ کن اثرات کس قدر زیادہ ہوئے ہوں گے، اس کا ندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ واشنگٹن ٹائمنر نے اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا کہ امریکہ نے افغانستان کے گی در جن وار لارڈ زکوستر لاکھ ڈالر سے زائدر قم بطور رشوت دی۔ ذاتی اور علاقائی وگروہی مفادات میں ہم کس قدر اندھے ہوجاتے ہیں، اس کا اندازہ اس سے بھی لگائیں کہ جناب عطاء الحق قاشی کے مطابق شالی اتحاد کے ایک



کمانڈر نے افغانستان میں قید پاکستانیوں کی ایک لاٹ''ساٹھ لاکھ' روپے میں تھوک کے نرخوں میں خریدی اور پھر ایک ایک قیدی کوئی گئی لاکھ کے عوض ان کے ورثاء کے ہاتھوں پر چون میں فروخت کر کے گئی گنا زیادہ کمایا۔ غرض جب ہمارے اندر اپنوں کی غدار یوں کی میصور تحال ہوتو پھر ایسی قوم کو تو ایک معمولی طاقت بھی آسانی سے غلام بناسکتی ہے۔

🕑 بالهمى اختلاف:

ایک اور دلچیپ تاریخی تجزیه بھی میں قارئین کے گوش گزار کردینا چاہتا ہوں۔
تاریخ اسلام کا مطالعہ رکھنے والے اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مسلمانوں نے
کافروں کے ساتھ تو ہمیشہ حسن سلوک کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں۔ وہ چاہے طاقتور
اور غالب سے یامحکوم ومظلوم اور مقہور، کافروں کے ساتھ انہوں نے بدترین حالات
میں بھی ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت کم ولی بدسلوکی کی جیسی کافر ہمیشہ ماضی
سے لے کرآج تک موقع ملنے پر مسلمانوں کے خلاف کرتے آئے ہیں لیکن مسلمانوں
نے اپنوں کے ساتھ ایبا سلوک ضرور کیا جسے پڑھ کر رو تکلئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بنو

سوال یہ ہے کہ اگر ہم اپنا باہمی اختلاف ختم نہیں کر سکتے اور شاید یہ عملاً سوفیصد ممکن بھی نہ ہو، مختلف نظری اور تدبیری امور میں ہر قوم ، ہر جمعیت اور ہر شظیم میں اختلافات رہے ہیں اور رہیں گے۔لیکن کیا ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنی توقع

المحمول متوط كابل و بغداد من المحمول ا

بھی نہیں کر سکتے کہ جب مسلمانوں کے ایک گروہ، ایک تنظیم، ایک قوم یا ایک ملک کا مقابلہ کا فروں سے ہو تو کم از کم اس وقت اپنے اپنے اختلافات اور مفادات کو بھلا کر دشمن کے مقابلے میں کیجا ہوجا ئیں۔ کوئی میہ نہ سمجھے کہ میں اپنے بھائی کو کا فروں کے ہاتھوں مروا کریا انہیں کا فروں کے حوالے کر کے خود نیج جاؤں گا۔۔۔۔۔نہ اس کا ونیا میں فائدہ ہے نہ آخرت میں۔ کاش ہم اپنے نبی ملک آپیا کے اس فرمان کو ہی حرز جاں بنالیں جس میں آپ ملک آپیا فرمایا:

(ٱلْمُسُلِمُ ٱخُوالُمُسُلِمُ لَا يَظُلِمُهُ وَلَا يُسُلِمُهُ وَمَن كَانَ فِي حَاجَةِ وَمَن فَرَّجَ عَن مُسُلِمٍ كُرُبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنُهُ كُرُبَةً مِّن كُرُبَةً مِّن كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَن سَتَرَ مُسُلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقَيَامَةِ وَمَن سَتَرَ مُسُلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقَيَامَة)

[صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب لا یظم المسلم، حدیث: ۲٤٤٢]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پرظم نہیں کرتا اور نہ بی اسے کسی

کا فر کے حوالے کرتا ہے اور جوکوئی اپنے بھائی کی ضرورت میں مشغول ہو،

اللہ تعالیٰ خوداس کی حاجت پوری کرنے میں مشغول ہوتا ہے اور جوکوئی کسی

مسلمان بھائی کی تکلیف دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو قیامت کے

دن دور کرے گا اور جوکوئی مسلمان (کی برائی) کا پردہ رکھے گا، اللہ قیامت

کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔''

30000000000000



ہمارا آپس میں باہمی طور پر چاہے جتنا بھی اختلاف ہو، ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ کافروں کا باہمی اختلاف ہم سے زیادہ ہوتا ہے کیکن کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ جب بھی کوئی ایک کافر ملک مسلمانوں کے مقابلے میں آتا ہے توباتی کافرایخ تمام اختلاف بھلا کرمسلمانوں کے اس دشمن کا فر ملک کی پشت پر آموجود ہوتے ہیں۔

انڈیا اگر کشمیر برکوئی حق اور انصاف کی بات ماننے کو تیار نہیں تو کیا کسی بھی اور کافر ملک نے انڈیا کو اس کے ظلم و جبر سے باز رکھنے کی کوئی کوشش کی بلکہ الٹا وہ یا کتان کو بلیک میل کرنے کے لیے سرحدوں پر فوج لے آیا تو پہل انڈیا کی طرف سے ہونے کے باوجود بیر کا فرممالک صرف انڈیا کو سمجھانے کی بجائے یا کستان اور بھارت دونوں کوکشیدگی کم کرنے کا کہتے ہیں۔گویا دونوں کوکشیدگی کابرابر کا ذ مہ دار قرار دیتے ہیں۔انڈیا کے واضح جارحانہا قدامات کے باوجود صرف اس کی مذمت کوئی کافر نہیں کرتا۔اب بھی امریکہ نے یا کستان کی تھوڑی سی امداد کی تو اس کے عوض پیشرط بھی لگائی کہ یا کتان نہ صرف انتہا پیندوں (مجاہدین) کے خلاف سرگرمی سے کام کرتا رہے گا بلکہ بھارت کے ساتھ کشیدگی میں بھی کمی لائے گا۔اس سے ثابت کیا جارہا ہے کہ یاکتان ہی بھارت کے ساتھ کشیدگی پیدا کرنے کا ذمہ دارہے۔ اسرائیل کے معاملے میں کا فروں کا بیرو میاس سے زیادہ ظالمانہ اور جانبدارانہ ہے۔ اسرائیل اینے تمام تر ہلاکت خیز ہتھیاروں ، میزائلوں اورٹینکوں سے بلاناغہ فلسطینیوں کا قتل عام کرتا



کاش! ہمارے دوسرے لیڈر اور حکمران اس سے عبرت حاصل کریں۔ تاریخ سے سبق حاصل کریں۔ تاریخ سے سبق حاصل کریں اور جان لیں کہ عزت اور حمیت وغیرت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اگراس راہ میں موت بھی آ جائے ، بظاہر دنیاوی طور پر شکست بھی ہوجائے تو پھر بھی اس انسان کی عزت پہلے سے کئی سو گنا بڑھ جاتی ہے۔ یہ عارضی شکست اور تباہی بعد میں بڑی فتح کا بیش خیمہ بن جاتی ہے لین بے غیرتی اور بے میتی قوموں پرغلامی و پستی اور ذلت کی طویل رات مسلط کردیتی ہے۔ ﴿ فَاعُتَبِرُو اُ یَا اُولِی الْاَبُصَارِ ﴾

mand the state of the second

300000000000000

www.KitaboSunnat.com







سقوط بغداد کیوں ہوا؟ قاضی کاشف نیاز

www.KitaboSunnat.com







سقوط بغداد کیوں ہوا؟

جو کچھ ہوا، نہیں ہونا چاہیے تھالیکن جو کچھ ہمارے اعمال تھے، پھراس کے علاوہ ہو بھی کیا سکتا تھا۔

دل تو بہت گرفتہ ہے، آنسو بہانے کو بھی اس قدر جی چاہتا ہے کہ جس سے شاید ندیاں بھی رواں ہوجا کیں، ہوش وحواس اور دماغ اپنے ٹھکانے سے باہر جا تامحسوس ہوتا ہے، امت مسلمہ کی حالت زار دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، ہائے سفینۂ امت کس طرح جگہ جگہ لٹ رہا ہے، مسلمانوں کا خون تیل اور پانی سے بھی سستا ہوگیا۔ پہلے سقوط کا بل ہوا، اب سقوط بغداد۔ آہ! ایک طرف تووہ مسلمان ہیں جوگا جرمولی کی طرح کٹ رہے ہوں بلکہ یہ پرانی مثال تواب ان پر پوری نہیں اترتی، اب تو مسلمانوں کو ہڑے بڑے ہیں بکہ پینک کر پاؤڈر بنایا جارہا ہے۔ ان کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔ لیکن دوسری طرف جو مسلمان بچے ہوئے ہیں، وہ صرف تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ان کی اکثریت کو شاید اپنے مسلمان بھائیوں کی حالت پر ایک لیے یا چند کھوں کے لیے افسوس ہوا ہوا ور پھروہ مسلمان بھائیوں کی حالت پر ایک لیے یا چند کھوں کے لیے افسوس ہوا ہوا ور پھروہ

ویسے ہی اپنی زندگی کے معاملات اور دنیا کی رنگینیوں میں مست ہوگئے ۔انہیں بیغور کرنے کی فرصت ہی نہیں کہ بیسقوط بغداد آخر کیوں ہو گیا؟ ہمارے ساتھ بیسکسل المناك حالات كيوں پيش آ رہے ہيں؟ وہ اپني فيتىمصروفيات اور تفريح كے اوقات میں سے اتنا ہی وقت نکال سکتے ہیں کہ امت کی حالت زار پرایک دو کمجے افسوس کرلیں اوربس اس سے زیادہ مغرب کی دی ہوئی مشینی اور مادی زندگی نے ان کے پاس وقت چھوڑا ہی نہیں لیکن کی ایسے بدبخت بھی تھے جنہیں ایک لمحے کے لیے بھی افسوس نہ ہوا۔ یہ بات میں اس لیے یقین کے ساتھ کہہ رہاہوں کہ ایسے لوگ اخبارات کے صفحات برآن دی ریکارڈ اینے وجود نامسعود کا پیۃ دیتے رہے ہیں۔ میں ایسے ایک شخص کا نام تو کھل کر لینا جا ہوں گا جوخود کومسلمان کہلا کربھی عراق پرامریکی حملے کی کھل کر حمایت کرتار ہا دنیا بھر کے کروڑوں ضمیر پیندغیر مسلم بھی عراق برامریکی حملے کی مذمت کرتے رہے لیکن پیغیرمسلموں سے بھی گئے گزرے ہوگئے۔''حسن نثار'' نامی اس دریدہ دہن شخص نے جوویسے تو غریبوں کو دال روٹی اورانصاف دلانے کا بڑا مدعی ہے اور اس مقصد کے لیے روزانہ ''جنگ''کے صفحات کالے کرتار ہتاہے لیکن مسلمانوں پر جہاں بھی کافر کوئی بھی ظلم وزیاد تی کریں، اسے بیسب کچھاینے آ قاؤں کی کرم گستری ہی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ عراق پر امریکی حملے کواس نے عراقی عوام کے لیے غیبی امداد قرار دیا اور کھا کہ امریکی حملے سے ہوسکتا ہے کہ ہزار لاکھ انسان مارے جائیں لیکن ان کی آئندہ نسلیں آ مریت سے تو آ زاد ہوجائیں گی۔ جب قوم





دل خراب نہ کریں، ہمیں زندگی کے مزے لینے دیں، مصیبت آئی ہے توعراقیوں پر آئی ہے، ہمارے اوپر تو نہیں آئی۔ہم کیوں اپنی عیاشیوں کے رنگ میں بھنگ ڈالیں۔ جب ہمارے احساسات اور فکروشعور کا بیام ہوتو پھرقومیں تباہیوں سے کس طرح نے سکتی ہیں ۔

> وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

خود فریبی حیور میں، بغیراصلاح کیے ہم اپنی باری کوٹال نہیں سکتے:

ہمارے ہاں جو مسلمان کافروں کے ظلم وستم سے بچے ہوئے ہیں، وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ ہمارے اندر کوئی ایس قابلیت اور عقاندی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم بچ ہوئے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ جو مسلمان مارے جارہے ہیں، یقیناً ان کا کوئی نہ کوئی قصور یا نااہلی تھی جس کی وجہ سے وہ بچ نہیں سکے حالانکہ باری سب کی باری باری آرہی ہے۔ بو سنیا، کو سووا، چیونیا، بر ما فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق، کتنی باریاں لگ چیس لیکن ہماری آ تکھیں پھر بھی نہ کھلیں۔ کبوتر کی طرح ہم نے آ تکھیں بندگی ہوئی ہیں اور شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھیا کر سمجھتے ہیں کہ خطرے کا کہیں دور دور تک نام وفشان نہیں۔و یسے اپنی باری کی بار بار تر دید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری چھٹی حس ہمیں بتا ضرور رہی ہے کہ ہماری گردن بھی کسی وقت د بوچی جاسکتی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے حکر ان کافروں کے آگے جھک کر ہمیں بیچالیں گے حالانکہ صدام سے

300000000000000



زیادہ کسی نے کیا جھکنا ہے۔اس نے امریکہ کی ہرشرط مان لیالیکن حملے سے پھر بھی نہ نیج سکا۔ کا فرول کا تو آج منشور ہی ہے ہے کہ مسلم ملکوں کے وسائل کو ہرصورت تباہ کرو۔ پھر تعمیر نو کے نام پراس ملک کی دولت کوخوب لوٹو اوران پر قبضے بھی کرو۔عراق کم تر خطرناک ہتھیاروں کے باوجود نہ بچاتو پاکستان کی گنا زیادہ خطرناک ہتھیاروں اورایٹی میزائلوں کی موجودگی کے باوجود کیسے پچ سکتا ہے؟ لیکن ہم خود کو فریب میں ڈالے رکھنا اچھاسمجھتے ہیں۔ہمارا حال بالکل ایسے ہی ہے جیسے ہرایک کومعلوم ہے کہ اس نے دریا بدر ایک دن ضرور مرناہے۔اسے جب کہاجاتاہے کہ بھائی موت کی تیاری کرلو،اینے اعمال بہتر کرلوتا کہ کل اگلے جہان میں اصل اوریائیدار ومستقل زندگی بہتر اور پرسکون گزارسکولیکن اس کے اعمال بتاتے ہیں کہاسے اپنی موت کا یقین نہیں ہے۔اس کے سامنے روزانہاس کے عزیز وا قارب، محلے دار، پڑوسی اوراس کے ہم شہر وہم وطن مرتے ہیں لیکن اسے معلوم ہوتا ہے کہ فلال کی موت فلال بیاری، فلال بے احتیاطی یا فلاں حادثے کی وجہ سے ہوئی۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں تو بڑا عقلمند ہوں، بڑی احتیاط سے زندگی گزارتا ہوں ،انہیں تو زیادہ سمجھ ہی نہیں تھی کہ کس چیز سے بچنا جا ہے اور کس چیز سے نہیں بچنا چاہیے۔وہ اگر فلال غلطی نہ کرتے تو شاید ہے جاتے۔فلال کام نہ کرتے ،فلاں پر ہیز کرتے ، دوائی صحیح کھاتے یا گاڑی صحیح چلاتے توان کا بیانجام نه ہوتا۔ میں توبڑا سوچ سمجھ کر اورتمام زمینی حقائق کو دیکھ کر چلنے والا ہوں ، اس لیے میری باری توشاید نہ گئے، مجھے توشاید موت ہی نہ آئے اور اگرآئی بھی تو کم از کم ابھی اس کا دور دورتک امکان نہیں۔

>00000000000000000



غرض ہم نے ہرمعا ملے میں خود فریبی کا انداز اپنایا ہواہے اور اسی خود فریبی کی خیالی جنت میں رہ کر ہم سیحتے ہیں کہ ہم ہرطرف سے محفوظ ہوگئے ہیں۔ آج جو تاہی و بربادی ہمارے ہرطرف پھیلی ہوئی ہے تو دور کی کوڑیاں لاکرہم اس کے اسباب ڈھونڈ رہے ہیں، حالانکہ اس کے اسباب بھی ہمارے آس پاس ہی موجود ہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چودہ سوسال پہلے ہی بتا دیا تھا۔ فرمایا:

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتُ اَيُدِى النَّاسِ لِيُدِيقَهُم بَعُضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُم يَرُجِعُونَ ﴾ [الروم: ٤١] ''خشكى اورترى ميں جوفساد برپا ہوگيا ہے تو وہ لوگوں كے اپنے اعمال كے سبب سے ہے۔ اس ليے كہ اللہ انہيں ان كے بعض كرتو توں كا پھل چكھادے تاكہ وہ اللہ كى طرف لوٹ آئيں۔''

جی ہاں! یہ ہمارے اعمال اور یہ ہمارے کرتوت ہی ہیں جن کا نتیجہ ہم بھگت رہے

ہیں۔

صرف مسلمانول پرعذاب کیول؟:

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ ہم سے زیادہ اللہ کی نافرمانیاں تو ہمارے وشمن کافر، یہودی، سلیبی اور ہندو وغیرہ کررہے ہیں۔ پھرکیا وجہ ہے کہان پرتو کوئی عذاب نہیں،سارے عذابہم پر ہی نازل ہورہے ہیں ۔

3000000000000000



برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

تواس کا جواب بھی ہمارے اینے درمیان موجود ہے۔ کیا یہ انسانوں کی فطرت نہیں کہ وہ اینے کھلے دشمن سے تو اتنی نفرت نہیں کر تالیکن کوئی اس کا دوست بن کر اس سے غداری کرجائے تو سب سے زیادہ نفرت وعداوت کے جذبات اس غدار کے خلاف موجزن ہوتے ہیں سب سے پہلے انسان اسی سے بدلہ لینے کی کوشش كرتا ہے اگركسى كى بيوى اس سے بے وفائى كرجائے ، كھائے سے اور پہنے شوہركا، زوجہوہ اس کی کہلائے لیکن پیارکسی اور کے ساتھ کرے، رنگ رلیاں کسی اور کے ساتھ منائے،شوہر کی محبت میں وہ شریک کسی اور کو کرے تو کیا الیی بیوی کو کوئی شوہر برداشت کرے گا۔ جب جاری آپس میں غیرت کا بیحال ہے تو پھراللدتو سب سے زیادہ غیرت والا ہےکیا ہم اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ ہم نے اللہ سے اپنی محبت کے دعوے کیےخود کوموحد اور دوسروں کومشرک کہالیکن خود اسی جرم فتیج کے مرتکب ہوئے جس کا طعنہ دوسروں کو دیتے تھے....کلمہ پڑھ کربھی ایسے ایسے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں کہ کا فروں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

همارا بهت برا جرم شرك:

آج ہی ذرا ہم اپنے درباروں اور قبرستانوں کا حال جا کر دیکھیں..... وہاں کیا کیا شرک نہیں ہو رہا۔جو سجدے بتوں کو کیے جاتے تھے، وہی سجدے قبروں کو کیے جارہے ہیں..... جوطواف اللہ کے گھر کے لیے خاص تھا، وہ طواف ان قبروں کا کیا جاتا ہے جو



ح من مقوط كابل و بغداد من من المناو المناو من المناو من

معافی جرم کہا ہوتو پھر مصبتیں اور ذلتیں ہمارامقدر کیوں نہ بنیں؟سور ہو نساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغُفِرُ اَنْ يُشُرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَّشَاءُ ﴾ [النساء: ٤٨]

'' ہے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشا اوراس کے سواجے چاہے بخش دے۔''

ذرا ہم اپنے ماں باپ آ دم وحواعلیہاالسلام کی طرف نظر دوڑا کر دیکھیںان سے ایک معمولی ساجرم سرز دہوا کہ انہوں نے ایک ممنوعہ درخت کا پھل چھ لیا۔ یہ جرم بھی ان سے محض غلط فہمی اور شیطان کے بہکاوے کے نتیج میں ہوالیکن اس معمولی جرم کی بھی انہیں یہ سزا ملی کہ ان کے کیڑے اتار دیے گئے اور انہیں جنت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور اللہ نے انہیں بطور سزا زمین پر بھیج دیا کہ اب وہ اپنی دوبارہ اصلاح اور تو بہ کے بعد ہی جنت میں داخل ہو سکیں گے۔ جب آ دم وحواعلیہا السلام کو ایسے معمولی جرم کی اس قدر سزا ملی تو ہم نے تو کوئی جرم نہیں چھوڑا جونہ کیا ہو۔

عراقی بھائیوں پر آتش وآئن اور بارود کی بارش ہورہی تھی لیکن ہم پھر بھی بڑی بے باکی سے شرک کا ارتکاب کرتے ہوئے کہتے رہے کہ بغداد سیدنا عبدالقادر جیلانی رہے ہا کی سے شرک کا ارتکاب کرتے ہوئے کہتے رہے کہ بغداد سنانوں کی فریادیں سننے والے، سب سے بڑے ولی ہیں، وہ اپنے بغداد کوخود ہی بچالیں گے۔ ہمیں پچھ کرنے کی ضرورت نہیں ۔لیکن دنیانے دیکھا کہ بغداد تو کیا بچنا تھا، خود شخ عبدالقادر جیلانی

بڑسٹی ہے مزار کا گنبد بھی بمباری سے تباہ ہوگیا۔ اس تباہ شدہ گنبدکی تصویر سارے اخبارات میں شائع ہوکر ہم نام کے مسلمانوں کو یہ پیغام دے گئی کہ لوگو! کوئی زندہ یا مردہ مخلوق فریادیں سننے والی فریادرس نہیں ہوسکتی۔ شخ عبدالقادر جیلانی بڑسٹی ہوا پنے دربار کو نہیں بچاسکے، وہ دوسروں کے غوث یا فریاد رس کیسے ہو سکتے ہیں؟ داتا ہشکل کشنا، دشکیر، فریاد رس اورغوث تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے:

﴿ أَمَّنُ يُّحِيبُ الْمُضُطِّرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ ﴾

[النمل: ٦٢]

''کون ہے جو بے قرار و مجبور کا فریاد رس (غوث، داتا، مشکل کشا) ہے جب کہ وہ اسی (اللہ) کو پکارے اور وہی اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔' شرک تو ایسا حساس اور بنیادی مسئلہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی مطنع آئے کہ کھی تنبیہ فرما دی کہ اگرآپ بھی شرک کریں گے تو اللہ آپ کے اعمال بھی ضائع کردے گا۔ فریان

﴿ لَئِنُ اَشُرَكُتَ لَيَحُبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴾
[الزمر: ٥٠]
دُاگرتم نے شرک کیا تو تبہارے مل برباد ہوجائیں گے اور تم زیاں کاروں
میں ہوجاؤگے۔''

حالانکہ انبیاء سے شرک کا صدور ممکن نہیں اور آپ مٹھے آئی آتو نبیوں کے سردار تھے لیکن اس طرح لوگوں پر واضح کرنامقصود تھا کہ اللّٰد کوشرک کس قدر نالپند ہے۔



الله تعالى نے قرآن ميں اپنے نبی طبيع آئے آئے ذريع لوگوں پريہ بھی واضح کرديا:
﴿ قُلُ لاَّ اَمُلِكُ لِنَفُسِيُ ضَرَّا وَّ لاَ نَفُعًا ﴾ [يونس: ٤٩]

''(اے نبی طبیع آئے!) لوگوں کو بتاد بجیے کہ میں تواپنے نفع و نقصان کا بھی الکہ نہیں ''

لیکن یہاں نبیوں کو تو کیا، ولیوں کو بھی مشکل کشا، داتا، دشگیر اور غوث بنایا جا رہا ہے اور آج کل تو ولی بھی ایسے ہیں جو مادر زادنگ دھڑ نگ اور نماز، روزہ اور طہارت سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں، ہم پھر بھی ان سے چیٹے ہوتے ہیں تو پھر اللہ کاغضب ہم پر کیوں نہ بھڑ کے گا۔

امت کی نافر مانیوں کا خمیاز ہ اہل حق کو بھی اٹھانا پڑتا ہے:

بعض لوگوں کو بیشہ بھی ہے کہ طالبان تو صدام سے زیادہ اسلام سے خلص اور تو حید کے پیروکار تھے۔ پھر اللہ نے انہیں بھی امریکہ کے مقابلے میں فتح و نصرت سے کیوں نہ نوازا۔ اس کا جواب ہمیں غزوہ احد میں با آسانی مل سکتا ہے کہ وہاں تو خود ہادی کو کنات نبی آخرالز ماں ملے بھٹے ہی ہے کہ مسلمانوں کی فتح بھی عین آخری وقت پہ شکست میں بدل گئی۔ تواس کی وجہ محض چند کے مسلمانوں کی فتح بھی عین آخری وقت پہ شکست میں بدل گئی۔ تواس کی وجہ محض چند کے معامل غلطی تھی اور یہ بھی محض ایک اجتہادی غلطی تھی۔ انہوں نے کسی جرم کو جانتے ہو جھے نہ کیا تھا۔ انہیں رسالت مآب میں جرم کو جانتے ہو جھے نہ کیا تھا۔ انہیں رسالت مآب میں ہوں، پرندے چاہے ہماری کیا تھا اور ہدایت فرمائی تھی کہ حالات چاہے بھی ہوں، پرندے چاہے ہماری

بوٹیاں نوچ جائیں، بیجگہ اور بیمور چہ نہیں چھوڑ نامسلمانوں کو بالآخر فتح مل گئ اور وہ مال غنیمت حاصل کرنے گے.....ان صحابہ کرام و گئائیہ نے سوچا کہ جنگ کا فیصلہ تو ہوگیا، نتیجہ بھی ہمارے حق میں آگیا، کفار میدان چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں۔ اب انہوں نے بھی مال غنیمت کے لیے جگہ چھوڑ دی ۔ چند صحابہ کرام کی طرف سے نبی طشے آئے کے ایک تھم کی ناوانستہ خلاف ورزی کا متیجہ بین کلا کہ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئیکفار نے اسی ٹیلے سے دوبارہ حملہ کیا۔ ستر صحابہ کرام و گئائیہ کی لاشوں سے میل ان اٹ گیاستر زخی ہوئےخود رسالت مآب طشے آئے آئے کو بھی زخم کھانے میدان اٹ گیاستر زخی ہوئےخود رسالت مآب طشے آئے آئے کو بھی زخم کھانے بڑے آپ طشے آئے آئے کہ کہاں خاموثی چھاگئی۔ یہاں تک کہ آپ طشے آئے آئے گئی میلن کے دندان مبارک شہید ہوئے ، سر پر شدید چوٹیں آئیں اور آپ طشے آئے آئے گئی کے ۔ یہاں تک کہ ابوسفیان نے بینعرہ بلند کردیا کہ: ((أُعُلُ هُبُلُ))''جہبل کی جے۔''

اس پرنی برخ سین کوانی خاموثی توڑنی پڑی کیونکہ کفار سمجھ رہے تھے کہ آپ ملتی ہوئی۔ آپ ملتی کو اللہ ملتی کہ آپ ملتی کہ ایک ملتی کہ ایک کا نورہ کہ اندر شہید ہو چکے ہیں۔ آپ ملتی کے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر بتادیا کہ بیکا فرول کی غلط نہی ہے۔ اسلام کوختم نہیں کیا جاسکتا، بیدین ممیشہ قائم رہے گا۔ مسلمانوں کو وقتی شکستیں تو ہو سکتی ہیں لیکن آخری فتح ہمیشہ حق اور اسلام کی ہوگی۔

بہرحال اس غزوہ سے مسلمانوں کو بیہ معلوم ہوگیا کہ چندافراد کی غلطی کا خمیازہ پوری امت کو اٹھانا پڑتا ہے جبکہ آج تو صورتحال الٹ ہے کہ بمشکل چندافراد نے حق



اوردعوت و جہاد کا پرچم تھا ما ہوا ہے کین اکثر نے غلطیوں اور گراہیوں کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ چند صحابہ کرام و گائیں ہے نبی ملطی کے خوا ہے۔ چند صحابہ کرام و گائیں ہے نبی ملطی ہے خمیاز ہے سے خود نبی اکرم ملطی ہے آج محصوم عن الخطاء ذات بھی نہ پی سکی تو آج امت کی اکثر بیت اللہ اور نبی ملطی ہے ارشادات سے بغاوت کی حد تک نافر مانیاں کررہی ہے۔ ان عظیم غلطیوں کے خمیاز ہے سے مجاہدین ،طالبان یا حق کا کوئی جھوٹا ساگروہ کیسے نج سکتا ہے۔ اس لیے آج ہمیں اپنی غلطیوں اور گراہیوں کو پہچانے اور ان کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ ورنہ صیبتیں اور تکیفیں ہم پر نازل ہوتی رہیں گی۔ امسلمہ و کا گئی ہے روایت ہے کہ علامات قیامت کے ضمن میں ایک حدیث میں اسلمہ و کا گئی اسلمہ و اسلام کی بہت سے روایت ہے کہ علامات قیامت کے خمن میں ایک حدیث میں ایک اسلمہ و کا گئی اسلمہ و کا گئی ہو تا ہمیں ایک حدیث میں ایک میں ایک حدیث میں ایک حدیث میں ایک حدیث میں ایک میں ایک حدیث میں ایک حدیث میں ایک حدیث میں ایک میں ایک حدیث میں ایک میں ایک حدیث میں ایک حدیث میں ایک میں ایک حدیث میں میں ایک حدیث میں ایک ح

الله کے رسول طفی آیا نے فرمایا۔ میرے بعد مشرق و مغرب اور جزیرہ عرب (تین عبد) میں دین عبد کا الله کے رسول طفی آیا نے فرمایا۔ میں نے کہا، یارسول الله طفی آیا نے کہا، یارسول الله طفی آیا نہیں زمین میں دھنسایا جائے گا جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے۔ آپ طفی آیا نے فرمایا:
''(ہاں)جب اہل زمین خیائی میں بڑھ جائیں گے۔''

[مجمع الزوائد: ١١/٨]

دیگراحادیث کی روشیٰ میں یہ نیک لوگ خبیثوں کے ساتھ ہلاک تو ہو جا ئیں گے لیکن قیامت کے روز انہیں ان کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

[فتح البارى: ١١/١]

علاوہ ازیں دوسری احادیث کے مطابق دصنیائے جانے والے عموماً وہ لوگ ہوں گے جوفسق و فجور ، زنا اور ناچ گانے میں تمام حدیں توڑ دیں گے۔اس سے معلوم ہوا



کہ خبیث اکثریت کا وبال نیک لوگوں پر بھی پڑتا ہے۔

آج ہم اپنی حالت دیکھیں، کون سی خباشت ہے جس کوہم نے گلے نہیں لگایا ہوا۔ اینے چیرے سے لے کراینے گھر، خاندان ملک اور معاشرہ تک ہر چیز کا حلیہ ہم نے ایبا بگاڑا ہواہے کہ کسی طرح ہے بھی کوئی بیرشاخت نہیں کرسکتا کہ بیرکوئی مسلمانوں کا معاشرہ ہے۔ جامت کرتے ہیں تو انگریزوں والیسنت رسول من النظام است ممیں نفرت اور کراہت ہے۔ روزانہ صبح اٹھ کر سب سے پہلے داڑھی کو اپنے چیرے سے صاف کرکے غلیظ نالیوں میں بھینکتے ہیں۔ ویسے ہم بڑے عاشق رسول طلقے ایم کہلاتے ہیںلباس ہمیں عیسائیوں والا پیند ہے۔ پینٹ شرٹ اور ٹائی کی صورت میں گلے میں صلیب لئکا کر ہمیں فخر محسوس ہوتا ہے۔ گھر بڑے عالیشان جا ہتے ہیں۔فضول اور بِمصرف سجاولوں یر بے بہا پییہ خرچ کرنا ہمارے سٹیٹس کا تقاضا ہے۔ نبی طفیقاتیا نے تو آ رائشی پردے لٹکانے سے بھی منع فر مایالیکن ہم گھر کے ایک ایک کونے کوسجانے یر لاکھوں کروڑوں رویے خرج کردیتے ہیں....صدیق اکبر خالفہ اینے کفن کے لیے بھی اپنی برانی حادروں کے استعال کا حکم دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک نیا کپڑا توزندوں کے کام آنا چاہیے۔ نبی طنتے آیا اور صحابہ کرام ڈٹٹائیں ہیوند گئے کپڑے استعال کر لیتے تھے لیکن ہمارے لیے کیڑوں اور جوتوں کی بھر مار ہے۔ ہرموسم، ہرتقریب کے الگ الگ جوڑے ہیں بلکہ دن اور رات کے بھی الگ الگ لباس ہیں۔ پھر گھروں کو ٹی وی، کیبل ، گانے بجانے اور فحاشی کے آلات سے بھرا ہواہے۔ پردے کا نام ونشان



نہیں۔ یوں تو ہم غریب کہلاتے ہیں۔ حکومت بھی ضرورت پڑنے پرغربت کا رونا روتی ہے لیکن عوام کو فوڈ سٹریٹس بنا کر بھی دیتی ہے تا کہ اس''غریب عوام'' کو اپنی یو نچی خرچ کرنے کا موقع مل سکےاور''غربت'' دور ہو سکےملکی نظام کا الگ ستیا ناس ہے۔ یا تو ایک فرد کا آ مرانہ قانون چلتا ہے یا پھر پارلیمنٹ کی صورت میں اکثریت کا قانون چلتا ہے، انگریزوں کا نظام چلتا ہے، پارلیمنٹ کی بالادتی کی باتیں ہیں۔اللہ کے قانون کی کسی کو پروانہیں۔

جاری خباشت کی انتہا تو یہ ہوگئ کہ جن دنوں افغانستان اور عراق میں جارے لاکھوں مسلم بھائیوں کو بمباری سے مارا جا رہا تھا، نہ صرف ہمارے سرکاری میڈیا ریڈیو، ٹی وی پرراگ ورنگ کے پروگرام جاری رہے اور ہندوانہ بسنت کے جشن بھی منانے گئے بلکہاس بےحسی کاعوام بھی شکار ہوئے اور وہ بھی دن رات فخش فلموں اور پروگراموں میں برابرمت رہے۔پھرفلمیں بھی ہمیں یا کتانی سے زیادہ انڈین پیند ہیں۔جس گھر میں، بس میں، ہوٹل میں جاؤ دیکھ لو ہرجگہ انڈین فلمیں ہی گی ہیں۔اس کے منتیج میں نئ نسل ہندوانہ عقائد اور رسوم کو اپنا رہی ہے۔ ہندو سے نفرت بھی کم ہو رہی ہے۔ کرکٹ میچوں میں جو تھوڑا بہت بھارت سے تعصب ہے، وہ بھی بالآخرختم ہوجائے گا۔ یہ ہوتاہے فحاثی کی راہ پر چلنے کا متیجہ۔ حکمران بھی مکمل اس کی سریرتی فرماتے ہیں۔ بمباری کے دنوں میں بھی اس ملک کے حکمرانوں نے راگ ورنگ کے پروگراموں کا سلسلہ جاری رکھا۔ فضائی حادثے میں فوج کے پچھ افسر مارے گئے تو

حصولي مقوط كابل و بغيراد من المحالي المحالي المحالي المحالي المحالي المحالية المحالي

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تدن میں ہنود یہ مسلماں ہیں جنہیں دکھ کے شرمائیں یہود امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہم فریضہ سے پہلوتہی کاعذاب:

ہمارا ایک اور بڑا جرم جس کی وجہ سے ہم عذاب الٰہی کا شکار ہیں،امر بالمعروف عند میں میں میں میں میں میں میں کا شکار ہیں،امر بالمعروف

ونهی عن المنکر کے اہم فریضہ سے پہلو تھی ہے۔۔۔۔۔اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلم اُمہ کا متماز ہی یہ بتایا:

﴿ كُنتُهُ خَيُرَ أُمَّةٍ أُخُرِ جَتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعُرُوفِ وَتَنَهُونَ عَن الْمُنكُرِ وَتُوَ أُمَّةٍ أُخُرِ جَتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِاللَّهِ ﴾ [آل عمران: ١١٠] عن المُنكر وَتُو مُنُونَ بِاللَّهِ ﴾ (اس ليه كه) تم بهترين امت ہو جولوگوں كے ليے ہى پيدا كى گئ ہے (اس ليه كه) تم نيك باتوں كا حكم كرتے ہو اور برى باتوں سے روكتے ہو اور اللہ تعالى پر ايمان ركھتے ہو۔''

نبی طلنے علیہ کا ارشاد گرامی ہے:

(وَالَّذِي نَفُسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعُرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنكرِ أَوْ لَيَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنكرِ أَوْ لَيَبُعَثَنَّ عَلَيْكُمُ قَوْمًا ثُمَّ تَدُعُونَهُ فَلاَ يُسْتَجَابَ لَكُمُ »

[مسند احمد:٥/ ۹۹ حدیث:۲۳۳۲۷]

''اس ذات کی قتم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،تم اچھائیوں کا حکم اور برائیوں کی مخالفت کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پرکوئی دوسری قوم مسلط کر دےگا پھر گوتم دعائیں کرولیکن قبول نہ ہوں گی۔'' سیال منہ علی کم برنی دیتہ تھا ہتد تھا جھ ہے جھ ہڈتھ تھا۔ ت

امر بالمعروف ونہی عن المئکر کا فریضہ تو تیجیلی امتیں بھی جب چھوڑتی تھیں توان پر عذاب نازل ہوجا تاتھا جیسا کہ سیدنا جابر ڈٹاٹیؤ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ طبیعی آنے فرمایا:

>0000000000000000



"الله تعالی نے جبریل عَالِیلا کی طرف وحی کی کہ فلاں شہر کو اس کے اہل پرالٹ دے۔ اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار! اس میں ایک تیرا بندہ ہے جس نے ایک لیحہ بھی تیری نافر مانی نہیں کی۔ الله تعالی نے فر مایا" اس کو اور تمام بستی والوں کو الٹ دے۔ میرے دین کے سبب بھی اس کا چہرہ متغیر نہیں ہوا تھا۔ "

اس سے معلوم ہوا کہ محض خود نیک اور پارسا بنے رہنا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو برائیوں سے بچانا اور نیکی کی طرف لانا بھی ہر مسلمان پر فرض ہےدوسری بات بیر کہ جب اللہ کا عذاب اپنے نافر مانوں پر آتا ہے توالیہ نیک اور پارسا لوگ بھی چک نہیں سکتے جو محض راہب اور صوفی بن کر اپنی کٹیا میں ہی گوشہ نشین رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں آج کل کسی کو صحیح بات بتائی جائے ،شرک و بدعت اور فحاشی وغیرہ سے ہمارے ہاں آج کل کسی کو صحیح بات بتائی جائے ،شرک و بدعت اور فحاشی وغیرہ سے ہمارے ہاں آج کل کسی کو سے کیوں الجھتے ہیں کہ چھوڑ و یار ،کسی سے کیوں الجھتے ہوجو جہاں لگا ہے ، لگار ہے دو۔

تفسر ابن کثیر میں سیدنا ابن عباس فی پیٹھا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہود کے ایک ایسے ہی گروہ کی شکلیں مسنح کر کے بندر بنا دیا تھا جنہیں ہفتہ کے دن محیلی کے شکار سے منع کر دیا گیا تھالیکن وہ حلیہ کر کے ہفتے کے دن گڑھے کھود کر محیلیاں مجعلی کے شکار سے منع کر دیا گیا تھالیکن وہ حلیہ کرکے ہفتے کے دن گڑھے کھود کر محیلیاں اس جع کر لیتے اور اتوار کو پکڑلاتے ۔ ان میں بعض نیک دل اور سیچے مسلمان انہیں اس حلیہ جوئی سے منع کرتے جبکہ ایک اور گروہ وہ تھا جو مصلحت پیند اور '' زمینی حقا کُق'' کو

سیحفے والا تھا۔ وہ دونوں فرقوں کا ساتھ دیتا تھا۔خودتو شکار نہ کھیلتے تھے لیکن شکار کھیلنے والوں کو منع بھی نہ کرتے بلکہ روکنے والوں سے کہتے تھے کہتم اس قوم کو کیوں وعظ و نسیحت کرتے ہو، تم اپنا فرض بھی ادا کر چکے، انہیں منع کر چکے، جب نہیں رکتے تو انہیں چھوڑ و۔ یہ شکلش جاری رہی اور بالآ خراللہ کا عذاب آیا تو اس کا شکار دونوں گروہ بنے یعنی شکار کرنے والے بھی اور شکار سے منع نہ کرنے والے بھی۔ دونوں ہی کی شکلوں کو سنے کرکے بندر اور خزیر بنا دیا گیا۔ ان کی شکلیں انسانوں جیسی اور باقی جسم بندروں جیسا تھا۔تھوڑی مدت میں وہ سب ہلاک ہوگئے۔ ان کی نسل نہیں ہوئی کیونکہ بندروں جیسا تھا۔تھوڑی مدت میں وہ سب ہلاک ہوگئے۔ ان کی نسل نہیں ہوئی کیونکہ تین دن سے زیادہ کوئی منے شدہ قوم زندہ نہیں رہتی۔ انہی کے بارے میں قرآن کی یہ تین دن ہوئی:

﴿ وَلَقَدُ عَلِمُتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوُا مِنْكُمُ فِى السَّبُتِ فَقُلْنَا لَهُمُ كُونُوُا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ٥ فَجَعَلْنَهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيُهَا وَ مَا خُلُفَهَا وَ مَوَعِظَةً لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ [البقره: ٦٥-٦٦]

''یقیناً تمہیں ان لوگوں کاعلم بھی ہے جوتم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہد دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔اسے ہم نے اگلے بچھلوں کے لیے عبرت کا سامان بنا دیا۔''

آپ ﷺ کی دعا کے سبب مسلمانوں پر جھی ایساعذاب تو نہیں آئے گا کہ ان کا نشان ہی مٹ جائے لیکن امر بالمعروف ونہی عن المئر اور دیگر فرائض چھوڑنے کی



وجہ سے چھوٹے عذاب آتے رہیں گے۔

ہمارے علماء اور خطباء عموماً اس فریضہ سے غافل ہیں۔ بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کرکے وہ مطمئن ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اداکر دیا حالانکہ یہ جلسے دعوت و تبلیغ سے زیادہ مقررین کی ذاتی شہرت اور پارٹیوں کی نمود و نمائش کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ضروری یہ ہے کہ ہم ہر ہر گھر اور ہر ہر فرد تک اللہ کے دین کی دعوت پہنچائیں۔ سفر میں ہول یا حضر میں ،کوئی موقع دعوت سے خالی نہ جانے دیں۔

اصلاح وتطهير مايوسيوں كوفتح ونصرت ميں بدل دے گی:

اب الله تعالیٰ کی طرف سے مسلسل اشارات آنے کے بعد ضروری ہے کہ ہم اپنی مکمل اصلاح کے لیے کمربستہ ہوجائیں۔

عالم اسلام کے جس جس گروہ اور جس جس ملک سے جو جو غلطیاں ہوئی ہیں اور اللہ اور رسول ملئے ہیں آئی ہیں اور اللہ اور رسول ملئے ہیں ان سب کو فی الفور دور کیا جائے۔ ۱۹۲۴ء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد کا فرطاقتوں کی سازشوں سے خلافت اسلامیہ کی صورت میں مسلمانوں کی مرکزیت ختم کردی گئی اور عالم اسلام ۵۵ کے قریب ملکوں میں تقسیم ہوگیا۔ اب ہر مسلم ملک کے حکمران کا فرض تھا کہ وہ اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھتا، اللہ کی زمین پر اللہ کا ہی قانون نافذ کیا جاتا اور پھر آ ہستہ آ ہستہ سبمسلم ممالک کو ایک بار پھر خلافت کے برچم تلے لایا جاتا جس کے ہوتے ہوئے کا فر

حمر و سقوط كابل و بغداد م استعارى مما لك كواييخ ناياك عزائم كى بحيل كى بهي راه نه ملى تقى ليكن افسوس ايبا نه ہوا۔ ترکی جو پہلے امت مسلمہ کا قائدتھا، نے دین اور مذہب کومغرب کی پیروی میں فرد کا پرائیویٹ مسکلہ بنا کر حکومت وریاست سے ہی باہر کردیا۔ یا کستان نے برطانیہ کے عطا کیے ہوئے جمہوری نظام کواسلام کا بیوندلگا کرا پنا آئیڈیل بنانے کی کوشش کی کیکن اس کے نتیج میں نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا۔ چنانچہ آج یا کستان ایک عرصے سے دوعملی کا شکار ہے۔شرعی عدالتیں بھی قائم ہیں اور انگریزی عدالتیں بھی چل رہی ہیں۔ زکوۃ کا نظام بھی رائج ہے اور سود کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول منتظ عَلَیْ کے ساتھ اعلانیہ جنگ بھی جاری ہے۔اس دوعملی کا سب سے بڑا مظہر ہمارے میڈیا کے پروگرام ہیں۔ موسیقی اور شوبز کا گندے سے گندا غیر شرعی پروگرام بھی بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جاتا ہے اور فنکاربھی یہ کہتے یائے جاتے ہیں کہ انہیں اس گندے فیلڈ میں جو پچھ عزت ملی ہے وہ سب اللہ کی عطا کردہ ہے (معاذ اللہ) پھر ہم نے کرپٹن سے بھی کوئی شعبہ خالی نہ چھوڑا عربوں کو ہم طعنے دیتے تھے کہ وہ اپنی دولت سے عیاشیاں کرتے ہیں کیکن یا کتانیوں نے قرض کی دولت برعیاشیوں کے ریکارڈ قائم کیے۔ جب ہم نے قیام یا کتان کے پہلے ۲۵ سال تک اپنی بدروش نہ بدلی تو اللہ نے آ دھا ملک بطور سزا ہم سے لے لیالیکن افسوس! بیروش اب بھی جاری ہے بلکہ پہلے سے زیادہ دیدہ دلیری کے ساتھ اللہ اور رسول مشن اللہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔اس کا نتیجہ ہے کہ ہم ایٹم بم بنا کر بھی غیر محفوظ میں اور اب بے کھیے یا کستان کی باری کی فکر پڑچکی ہے۔ یہ بات



ہمارے لیے باعث فکر ہونی چاہیے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم دین سے ہٹیں گے تو پھر بڑے سے بڑی معاثی ترقی گے تو پھر بڑے سے بڑی معاثی ترقی بھی کام نہ آئے گی بلکہ یہی چیزیں ہمارے لیے وبال جان بن جائیں گی جسیا کہ آئ تیل اورایٹم بم کی حفاظت ہمارے لیے مسئلہ بن چکی ہے۔

عرب مما لك عرب ازم اور قوميت برستى كاشكار

اب ہم عرب ملکوں کی طرف آتے ہیں۔ زیادہ تر عرب ملکوں نے عرب ازم اور قومیت برتی کواپنا شعار بنالیا۔ یقیناً بعض عرب حکمرانوں نے تیل کے وسائل کواپنی ذات کے علاوہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بھی برابر استعال کیا، خصوصاً سعودی حکمرانوں نے اپنی عوام کو اس دولت میں پورا پورا شریک کیاہے۔حرمین شریفین کی خدمت اورتوسیع بھی ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے جس پرانہوں نے جی کھول کرخزانہ خرچ کیا۔ سعودی عرب عالم اسلام کی بھی اینے خزانے سے بھر پور مدد کرتا رہتا ہے۔ یا کتان کوکئی بارتیل کی مفت فراہمی کی گئی جواب بھی کئی سال سے جاری ہے۔علاوہ ازیں سعودی عرب نے حدود وتعزیرات کا بھی مکمل نفاذ کیا۔ وہاں مخلوط اداروں یامخلوط تقريبات كى صورت ميں غير اسلامي مغربي ماحول كو قطعاً پنينے نہيں ديا گيا..... اتنا كچھ کرنے کے باوجودان کی دوغلطیاں ان کی ان تمام اچھائیوں پریانی پھیردیتی ہیں۔ یملے نمبر پر اگر سعودی حکمران شورائیت برمبنی اسلامی خلافت وامارت کے نظام کوتر و تج دیتے تو آج اہل مغرب اور ملحد طبقے کوان پر انگلیاں اٹھانے اور اپنا شیطانی جمہوری



نظام لانے کی بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

عرب مما لک کی جہاد سے دوری:

دوسرے نمبر پر جہاد سے دوری ہے۔ اگر سعودی حکمران افغان جہاد کے بعد بھی جہاد کی سر پرستی جاری رکھتے تو اللہ تعالی انہیں زیادہ عزت اور رعب وعظمت عطا کرتالیکن ان دوغلطیوں کی وجہ سے ان کا اقتدار بھی خطرے میں ہے۔

باقی عرب ملکوں میں توخاندانی بادشاہت بھی قائم کی گئی اور نظام بھی غیر اسلامی، سیکولر یا اشترا کی نافذ کیے گئے ۔صدام سے بھی یہی غلطی ہوئی.....اس نے گزشتہ ۲۷ سال سے وہاں اپنی خاندانی آ مریت قائم کی ہوئی تھی اور بعث یارٹی کی صورت میں ملک میں اشتراکی نظام بھی نافذ کیا ہوا تھا۔اس نے آخر میں عراقی پر چم پراللہ اکبر کے الفاظ کا اضافہ کرکے خود کو اسلام پیند باور کرانے کی بھی کوشش کی۔ ہمارے سیکولر حکمرانوں کی جب جان پربنتی ہے اوران کا اقتدار خطرے میں پڑتاہے تو آخر میں ا نہیں اسلام یاد آ جا تاہے۔ ابوب خال ساری عمر سیکولرازم کا داعی رہا لیکن جب بھارت نے ۱۹۲۵ء میں حملہ کردیا تو پھروہ کلمہ پڑھ کر بھارتی فوج پر جھیٹنے کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ بہرحال صدام کے معاملے میں بھی مسلم امہ نے حسن ظن رکھتے ہوئے اسے اپنی ہمدردی اور حمایت سے نوازا اور پیراس کا فرض بھی تھا کیونکہ اگر مشرکین کے مقابلے میں صحابہ کرام ڈی اندہ رومی عیسائیوں کی حمایت کرتے ہوئے ان کے حق میں فتح کی دعا ئیں کر سکتے تھے تو پھر صدام کی عالمی کا فرطاقتوں کے مقابلے



میں جمایت کیوں نہ کی جاتیکین ظاہر ہے ایک طرف اسلام کے حق میں صدام کے چند نمائشی اقدامات تھے، پھر پورے ملک میں اس نے اپنے جسموں کی صورت میں شخصیت پرتتی کے غیر اسلامی مظاہر قائم کیے ہوئے تھے، دوسری طرف مسلم امہ مجموعی طور پر غفلتوں اور گراہیوں میں سرتا پا ڈوبی ہوئی تھی، ان حالات میں اگر کوئی کامیا بی مل بھی جاتی تو وہ عارضی ہی ثابت ہوتی ۔ پائیدار کامیا بی کا امکان تو پہلے ہی کم تھا کیونکہ جب بنیادیں ہی اس قدر کمزور ہوں تو اس پر کوئی عمارت کھڑی ہو بھی جاتی تو وہ زیادہ در پھر بھی قائم نہ رہ سکتی ۔

ان مسلم حکمرانوں نے بھی ایک دوسرے کے مسائل کا احساس نہ کیا۔ فسلطین، کشمیر، برما، بوسنیا، چیچنیا کے باسیوں کو کفار کے آگے مرنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا گیا۔ وہ بے چارے بیخروں اور غلیلوں کے ساتھ ٹینکوں اور میزائلوں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن بیان پراتنا احسان بھی نہ کرسکے کہ ان کے موقف کی مکمل جمایت ہی کر دیں۔ بیہ زیادہ ترغیر جانبدار بنے رہے یا پھر کا فروں اور دشمنوں کے موقف کی جمایت کرتے رہے۔ کشمیری فلسطینی قربانیاں دیتے رہے ، بیہ اپنی کرسیاں اور اپنے اقتدار مضبوط کرنے اور عیاشیوں میں مست رہے اور چین کی بانسریاں بجاتے رہے۔ پھر بیخود اب کیسے نے سکتے ہیں؟ چنانچہ اب سب کا اقتدار خطرے میں ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ مسلم امدا پی ان تمام انفرادی اور اجتماعی غلطیوں کی فوری اصلاح کرے۔ کا مسلم امدا پی ان تمام انفرادی اور افسوسناک ہیں۔ مسلمان مایوی کی حدول کو چھوڑ ہے حالات یقیناً بڑے کھون اور افسوسناک ہیں۔ مسلمان مایوی کی حدول کو چھوڑ ہے

جس کین اللہ یہ آزمائش اور تکلیفیں اس لیے بھیجنا ہے کہ اس کے بندے سنجل ہا کین اللہ یہ آزمائش اور تکلیفیں اس لیے بھیجنا ہے کہ اس کے بندے سنجل جا کیں۔ ایک باراس کی طرف سیج دل سے توبہ کرتے ہوئے رجوع کرلیں تو اللہ کی روشی ہوئی رجت و نفرت کو دوبارہ منانا کوئی مشکل نہیں۔ اس کا تو اعلان ہے کہ اگر کوئی ایک قدم اس کی طرف بڑھائے تو وہ دس قدم اس کی طرف بڑھا تا ہے۔ اتحادیوں کو جو عارضی فتح ملی ہوئی ہے، اس کی دنیا بھر میں کوئی اخلاقی حیثیت نہیں۔ وہ بڑی کمزور بنیادوں پر کھڑے ہیں۔ ان کی غنڈہ گردی دنیا بھر میں بے نقاب ہو چکی ہرئی کمزور بنیادوں پر کھڑے ہیں۔ حقیقتاً بری طرح شکست خوردہ اور ذلت خوردہ ہیں۔ اخلاقی طور پر دیوالیہ شخص کو کسی کے سامنے کھڑے رہنے کی جرائت نہیں ہوتی ہیں۔ اخلاقی ہمیں بکارتے رہے، مدد کے لیے بلاتے رہے، انہوں نے توانیا فرض اور حق

﴿ وَإِن اسْتَنْصَرُو کُمُ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْکُمُ النَّصُرُ ﴾ [الانفال: ٧٦] ''اوراً گروہ تم سے دین کے واسطے سے مدد طلب کریں تو تم پران کی مدد کرنالازم ہے۔''

ادا كرديا۔اينے ان كلمه كومسلمان بھائيوں كى مدد كرنا ہم يرفرض تھا كيونكه بيقر آن كا حكم

یہود ونصاری سے دوستی کا انجام:

ہمارے بیرعراقی بھائی اب بھی بڑی جرائت کے ساتھ ان شیطانی فوجوں کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اب اپنی غلطیوں کی



تلافی کرتے ہوئے ان کی ہرممکن مدد کو پہنچیں۔غزوۂ احد کے بعد مسلمانوں نے اپنی اصلاح کرلی تو پھر مسلسل فتوحات نے دوبارہ ان کے قدم چوہے اور بالآخر پورے جزیرۃ العرب پر اسلام چھا گیا۔ہم بھی اپنی کممل اصلاح کرکے کھڑے ہوجا ئیں، کفار کے ساتھ دوستیاں لگانا چھوڑ دیں۔ میساری تباہی اسی کا نتیجہ ہے۔قرآن نے ہمیں صدیوں پہلے بتادیا تھا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصْرَى اَوُلِيَآءَ ﴾ [المائده : ٥١]

''اے ایمان والو! یہود ونصار کی کواپنا دوست نہ بنانا۔''

لیکن ہم نے بیقر آنی تھم نہ مانا اور آج ان کی' دوستیاں' سب کے سامنے ہیں۔
صدام نے ایک عیسائی طارق عزیز کو پہلے وزیر خارجہ اور پھر نائب وزیر اعظم
بنائے رکھا۔ اب اسے' گرفتار''کرنے کی خبریں آئی ہیں لیکن حقیقتاً بیگرفتاری نہیں
بلکہ وہ اپنا بندہ بحفاظت لے گئے ہیں۔ اس کے بارے میں خود اتحادیوں کا کہنا ہے
کہ وہ صدام کا بہت قریبی اور بااعتماد رہا ہے اور اس سے بہت سے اہم رازملیں گ۔
اصل بات بیہ کہ وہ پہلے بھی راز دیتا رہا اور اب بھی دے گا۔ بیسب تباہیاں ایسے
''بااعتماد'' مشیروں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ قرآنی تھم سچا کیسے نہ ثابت ہو۔ اس کے بارے
میں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے آخروفت پر ویٹیکن سے رابطہ کیا تا کہ اسے عیسائی
ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کہا جائے۔ علاوہ ازیں اس نے اپنا آخری دورہ بھی ویٹیکن
کا کیا تھا جو یوپ کا شہر ہے۔ (ڈان ۲۰۰۳۔ ۲۱۔ ۲۱)

3000000000000000



اب برطانیہ کے اخبار سنڈے ٹیلی گراف نے انکشاف کردیا ہے کہ طارق عزیز امریکہ کے لیے جاسوی کیا کرتے تھے۔ ریڈیو تہران کے مطابق سنڈے ٹیلی گراف نے لکھا ہے کہ طارق عزیز نے مارچ کے مہینے میں امریکی فوجیوں کو صدام حسین اور فوج کے اعلیٰ کمانڈروں کی میٹنگ کے خفیہ مقام کا پیۃ تبایا تھا۔

(خبر ۱۲۰۰۳ م ۲۷۷)

غیرمسلم سر براہوں سے تو ہماری دوستیاں ہیں ہی، پاکستان سمیت کئی اسلامی ملکوں میں ہم نے غیرمسلموں کو اہم عہدےاور وزارتیں دی ہوئی ہیں۔ یوں انہیں اپنے راز دے رہے ہیں۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم ان' دوستیوں' سے باز آ جا کیں اور اس کی بجائے اپنی عوام اور فوجوں کو جہاد کے لیے تیار کریں ہمارے بجٹ کا سب سے زیادہ حصہ فوج پرخرچ ہوتا ہے لیکن کیا قوم انہیں اتنا پیسہ اپنے اللوں تللوں پر ضائع کرنے کے لیے دیتی ہے۔ کیامسلم ممالک کے بیفوجی افسر پچھ کیے بغیرا پئے سینوں پر تمنے اور میڈل سجانے کے لیے ہیں۔ جب ان جرنیلوں نے مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت ہی نہیں کرنی اور جب وقت پڑے تو پھر دیمن سے زمینی حقائق کے نام پر سودے بازی کر کے اپنی عیاشیوں اور آرام طلبوں کو تحفظ دے دینا ہے تو ان پر اتنا پیسہ خرچ کرنے کا قوم کو کیا فائدہ؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے فوج کے ادارے کو ملک وملت کے تحفظ کا ذریعہ بنانے کی بجائے اسے بھی اپنے شاندار مستقبل اور کیرئیر کا ادارہ بنایا ہوا



آج امریکہ کا توبہانہ ہے کہ وہ بہت بڑی طاقت ہے، اس سے نگرانا ''آ! بیل مجھے مار' یا بیل سے خود جا کر نگرانے والی بات ہے۔لیکن اے میں کیا ہوا تھا۔ بھارت جیسی تقریباً برابر کی طاقت کے آگے ہمارے جر نیلوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نوے ہزار فوجیوں کی صورت میں اتنی بڑی فوج کو بھارت کے حوالے کیا جس کی تاریخ اسلام میں مثال نہیں ملتی۔ بیسب کچھاس وجہ سے ہوا کہ ہم نے فوج کو ایک جہادی ادارہ نہیں بلکہ دنیاوی ترقی اور عیش طلی کا ادارہ بنالیا۔ دنیا سے محبت کے نتیج میں موت سے کراہت اور بزدلی پیدا ہوتی ہے جسے پھر ہم زمینی حقائق کی صورت میں چھپانے کی سے کراہت اور بزدلی پیدا ہوتی ہے جسے پھر ہم زمینی حقائق کی صورت میں چھپانے کی بہادری اپنی غریب اسلام پیندعوام پر چلتی ہے۔کا فروں کے آگے یہ بڑے مصلحت بہادری اپنی غریب اسلام پیندعوام پر چلتی ہے۔کا فروں کے آگے یہ بڑے مصلحت بہادری اپنی غریب اسلام پیندعوام پر چلتی ہے۔کا فروں کے آگے یہ بڑے مصلحت بہند،امن پیند،امن پیند، امن پیند، امن پیند کے ایک کی بین جاتے ہیں۔

آج بھی یہ فوجی حلقے کہتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ جنگ جھڑگئی تو پاکستان دس پندرہ دن سے زیادہ کھڑا نہیں رہ سکے گا۔

آہ!ان سے زیادہ تو عراتی عوام بہادر نکلی۔صدام کی فوج تو جنگ لڑنے کے لیے زیادہ باہر نکلی ہی نہیں ، بیساری دنیا جانتی ہے۔ بیصرف نہتے عراقی عوام ہی تھے کہ جنہوں نے اکیس دن تک شیطانی فوجوں کا راستہ رو کے رکھا۔کاش ان کے ساتھ ایک دوملکوں کی فوجیں بھی شامل ہوجا تیں تو آج حالات کا نقشہ کچھاور ہوتا..... پھرامریکہ کو

300000000000000



دوبارہ کسی مسلم ملک پرحملہ کی جرأت نہ ہوتی لیکن ظاہر ہے ہماری فوجیس اسی وقت ہی لڑسکتی ہیں جب ہم انہیں ایک سیکولرا دارہ بنانے کی بجائے دین اورملت کے لیے جان نچھاور کرنے والا ادارہ بنائیں.....اگرہارے پاس کم طاقت اور کم ٹیکنالوجی کا بہانہ ہے تو پھراس کی کمی جہادی جذبے سے دور کی جاسکتی ہے۔ دین سے محبت، جنت کی طلب اورشہادت کی جاہت کا جذبہ ہی فوجوں کوٹر نے برآ مادہ کرتاہے اور اگر کسی فوج سے بیروح بھی نکال دی جائے تووہ ایک دن بھی جم کر نہیں لڑسکتی۔اےء کی پاک بھارت جنگ، ۲۷ء کی عرب اسرائیل جنگ اور اب امریکہ عراق جنگ میں ہماری فوجوں کا حال سب کے سامنے ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دینی و جہادی جذبہ اگر نہ ہو، صرف طاقت اور ٹیکنالوجی میں ہم کافروں سے بالاتر ہو بھی جائیں ،تب بھی مسلم فوجیں فتح یاب نہیں ہوسکتیں ۔غزوۂ حنین اس کی مثال ہے کہ مسلمان بارہ ہزار ہوکر بھی چار ہزار کافرفوج سے وقتی طور پرشکست کھا گئے کیونکہ مسلمانوں نے تعداد اورقوت پر گھنٹد کیا تھا، حالانکہاس سے پہلےغزوہ بدراور دوسرے معرکوں میں بہت کم تعداد اور کم اسلح کے ساتھ فتح یاب ہوتے رہے۔

وقت کی اہم ترین ضرورت:

اس لیے آج اگر ہم اپنی بقا چاہتے ہیں تو پھرفوج اورعوام دونوں میں جہادی جذبے کی روح پھونکیںاس پھونک سے کا فروں کے بڑے بڑے دیئے (ان شاء اللہ) بچھ جائیں گے۔لیکن ہم تو ملک وملت کے لیے جان دینے والے مجاہدوں کوخود

حصولي مقوط كابل و بغداد من المحالي الم

ہی دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ بیترک جہاد ہی دراصل آج ہمارے اوپر عذاب الٰہی کی وجہ ہے۔ ذرا قرآن پاک کی بیآیت ملاحظہ فرمائے ،جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا يُّهُا الَّذِينَ امَنُوا مَا لَكُمُ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ النَّهِ اللَّهُ اللهُ اللَّهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الللَّهُ اللهُ الل

''اے ایمان والو اِسمبیں کیا ہوگیا ہے، شہیں اللہ کی راہ (جہاد) میں نکلنے کے لیے کہاجا تاہے تو تم زمین سے چمٹ کررہ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو؟ جان رکھو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت میں بہت کم ثابت ہوگا۔ اگرتم (جہاد) کے لیے نہ اٹھ تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تہاری جگہ کوئی غیرقوم لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی بگاڑنہ سکو گے اور اللہ ہر چیزیر قادر ہے۔''

سننجل او نامرادی سے کھیلنے والے!

اس لیے آیے اللہ کی بینافر مانیاں چھوڑ دیں۔فوج اورعوام دونوں جہاد کے لیے کمر بستہ ہوں اور جہاد کوصرف غیرعسکری قتم کے جہاد تک محدود نہ کریں کیونکہ قرآن و



حدیث میں جہاں بھی جہاد کی بات آئی ہے، اس سے مراد عموماً عسکری جہاد ہی ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے گھر اور معاشرے کی بھی مکمل اصلاح کریں۔ انہیں شرک و بدعات اورمغر فی تہذیب کے اثرات سے پاک صاف کریں، جھوٹ، چوری، غيبت، كرپشن، قتل، زنا، رشوت،لوك مار چيور ديں۔خود كوعيا شيوں اور فحاشيوں كا خوگر بنانا بند کریںلباس ، جامت، چره اسلامی بنائیں ، بردے کا پورا اہتمام کریں۔حلال وحرام کی تمیز کریں۔ منافقتیں ختم کریں۔ تعیشات حچھوڑ دیں۔بڑی بڑی کوٹھیاں، بلڈنگیں، محلات پیسب عذاب الہی کو دعوت دیتی ہیں۔ ہم اپنی دولت کا بڑا حصہ گھروں کی تعیشات ،غیر ضروری سجاوٹوں، آ رائشوں اور پرتعیش تقریبات پر ضائع کرتے ہیں۔جس کے پاس جتنی دولت ہے، الله کی امانت ہے۔اس میں غریوں،مسکینوں اوراللہ کی راہ میں نکلے ہوئے مجاہدوں کا حصہ ہوتا ہے۔اسے ہم دعوت و جہاد کے کام کومضبوط کرنے میں خرج کریں تو اللہ جمارے وسائل میں اس سے زیادہ اضافہ فرمائے گا۔ورنہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو سب سے پہلے یہی بڑی کوٹھیاں اورمحلات ہی نشانہ بنتے ہیں اور پھرآ خرمیں کھنڈر بن کر درس عبرت دے رہی ہوتی ہیں۔

الله تعالى جميں سوچنے سمجھنے اور عمل كرنے كى توفيق عطا فرمائے۔ آمين!

>00000000000000000



اللّٰدا پنے بندوں کی مدد کب کرتا ہے؟ مولا نامجہ پوسف طبی

www.KitaboSunnat.com







اللهابیخ بندوں کی مدد کب کرتا ہے؟

یہ بات محتاج دلیل نہیں ہے کہ بنی نوع انسان کی ابتداء سے ہی اولیاء الشیطان اور اولیاء الرحمٰن کا مقابلہ جاری ہے۔ ابلیس اپنے لشکروں کی مدد کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالی اپنے مجاہدین کے ساتھ ہوتا ہے۔ نصرتِ الہی صرف وعدوں کی حدتک نہیں ہے بلکہ آسان کی آ نکھ ایسے بے شارمنا ظرد کیھ چکی کہ اللہ تعالی مافوق الفطرت اور محیر العقول حد تک اپنے برگزیدہ بندوں کی مدد کرتا ہے، کیونکہ وہ تمام کا نئات کا خالق و مالک ہے۔ ہر چیز اس کے علم کی پابند ہے چھروہ جہاں چا ہتا ہے وہاں مدد کرتا ہے اور وہ نہایت غیور ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قادر مطلق ہے، اس کی قوت کا کوئی حساب نہیں ہے۔ فروت الہی :

کسی بھی دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے سب سے پہلے اس کے بارے میں معلومات کا ہونا ضروری ہوتاہے اوراللہ تعالیٰ تو پھر ظاہر اور چیپی ہوئی ہر چیز کو جانتا



ہے۔

﴿ وَمَا تَسُقُطُ مِنُ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعُلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمْتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطُبٍ وَّ لَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيُنٍ ﴾
اللازام و لا رَطُبٍ وَ لا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيُنٍ ﴾

''ہر گرنے والے پتے کی اس کوخبر ہے اور زمین کے اندر دانے اور ہر تر و خشک چیز کاعلم اللہ کی کتاب مبین میں موجود ہے۔''

الله تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے، ہراوٹ اس کے لیے عیاں ہے، ہرراز اس کے لیے عیاں ہے، ہرراز اس کے لیے بیاں ہے۔ لیے بیاں ہے۔

ان معلومات کے بعد کسی دشمن کے مقابلے کے لیے عُدّ ۃ واعداد (تیاری) کی ضرورت ہوتی ہے۔ افرادی قوت اوران کی تیاری چاہیے ہوتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا حف

﴿ وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرُضِ ﴾ [الفتح: ٧]

''زمین وآسان کے سب شکراس کے ہیں۔'' ہوائیں، آوازیں،بارش، دھند کئے، برف، یانی، چڑیاں،غرض ہر چیز اس کالشکر

یں بہتات کا بیرحال ہے کہ رسول ہے، جس سے حیاہے کام لے لے اور پھر فرشتوں کی بہتات کا بیرحال ہے کہ رسول اللہ طابقائیاتی نے فرمایا:

(اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنُ تَثِطَّ مَا فِيُهَا مَوُضِعُ اَرُبَعِ اَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكُ وَاضِعٌ جَبُهَتَهُ لِلَّهِ سَاجِدًا)

المحمولية المحمو

[جامع ترمذى ، كتاب الزهد ، باب ما جاء في قول النبي عَلَيْكَ : ٢٣١٣، ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب الحزن والبكاء : ٩٠١٤]

''آسان چنجتا ہے اور اس کے لیے حق ہے کہ وہ چڑچڑا ہٹ کرے کیونکہ آسان میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں جہاں فرشتے اپنی پیشانی اللہ کے لیے سجدہ میں رکھے ہوئے نہ ہوں۔''

اور پھران کی طاقت کا اندازہ اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے فرمایا:
﴿ عَلَّمَهُ شَدِیدُ الْقُواٰی _ ذُو مِرَّةٍ فَاسُتَوٰٰی ﴾ [النحم: ٥-٦]

"آپ طفی آیا کے لوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے جوزور آور ہے،
پھروہ سیدھا کھڑا ہوگیا۔''

مزید سورهٔ هود میں اللہ نے فرشتوں کی طاقت کو اس انداز میں بیان کیا ہے:

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اَمُرُنَا جَعَلُنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمُطُرُنَا عَلَيُهَا

حِجَارَةً مِّنُ سِجِّيلٍ مَّنُضُودٍ ﴾ [هود: ٨٢]

''جب لوط عَلَيْلاً کی قوم پر ہماراعذاب آیا تو ہم نے ان کی بہتی کوالٹ ملیٹ کیا اوران پرنو کیلے پھروں کا تہ ہہتہ مینہ برسایا۔''

اوراس سب پرمسزادىيكە وە فرشتے الله تعالى كى نافرمانى نهيں كرتے: ﴿ لَا يَعُصُونَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمُ وَ يَفُعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾

[التحريم:٦]

''وہ اللہ تعالیٰ کی نافر مانی نہیں کرتے جو وہ ان کو حکم دیتا ہے اور جوان کو حکم



دیاجا تا ہے اسے وہ کر گزرتے ہیں۔"

قوم عاد نے کہا تھا کہ ﴿ مَنُ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ﴾ "جم سے برى سيرياوركون سی ہے؟''الله تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَ وَ لَمُ يَرَوُا اَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمُ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمُ قُوَّةً ﴾

[فصلت : ۱۵]

''ان کونظر نہیں آتا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت والاہے۔''

پھراللہ تعالیٰ نے ان پر تیز ہوا کے شکر کو بھیجا جس نے ان کو ملیا میٹ کر دیا۔

﴿ وَفِيُ عَادٍ إِذُ اَرُسَلُنَا عَلَيْهِمُ الرِّيُحَ الْعَقِيٰمَ ٢ مَا تَذَرُ مِنُ شَيْيٍءٍ

[الذاريات : ٤٢]

اَتَتُ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتُهُ كَالرَّمِيْمِ » "اور عاد کی (قوم کے حال) میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر نامبارک ہوا چلائی۔ وہ جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کیے بغیر نہ حيوڙتي-'

پھر بھی جیرت ہے کہ ناچیز بندہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ اس کے سامنے تکبر کا ارتکاب کرتاہے۔ اللہ تعالی فرما تا ہے کاش! ظالم غور کریں کہ جب وہ عذاب کود مکھرہے ہوں گے تو کہیں گے کہ:

﴿ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴾ [البقرة:٥٦٦]



''طاقت توساری اللہ ہی کے پاس ہے۔''

اللہ کے وعدے:

کمال علم و قدرت رکھے کے باوجود اللہ اپنے بندوں کو مدد کی یقین دہانی کروا تا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَوْمَ يَوْمَ الْنَشْهَادُ ﴾ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴾

'' ہم ضرورا پنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں اور مومنوں کی بھی دنیا میں بھی اور اس دن بھی جس دن گواہ کھڑے کیے جائیں گے۔''

دوسری جگہارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدُ سَبَقَتُ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرُسَلِيُنَ إِنَّهُمُ لَهُمُ الْمُهُمُ الْمُلْبُونَ ﴾ [الصَّفَّت: ١٧٣] الْمَنُصُورُونَ وَ إِنَّ جُنُدَنَا لَهُمُ الْعُلِبُونَ ﴾ [الصَّفِّت: ١٧٣] "مارارسولول سے پرانا وعدہ ہے کہ وہی مدد کیے ہوئے ہیں اور ہمارالشکر ہی غالب ہوگا۔"

اسی طرح ایک جگهارشادر بانی ہے:

﴿ وَ كَانَ حَقَّا عَلَيْنَا نَصُرُ الْمُؤمِنِيْنَ ﴾ [الروم: ٤٧] " (مومنوں كى مددكرنا ہم پر فرض ہے۔"

>00000000000000000



مظاہرنصرت الہی:

الله تعالى وعده خلا في نهيس كرتا:

﴿ وَمَنُ اَوُ فَىٰ بِعَهُدِهِ مِنَ اللَّهِ ﴾ [التوبة:١١١]

''الله تعالیٰ سے زیادہ وعدہ میں وفا دار کون ہوسکتا ہے؟''

اور تاریخ شامد ہے کہ اللہ تعالی نے کمزور مسلمانوں کی مدد کی ۔ابراہیم عَالینا کو آگے سے بچالیا۔ موسیٰ عَالینا کو فرعون سے نجات دی۔ بدر وحنین وغیرہ میں فرشتے نازل فرمائے، بلکہ خود بھی حصہ لیا۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِذْ يُوحِيُ رَبُّكَ إِلَى الْمَلْفِكَةِ أَنِّي مَعَكُمُ ﴾ [الانفال:١٦] ﴿ إِذْ يُوحِي رَرَبًا هَا كَهِ مِن ال "المَعْقَالِةِ إِيادِ فَرَمَا كَيْنِ جَبِ تِيرارِبِ فَرشتوں كووحى كررہا تھا كہ مِين ہى تہمارے ساتھ ہوں۔''

پستم مومنوں کو ثابت قدم رکھو، میں کا فروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پھرتم ان کی گردنوں پر مارنا اوران کے ہر جوڑ پر مارنا۔



اورآپ نے صبر کا مظاہرہ کیا،ان لوگوں کودل سے معاف کردیا،اس عفو کا نتیجہ بڑا
دوررس برآ مد ہوا۔ اس طائف سے بڑے بڑے مسلمان جرنیل اٹھے۔جنہوں نے
سلطنت اسلامیہ کی حدود میں بہت اضافہ کیا۔ محمد بن قاسم قیام پاکستان کی راہیں ہموار
کرگئے،اس کے پیچھے پیارے نبی میشے بیاتم کا جذبہ رحم وعفو پوشیدہ ہے۔ (یادرہے کہ محمد
بن قاسم کا تعلق طائف کے قبیلے بنو ثقیف سے تھا)

الله کے بندے سے سلوک:

عمومی طور پر اللہ اپنے بندہ پر دحیم وکریم ہے، شفق ہے۔ ایک عورت کا بچہ گم ہوگیا پھر مل گیا تورسول اللہ طشے آئے فرمایا: ''کیا خیال ہے بیعورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے۔'' کہا گیا'' نہیں'' تب آپ طشے آئے نے فرمایا:

(اَللَّهُ اَرُحَمُ مِنُ هَذِهِ بِوَلَدِهَا »

''الله اس عورت ہے بھی زیادہ اپنی مخلوق پررتم کرنے والا ہے۔''

لیکن چونکہ بید دنیا دار کا امتحان ہے لہذا یہاں پر اللہ تعالی بندہ سے ویسا ہی سلوک کرتا ہے، جبیبا کہ وہ کرتا ہے ۔تا ہم اگر بندہ اچھا سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر بہتر سلوک کرتا ہے۔ چندمثالیں عرض خدمت ہیں،ارشادر بانی ہے:

﴿ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُم ﴾

"انہوں نے اللّٰہ کو بھلا دیا اللّٰہ تعالٰی نے ان کو بھلا دیا۔''

>0000000000000000



﴿ قَالَ كَذَٰلِكَ اَتَتُكَ ايْاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوُمَ تُنَسَى ﴾ [طه: ٢١٢٦]

"اس طرح تیرے پاس ہماری آیات آتی رہیں اور تم نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح (روز قیامت) آج ہم نے تم کو بھلادیا۔"

تو ثابت ہوا کہ جو آ دمی رب ذوالجلال سے روگردانی کرتا ہے، اللہ تعالی اس کے ساتھ یہی سلوک کرتا ہے۔

دوسری طرف اگر بندہ اللہ کو الگ بیٹھ کریاد کرتا ہے تواللہ بھی بندے کوالگ سے یاد کرتا ہے اور اگر بندہ اپنے رب کا ذکر لوگوں کو جمع کرکے کرتا ہے تو اللہ بھی پاک فرشتوں کو جمع کرکے اس کے تذکرے کرتا ہے۔

بكه الله تعالى نے حدیث قدسی میں تو یون فرمایا ہے كه:

(اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبُدِى بِي وَاَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي فَي مَلَإٍ ذَكَرَنِيُ فِي فَي مَلَإٍ ذَكَرَنَهُ فِي مَلَإٍ نَعُرَبًا خَيْرٍ مِّنَهُمُ وَإِنْ تَقَرَّبَ اللّهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبُ اللّهِ فِي اللّهِ فَرَاعًا وَإِنْ اَتَانِي يَمُشِي اَتَيْتُهُ هَرُولَةً ﴾ اللّه على فراعاء ، كتاب التوحيد ، باب قول الله تعالى ويحذركم الله : ٥ ٧٤٠ و صحيح مسلم كتاب الذكر و الدعاء ، باب الحث على ذكر الله

'' میں اپنے بندے کے گمان کے بھی قریب ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا



ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر بندہ ایک بالشت میری طرف آتا ہے تو میں ایک قدم اس کی طرف آتا ہوں اور اگر ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف بھا گتا چلا آتا اگر بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف بھا گتا چلا آتا ہوں۔''

اگر بندہ اپنے رب یا مومنوں سے نعوذ باللہ مذاق کرتا ہے تو اللہ بھی اس کا اس انداز سے جواب دیتا ہے:

﴿ وَإِذَا لَقُوُاالَّذِينَ امَنُوا قَالُواۤ امَنَّا وَ إِذَا خَلُوا اللَّهِ شَيْطِينهِمُ وَاذَا نَعُولُ اللّٰهُ يَسْتَهُزِئُ بِهِمُ ﴾ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمُ إِنَّمَا نَحُنُ مُسْتَهُزِءُ وُنَ۞ اَللّٰهُ يَسْتَهُزِئُ بِهِمُ ﴾ [البقره: ١٤-١٥]

''اور بیاوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (ان سے) سے کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (پیروانِ محمد طلقے آئے سے) تو ہم ہنسی کیا کرتے ہیں ان (منافقوں) سے اللہ ہنسی کرتا ہے۔''

﴿ يُخْدِعُونَ اللّٰهَ وَ الَّذِينَ امَنُوا وَ مَا يَخُدَعُونَ اِلَّا أَنُفُسَهُمُ وَ مَا يَخُدَعُونَ اِلَّا أَنُفُسَهُمُ وَ مَا يَشُعُرُونَ ﴾] البقره: ٩]



'' وہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حقیقت میں تو وہ صرف اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں اور وہ اس کی سمجھ بھی نہیں رکھتے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُخْدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُم ﴾ [النساء: ١٤٢] "وه الله سے دهوكا كرنے كى كوشش كرتے ہيں حالانكہ الله ان سے دهوكا كرنے والا ہے۔"

لیکن اس کے مقابلہ میں اگر بندہ اپنے رب کے دین کی حفاظت کرے تو اللہ بھی اس کی حفاظت کرتا ہے۔ رسول اللہ ملٹ علیج نے ابن عباس فرانچ سے فر مایا:

(يَاغُلَامُ! إِحُفَظِ اللَّهَ يَحُفَظُكَ إِحُفَظِ اللَّهَ تَجِدُهُ إِمَامَكَ تَعَرَّفُ إِمَامَكَ تَعَرَّفُ إِمَامَكَ تَعَرَّفُ إِلَيْهِ فِي الشِّكَّةِ..... »

[مسند احمد: ۲/۷/۱]

''اے بچ! تم اللہ کی حفاظت کرو.....اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور اللہ کی حفاظت کرے گا اور اللہ کی حفاظت کروتم (مصیبتوں میں) اس کوسامنے پاؤ گے۔ بھلے دنوں میں اللہ کو پہچانو، اللہ مصائب میں تمہیں پہچانے گا۔''

اس طرح الله کی مدد کی جائے تو الله اس کا جواب بہت بڑی مدد کے ساتھ دیتا ہے۔جبیبا کہ فرمایا:

﴿ إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرُكُمُ وَ يُثَبِّتُ ٱقُدَامَكُمُ ﴾

[سورة محمد: ٧]

30000000000000



''اگرتم الله تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہیں ثابت قدمی عطا کرےگا۔''

نفرت الهی کے اسباب وشروط:

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ کی مدد بھی آتی ہے کہ اللہ کے دین کی مرد کی جائے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِنْ يَّنْصُرُكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمُ وَ إِنْ يَّخُذُلُكُمُ فَمَنُ ذَا اللَّهِ عَلَى اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمُ وَ إِنْ يَّخُذُلُكُمُ فَمَنُ ذَا اللَّذِي يَنْصُرُكُمُ مِّنُ بَعُدِهِ ﴾ [آل عمران: ١٦٠] "أكر الله تمهارى مدد كري تم ير غالب نهيں آسكا اوراگر الله تعالى تمهاراساتھ چھوڑ دے تو بتلاؤ كون ہے جو اس كے بعد تمهارى مدد كريكے هائ

ذیل میں ہم اللہ کی مدد کے کچھ اسباب وشروط ذکر کرتے ہیں۔

🛈 الله کے دین کی مدد:

سابقہ نصوص سے ثابت ہو چکا کہ اللہ کے دین کی مدد کرنے سے اللہ بندوں کی مدد کرنے سے اللہ بندوں کی مدد کرتا ہے اور اگر اللہ کے دین کی نصرت کی بجائے اپنی ترجیحات قوم، ملک، وطن کو بنالیا جائے تو اللہ کی مدد رک جاتی ہے ۔ کا فرمسلمان کو نہتا کرکے مارتے ہیں۔ اگر چہ وہ وطن و ملک اسلامی ہی کیوں نہ ہو، کسی بھی سرز مین کی اہمیت اس پر نافذ ہونے والے اسلام کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ جس قدر اللہ تعالیٰ کا قانون لاگو کیا جائے گا اس



قدروه خطهُ زمين الله كومحبوب تربهوتا جائے گا۔

🛈 ايمان بالله:

الله کی مدد کے نزول کے لیے اہم شرط یہ ہے کہ بندہ میں ایمان موجود ہو، الله تعالی کافرمان ہے:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَ لَا تَحْزَنُوا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمُ مُّؤُمِنِينَ ﴾

[آل عمران : ١٣٩]

'' کمزور نه بنواور نه بی غم کھا ؤاورتم ہی غالب رہو گے اگرتم مومن ہو۔''

ایمان سے مرادعقائد کی درتی بھی ہے اورایمان کی محبت بھی۔ بیمجب ہی ہے جو ایماندار کو گھر سے نکال باہر کرتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

((تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنُ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي، وَ إِيُمَانًا بِي، وَ تَصُدِيُقًا بِرُسُلِي فَهُوَ عَلَىَّ ضَامِنٌ أَنُ أَنُ أَذُخَلَهُ الْجَنَّةَ ﴾ أَذُخَلَهُ الْجَنَّةَ ﴾

[صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد و الخروج:١٨٧٦]

''الله تعالیٰ نے اس شخص کی ضانت دی ہے جواللہ کے راستہ میں نکلتاہے،

اس کو صرف جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ پر ایمان اور رسولوں کی تصدیق ہی

باہر نکالتی ہے کہ اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔''

تووہ ایمان جونصرت الہی کا مستوجب ہوتا ہے وہ بندے کو گھر سے نکلنے پر مجبور



بھی کردیتاہے اوروہ مال و جان، اولاد، کا روبار قربان کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ یہی وہ ایمان ہے کہ جس کے رشتہ کی وجہ سے وہ سمندر پار بہن، بیٹی کو اپنی بیٹی تصور کرتے ہوئے ان کے لیے نکل کھڑا ہوتاہے اور طاغوت کی تھینجی ہوئی کلیروں اور حدود وقیود میں مقید نہیں ہوتا۔اس طرح کے ایمان والوں کوغلبہ ملا کرتاہے اور ایسے وفا دار کو اللہ کے بارومددگار نہیں چھوڑا کرتا۔

🗇 قال في سبيل الله:

قال فی سبیل اللہ، اللہ کی مدد کو تھنج لانے کا سبب بنتا ہے۔ رسول اللہ طلع اللہ اللہ علیہ اللہ علیہ کے میدان میں اپنی جمع پونجی ساس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ ما جمعین کولے کر قال کرنے کے لیے میدان میں اترے ، اللہ تعالیٰ نے دعا کیں بھی کیس ، اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں کا لشکر روانہ فرمایا اور خود بھی حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یہ سب فوائد قال کے ہیں لیکن اگر طاقت کے باوجود قال سے روگردانی کی ۔



جائے بلکہ قبال ومجاہدین کی مخالفت یا حوصلہ شکنی کی جائے اور دعا کیں یہ ہوں کہ اے اللہ! دشمن کی تو پوں میں کیڑے ڈال دے تو اس طرح اللہ کی مدد نہیں آتی بلکہ اللہ کی مدد نہیں آتی بلکہ اللہ کی مدد ورحمت تو اس وقت جوش میں آتی ہے جب نہتے تین سوتیرہ میدان سجائے کھڑے ہوں اور دعا یہ ہو:

''اے اللہ! اگریہ جماعت قتل ہوگئی تو تیری کبھی عبادت نہیں کی جائے گی۔''

🕝 امتحان پاس کرنا:

الله کی مددایک انعام ہے، جوامتحان کے بعد پاس ہونے والوں کو ملتا ہے اور بیہ الله کی سنت وفطرت ہے۔قاعدہ ہے کہ الله تعالیٰ امتحان کے بعد مدد نازل کرتا ہے اور جتنا ایمان مضبوط ہو، اتنا ہی امتحان کڑا ہوتا ہے اور اس پرصبرو استقامت وکھانے والوں کو اتن ہی بڑی مدد ملتی ہے۔رسول الله طلق عینے نے فرمایا:

﴿إِنَّ النَّصُرَ مَعَ الصَّبُرِ وَ إِنَّ الْفَرُجَ مَعَ الْكُرُبِ﴾

[مسنداحمد: ۲/۲۰۳۱

'' مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے اور کشادگی مصائب کے بعد ہوتی ہے۔'' اللّٰہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنَبُلُونَكُمُ حَتَّىٰ نَعُلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمُ وَ الصَّبِرِينَ وَنَبُلُو الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمُ وَ الصَّبِرِينَ وَنَبُلُو الْحَمد: ٣١]

>0000000000000000

عنوط كابل وبغداد كالمحمد المحمد المحم

''ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے حتیٰ کہتم میں مجاہدین اور صبر کرنے والوں کو پیچان لیں۔''

رسول الله طلتي عليم في فرمايا:

حضرت خباب بن ارت رفائن فرماتے ہیں: ''ہم نے مکہ کے کافروں کے ظلم کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ طلقے تھے۔ تذکرہ کرتے ہوئے آپ طلقے تھے۔ ہم نے کہا آپ طلقے تقیار ہم نے کہا آپ طلقے تقیار ہم نے کہا آپ طلقے تاہم کے اللہ سے مدد کیوں طلب نہیں فرماتے، آپ ہمارے لیے دعا کیں کیوں نہیں فرماتے۔ آپ طلقے تی نے فرمایا:

''تم سے پہلے مسلمانوں کو لایا جاتا ۔ گڑھا کھود کر گاڑ دیاجاتا پھر آری کے ساتھ چیر پھاڑ دیاجاتا اور لوہے کی تنگھی کے ساتھ گوشت اور ہڈیاں الگ کردی جاتیں۔اس کے باوجودوہ دین پر قائم رہتا۔''

﴿ وَاللَّهِ لَيُتِمَّنَّ هَذَا الْأَمُرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنُ صَنَعَاءَ الله كَوْاللَّهِ لَيُتِمَّن صَنَعَاءَ الله كَوْاللَّهُ أَو الذِّئبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلكِنَّكُمُ

3000000000000000



تَسُتَعُجلُونَ »

[صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام حدیث:۳۲۱۲]

''اللّٰه کی قشم ہے! اللّٰه اس معاملہ کو پورا کر کے چھوڑ ہے گا۔ حتیٰ کہ مسافر صنعاء (یمن) سے حضر موت تک چلے گا، اس کو اللّٰہ کے سواکسی کا خوف نہ ہو گا اور نہ ہی جھیڑیے کا خوف بکریوں پرلیکن تم جلد باز ہو۔''

رب ذوالجلال نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿ اَمُ حَسِبُتُمُ اَنُ تَدُخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاتِكُمُ مَّثَلُ الَّذِينَ خَلُوا مِنْ قَبُلِكُمُ مَسَّتُهُمُ الْبَاسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوا حَتَى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ امْنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصُرُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ قَريُبُ ﴾ [البقره: ٢١٤]

''کیاتمہارایہ گمان ہے کہ تم ایسے ہی جنت میں چلے جاؤگ اور حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس سابقہ مسلمانوں کی مثالیں نہیں آئیں۔ان کو مصبتیں، بلائیں پہنچیں اور ہلا کرر کھ دیا گیا، حتی کہ اللہ کے رسول طبیع آئے مومن یہ پکار اٹھ کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔'' دوسری آیت مبارکہ میں ہے۔

﴿ وَلَقَدُ كُذِّبَتُ رُسُلٌ مِّنُ قَبُلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَ الْوَقَادُ كُذِّبُوا وَ الْوَقَادُ مَا كُذِّبُوا وَ الْوَقَادُ مَا كُذِّبُوا وَ الْوَقَادُ مَا كُذِّبُوا وَ الْوَقَادُ اللَّهُمُ نَصُرُنَا ﴾ [الانعام: ٣٤/٦]



''البنة آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا اور انہوں نے صبر کیا اس بات پہ کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایزا دیے گئے حتیٰ کہ ہماری مدد آگئی۔''

[الانعام: ٣٤]

﴿ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمْتِ اللَّهِ ﴾

''الله كى لكھت نہيں بدلتی۔''

بندے سے محبت کی نشانی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

(مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيراً يُصِبُ مِنهُ)

[صحیح البخاری ، کتاب المرض، باب ما جاء فی کفارة المرض، حدیث:٥٦٤٥]

> ''الله جس سے خیر جا ہتا ہے اسے آ زمائش میں ڈال دیتا ہے۔'' ان حالات میں پریثان وہ ہوتے ہیں' جوجلد باز ہوں۔

ضعفاء وفقراء کی مدد کرنا:

نصرت الہی کا ایک وسیلہ بی بھی ہے کہ اپنے اندرموجود کمزورلوگوں ایتام، بیوگان، فقراء،مساکین کا خیال رکھا جائے ۔ان کی کفالت کی جائے،مسافرین،طالبانِ علم اور مختاج لوگوں کا خیال رکھا جائے،تو اس سے اللہ کی مدد بھی آتی ہے اور رزق میں بھی



اضافه ہوتا ہے۔ حدیث نبوی ہے:

(إِنَّكُمُ تُنُصَرُونَ وَ تُرُزَقُونَ بِضُعَفَاءِ كُمُ »

[صحيح البخاري ، كتاب الجهاد ، باب: ٧٦]

''تم صرف کمزورلوگوں کی وجہ سے رزق دیے جاتے ہواور مدد کیے جاتے ہو۔''

اگرکوئی مہمان یا غریب طالب علم یا مجاہد کھانا گھرسے کھاجاتا ہے تویہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میرا نقصان ہوگیا بلکہ وہ کھانا اس کا تھا۔ تبھی تووہ کھا گیا ،میرا ہوتا تو نہ کھا تا۔ صرف اللہ نے میری تنخواہ میں اس کا کھانا ڈال دیا تا کہ مجھے آ زمائے۔

نصرت الهی اور جهادا فغان:

آج بیسوال پیدا ہور ہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کتنے ہی مخلص لوگ دنیا کے مختلف حصوں میں غلبہ دین اور مظلومین کے لیے کام کررہے ہیں اور یہ کہ مسلمان جگہ جگہ پیٹ رہے ہیں۔اللہ کی مدد کیوں نہیں آتی ؟اس کا جواب دو حصوں میں ہے۔
ا۔ بیسوال ہی غلط ہے کہ اللہ کی مدد نہیں آتی ہے بلکہ بہت آتی ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ بدرو حنین جیسی مدد نہ آنے کے گئی اسباب ہیں ان کا تذکرہ ہم بعد
 میں کریں گے۔

افغانستان میں اللہ کی بہت مدد آئی۔ آج یورپ کے عوام اسلام کو بہت پڑھ رہے ہیں۔ وہ کون سانظریۂ حیات ہے جو نہتے لوگوں کو امریکہ جیسے بھیڑیے کے مقابلہ میں

حسور عقوط کابل و بغداد کیکی کیستان کابل و بغداد کیستان کابل و بغداد کیستان کابل در بغداد کابل در بغداد کابل در بغداد کیستان کابل در بغداد کاب

کھڑے ہونے کی جرأت عطا کرتا ہے ۔گرمسلمانوں کاعالم کفروالحاد کے اتحاد کے خلاف کھڑے ہونا، چار ماہ سے زائد کلسٹر، ڈیزی کٹر، نیپام اور کروز بھوں، میزائلوں کی بارش تلے جے رہنا اللہ کی مدد کے بغیر کیے ممکن تھا؟ خود عالم کفر جیران تھا کہ کیا ہور ہاہے؟ پھراس کے بعد ڈالروں کی بوچھاڑ ہوئی جس سے مجاہدین کو محفوظ ٹھکا نوں میں سے جانا بڑا۔

آج محاط ترین انداز ہے کے مطابق اتحادی غنڈوں کے مُرداروں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ۔ ساڑھے چار ہزار اور چھ ہزار کا عدد بھی گھوم رہا ہے ۔ جبکہ مجاہدین شہداء کی تعداد اس سے کم ہے، اگر چہ عوام مسلمانوں کی شھادتیں بہت ہوئیں ۔ نتائج کے اعتبار سے دیکھ لیس عالم کفر کا اتحاد ابھی تک اپنے اہداف پورے نہیں کر سکا اور روس و چین خاموش تماشائی نہ جانے وہ کس منا سب موقع کی تلاش میں ہیں۔ اتحاد یوں پر جوابی حملے شروع ہو چکے ہیں ۔ جہاز و ہملی کا پٹر گر رہے ہیں لیکن'' فنی خرابی'' کی نذر کرد ہے ہیں لیکن' فنی خرابی اتنی کمبی نہیں کی جاسمتی جتنا کمبا پروگرام مجاہدین بنار ہے ہیں ۔ حالیہ جہاد میں مٹھی ہر نہتے جانبازوں کے خلاف دنیا کے بڑے مجاہدین بنار ہے ہیں کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے براے برسوں پہلے نبی کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے براگا۔ برسوں پہلے نبی کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے براگا۔ برسوں پہلے نبی کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے براگا۔ برسوں پہلے نبی کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے برسوں پہلے نبی کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے برسوں پہلے نبی کریم طبیع بلکہ جنگ شروع کرنے سے پہلے کتنا ٹائم اتحاد بنانے برسوں پہلے نبی کریم طبیع کی خالیات کے فرمایا تھا:

﴿ نُصِرُتُ بِالرُّعُبِ مَسِيرَةَ شَهُرٍ ﴾

[صحيح بخاري، كتاب التيمم، باب، حديث: ٣٣٥]

3000000000000000



''ایک مہینہ کی مسافت ہے بھی میرارعب مثمن پر جاتا ہے۔''

سیجی اللہ کی مدد ہے۔ آئ ظالم اتحادیوں پرجابہ بن کا اتنارعب ہے کہ ملکوں کے ملک لڑتے ہیں اور چند مجابہ بن کو قید کر کے لیے جانے کے لیے ان کو زنیجر پہنانے،
کان و آئکھیں بند کرنے کے باوجود، دو ، دو فوجیوں کے پہر ہ کے باوجود ان کو پنم بہوش کر کے منتقل کیا جا تا ہے۔ یہرعب بھی اللہ کی مدد کی ایک شکل ہے۔ دشمن پر رعب کا یہ عالم ہے کہ عرب ممالک سے اپنی فوجیں نکالنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دشمن اپنے زخم چاٹ رہا ہے۔ سوج رہا ہے کہ نہ تو مجابہ بن کا نیٹ ورک ختم ہوئے ہوا ہے بلکہ چندسوشہداء کے علاوہ تما معرب مجابہ بن امریکہ کی نفرت سے جلتے ہوئے سینے لے کر واپس وطن بہنچ چکے ہیں، جن کے خطرے سے اب فوجیں واپس لے جا نے کی باتیں ہو رہی ہیں۔

عیدالفطر کے بعد بی بی می عربی سروس میں ایک امریکی کمانڈر کا بیان نشر کیا گیا۔ اس نے بتایا کہ ہمیں دو مختلف واقعات میں ایک مجاہداورایک اونٹ نظر آیا۔ میں نے لیزر گن کے ساتھ اور دوسر ہے ساتھیوں نے بھی ان پر فائر کیا، ان کو ہم نے گر تے ہوئے بھی دیکھا مگر ڈھونڈ نے پر بھی کہیں ان کی نغش نہیں ملی ۔ دوسر ہے ہی کہ جنگ وجدال میں او پنج نئج ہوتی رہتی ہے، جب روسیوں کے خلاف جہا د ہوا تو ابتدائی سال ایسے ہی تھے۔ مجاہدین نہتے تھے، کلہا ڈوں کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے، اور جب سال ایسے ہی تھے۔ مجاہدین نہتے تھے، کلہا ڈوں کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے، اور جب ان کی آ زمائش وابتلاء کا کورس پورا ہوا تو اللہ کی مدد کے دروزا کے مل گئے ۔ پھر آ سان نے دیکھا کہ ان مٹھی بھر مجاہدین کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے روس کی پانچ لا کھ آ رمی کو

حسوط کابل و بغداد کیکی کیستی کابل و بغداد کیستی کابل در بغداد کابل در بغداد کابل در بغداد کیستی کابل در بغداد کابل در بغداد

شکست وریخت سے دوچار کیا، حالا نکہ مقابلہ میں ایک طیارہ بھی نہیں اڑایا گیا۔اس حساب سے ابھی ابتداء کا دور چل رہاہے اوراللہ تعالیٰ تسلیاں دیتا ہے:

﴿ إِنْ يَّمُسَسُكُمُ قَرُحٌ فَقَدُ مَسَّ الْقَوْمَ قَرُحٌ مِّثْلُهُ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ لَا الْاَيَّامُ لَا الْكَالِّ الْكَالِ الْاَيَّامُ لَمُ النَّاسِ ﴾ . [آل عمران: ١٤٠/٣]

''اورتم کمزوری نه دکھاؤ اورغم بھی نه کرویتم ہی اوپر رہو گے اگرتم مومن ہو۔ اگر تہمیں زخم گئے ہیں تو (کوئی بات نہیں)ان کو بھی زخم گئے ہیں بی تو اللہ تعالیٰ دن پھیرتارہتا ہے۔''

اس كے بعدا پنی واضح مدد كى تاخير كى حكمتيں بيان كرتے ہوئے فرما تا ہے: ﴿ وَلِيَعُلَمَ اللّٰهُ الَّذِينَ امَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمُ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ٢ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ امَنُوا وَيَمُحَقَ

الُكَافِرِيُنَ ﴾ [آل عمران : ١٤١_١٤٠١]

''اورتا کہ اللہ مومنوں کا ایمان پر کھے اورتم میں سے (وی آئی پی یعنی خصوصی مہمان) شہداء کا چنا و کر سکے اور اسلام کے ظاہری اور قتی غلبہ سے پریشان نہ ہونا اور ظالموں کو اللہ قطعاً پیند نہیں کرتا اور تا کہ مومنوں کا امتحان لے سکے اور کا فرول کو مٹا ڈالے۔''

ان مقاصد وعالی حکمتوں کی وجہ سے اللہ رب العزت نے جو محمد رسول الله طفیقیاتیا اوران کے پاک بازصحا بہ کو بھی وقتی ہزیمت سے دوحیار کیا۔



بدرونین جیسی مدد:

رہی یہ بات کہ آج مسلمانوں پرعہد نبوی والی مدد کیوں نہیں ہوتی، وجہ عرض کہ ہم ابھی بہت بیچھے ہیں، شاعر کہتا ہے ۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیر ی نصرت کو ابر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

حقیقت یہی ہے کہ اگر وہ والی فضا پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ بھی وہی ہے جو وعدے وفا کر کے دکھائے گا۔اگر احد کے میدان میں بھی بعض صحابہ کی ایک اجتہا دی غلطی کی وجہ سے فتح ہار میں بدل سمتی ہے تو آج کے مسلمان میں تو اتنی غلطیاں ہیں کہ غلط کو فلط کھنے کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے نصرت کے لیے ﴿إِنْ کُنتُهُ مُوّمِنِینَ ﴾ کی شرط لگائی ہے۔ پہلے آ یے ! دیکھیں کہ ہمارے ایمان واعتقاد کا کیا حال ہے۔ رسول اللہ طبیع ایک ہی ایک صحابی اپنی لونڈی لے کر حاضر ہوئے حال ہے۔ رسول اللہ طبیع ہوتا جا ہما ہوں ۔آپ طبیع ہوتا نے اس کا امتحان لیت ہوئے فرمایا!"اللہ کہاں ہے؟" بولی"آسا نوں میں۔" پھر دریافت فرمایا!"میں کون ہوں؟" بولی"آپ اللہ کے رسول طبیع ہوئے نی ایک میں۔" پھر دریافت فرمایا!" میں کون ہوں؟" ہولی"آپ اللہ کے رسول طبیع ہوئے نی ہیں ۔" پھر دریافت فرمایا!" میں کون ہوں؟" ہولی"آپ اللہ کے رسول طبیع ہوئے نہیں "آپ طبیع ہوئے نے فرمایا!" اللہ کہاں ہے؟" بولی"آپ سے اللہ کے رسول طبیع ہوئے نہیں "آپ طبیع ہوئے نے فرمایا!" اللہ کہاں ہے اللہ کے رسول طبیع ہوئے نہیں "آپ طبیع ہوئے نہیں گوئی آپ اللہ کے رسول طبیع ہوئے نہیں "آپ طبیع ہوئے نے فرمایا!" اللہ کہاں ہے؟" بولی "آپ اللہ کہاں ہے گائے کے اللہ کے رسول طبیع ہوئے نہیں "آپ طبیع ہوئے نہیں گوئی آپ اللہ کہاں ہے گائے ہوئے نہیں "آپ طبیع ہوئے نہیں گوئی آپ اللہ کے رسول طبیع ہوئے نہیں گوئی آپ اللہ کہاں ہے گائے کہائے کا معالم کی سے انسان کھر کے لیے کا کہ کوئی آپ کوئی "آپ اللہ کہاں ہوئی آپ کے لیکھوئی کے کہائے کی کہائے کے کہائے کا کھر کی سے کیا کہائے کے کہائے کی کھر کی سے کہائے کے کہائے کی کی سے کر کھر کی کے کہائے کا کہائے کی کھر کی کھر کی کہائے کے کہائے کی کہائے کی کھر کی کھر کر بیا کے کہائے کے کہائے کہائے کی کھر کر کیا کہائے کے کہائے کے کہائے کی کھر کر کیا کہ کوئی کی کھر کی کھر کر کھر کی کھر کر کھر کر کھر کر کیا کہائے کی کھر کر کیا کہائے کی کھر کر کھر کی کھر کر کھر کر کھر کر کھر کر کھر کی کھر کر کے کہائے کے کہائے کہائے کہائے کہائے کہائے کے کہائے کہائے کہائے کے کہائے کہائے کہائے کہائے کہائے کہائے کہائے کہائے کہائے کی کھر کر کھر کے کہائے کی کھر کر کھر کے کہائے کہائے کہائے کہائے کی کھر کر کھر کے کہائے کہائے کے

﴿ أُعُتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ ﴾

''اس کو آزاد کرد و پیمومنہ ہے۔''

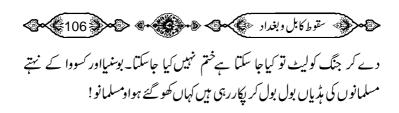
اوراگریہی پرچہ پاک وہند وافغانستان کے مسلمانوں کے سامنے رکھا جائے تو

ح ستوط کابل و بغداد ک که کابل و بغداد که کابل

90 فیصد مسلمان فیل ہو جائیں۔ کسی کااللہ دموں میں گھسا ہوا ہے۔ کسی کا چاند تاروں اور مرغز اروں میں ہیں۔ آج ہماری اکثریت اور مرغز اروں میں ہے اور کسی کا ہرجائی اور کسی کو پتہ ہی نہیں۔ آج ہماری اکثریت تو ہم پرست ہے اور جہاں تک اسلام کی عملی صورت حال کا تعلق ہے تو الا مان والحفیظ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

یا در کھیں! اللہ انسانوں کے ساتھ من حیث الامۃ ڈیل کرتا ہے نہ کہ فرد اً فرداً۔ سکول کا ٹیچراگر بچوں کوشرارتیں کرتا دیکھے توسب کومرغا بنادیتاہے حالانکہ ممکن ہے کوئی بے قصور بھی ہو۔اب سوچنے کامقام ہے کہ بیتو ہم سوال کرتے ہیں کہ مدد کیوں نہیں آرہی کیکن کیاہم نے غور کیا ہے کہ ہم نے جہاد فی سبیل اللہ کو دبا ہی لیا ہے؟ علاء بھی سوچیں عوام بھی ، حاکم بھی اور محکوم بھی ۔شریعت پر کہتی ہے کہ جب کسی مسلمان علاقے یر کفر پلغار کرے تو قریب قریب کے سب مسلمانوں پر جہاد طرح واجب ہوتا ہے ۔جہاد شروع ہوا تو ہم سے کتنے لوگ وہاں گئے ہیں ۔اگر یا کستان کی پندرہ ہیں کروڑ آبادی میں سے حالیس لا کھ ہی نوجوانوں وہاں گئے ہوتے تو کیا کافر اس طرح مسلمانوں کو کیلتا چلا جاتا اور جہاں تک مالی امداد کا تعلق ہے تواینی زکوۃ کا نہ جانے کتنا حصہ مجاہدین کو دے کر ہم اپنایہ یو چھنے کاحق محفوظ رکھتے ہیں کہ مجاہدین نے میدان ابھی کیوں نہیں مارا حقیقت میں بیسب مصائب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں اللہ کی طرف رجوع کرناچاہیے ۔ضرورت اس بات کی ہے ہم دین حنیف کی طرف لوٹیں ۔ تیاری کریں حاردن ایمان وغیرت اورآ زادی کی قسطیں دے دے کر اور سود کی قسطیں دے

www.KitaboSunnat.com







آ سمانی مدد کا موسم اور ہماری ذ مه داری ابوسعداحیان الحق شہباز

www.KitaboSunnat.com







آسانی مدد کا موسم اور ہماری ذمہ داری

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ قَالُوا وَ اَبُشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمُ تُوعَدُونَ ﴾ اللَّ تَخَافُوا وَلَا تَحُزَنُوا وَ اَبُشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمُ تُوعَدُونَ ﴾ [خم السحدة : ٢٠/٤]

''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگاراللہ ہے پھروہ اس پر قائم رہے،ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرواور نہ غم ناک ہواور بہشت کی جس کاتم سے وعدہ کیا جاتا ہے،خوشی مناؤ''

ازل ہی سے اہل ایمان سے صرف ایمان کی بنیاد پر دشمنی کی جاتی رہی ہے۔
جب بھی اس دنیا میں بیآ واز بلند ہوئی کہ اس کا نئات کا رب اللہ ہے، زمین و آسان
اس کے پیدا کردہ ہیں اور ساری مخلوقات کا خالق وہی ہے، اس نے انسانوں کو پیدا کیا
اور انکے رہنے سہنے اور کھانے پینے کے اسباب پیدا فرمائے، بے شار نعمتوں کو عطا
کرنے والا وہی ہے۔ لہذا! اس کا بیدی سے کہ اس کا نئات میں اس کا تکم چلے، اس کی



عبادت ہو، اس کے ساتھ شرک نہ ہو۔ سب لوگ اس سے محبت کریں اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں تو دنیا میں شیطان اور اس کے ایجنٹوں نے ایسے حق والوں پر مختلف قتم کے الزامات لگا کر جھوٹے پر اپیگنڈے کے زور پر لوگوں کو غلط گائیڈ کر کے ان کے خلاف ابھارا اور ان سے دشمنیاں کیں۔

آپ انبیائے کرام کی زندگیوں پرنظر ڈالیں ان کے کردار اور اخلاق میں کوئی کنروری نہیں ملے گی۔ کوئی جرم کوئی عیب ان کی ساری ساری زندگیوں میں نہیں مل سکے گا۔ بلکہ وہ اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کے عظیم مینار اور انسانی ہمدردی و خیرخواہی کے روثن چراغ نظر آئیں گے۔ مگر ایمان کی بنیاد پر شیطانی ٹولے نے ان پا کباز شخصیتوں سے بھی دشمنی کی اور ان کے قتل کے در بے ہوئے اور سوفیصد جھوٹے پر اپیگنڈے کر کر کے ان کی مخالفت کرتے رہے اور لوگوں کو اس عظیم علم سے ، اس کا کنات کا رب اللہ ہے النہ کا حق ہے کہ اس کا دین اس دنیا پر غالب ہو اور اس کی نافر مانی نہ ہو، اندھیروں میں رکھتے رہے۔

ان پاکباز اوراعلی اخلاق وکردار پیغیبروں سے دشمنی کرنے والے ایسے گندے اور ذلیل لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن، انسانیت کا دشمن آگ کی طرف بلانے والے ذلیل لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن، انسانیت کا دشمن آگ کی طرف بلانے والے لیڈر وحکمران قرار دیتے ہوئے روئے زمین پر چلنے والی تمام مخلوقات سے بدتر قرار دیا گیڈر وحکمران قرار دیتے ہوئے روئے اپنی خواہشات کی پیروی ہے اور ان کی زندگ جہالت و گمراہی برمبنی ہے۔

>00000000000000000



وہ پشمنی چونکہ صرف ایمان کی بنیاد برتھی۔اس لیے اہل ایمان کوایسے موقع پر ڈٹ جانے کا حکم دیا گیا اور شیطان اور اس کے ایجنٹوں کے مقابلے بران کے الزامات، جھوٹے پرا پیگنڈے، تحقیر و تذلیل کے منصوبے ان سب کے خلاف صرف اس بنیاد پر کہ''ہمارا رب اللہ ہے، ہم نے اس کی اطاعت وعبادت کرنا ہے، اس کے حکم پر چلنا ہے، اسی کے دین کو قائم رکھنا ہے، ڈٹ جانے کا حکم دیا گیا اور صرف خود ہی ڈٹ جانے كا حكم نہيں بلكه "إستقامُوًا" عربي كرائم كے اعتبار سے باب استفعال ہے جس میں عموماً '' مدد'' طلب کے معنی ومفہوم میں مراد ہوتا ہے۔ بیا لفظ بیان کر کے گویا تقاضا کیا گیا کہ دوسروں کو بھی اس قول اور منبح پر قائم رکھو۔ ادھر وہ حجوٹ بولیں حجوٹے برا پیگنڈے کریں اور مایوسیاں پھیلانے کی کوشش کریں، بندوں کا رب بر اعمّاد ویقین کمزور کرنا چاہیں، ادھرتم دعوت کا کام تیز کر دورب کی قدرتوں اور طاقتوں کے تذکرے کر کے ،اس دنیا میں پہلے اہل ایمان کواللہ نے کیسے کیسے اپنی مدد بھیج کر غالب کیا اور کفر کی طاقتوں کو ہر باد کیا بیرتذ کرے کر کے اہل ایمان کو ایمان پر قائم رکھو ان کے حوصلے بڑھاؤ، اللہ یر ایمان ویقین کو پختہ کرو تاکہ وہ کفر اور اس کے یرا پیگنڈے سے اوراس کی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوں اوران کے ایمان میں کمزوری وا قع نہ ہواورا نکی نظریں اس دنیا کے مفادات سے آ گے جنت کے حصول پراور دوزخ ہے بچنے پر ہوں اور انکے عقائد واعمال میں کمزوری واقع نہ ہو بلکہ پیرکفر اور اہل کفر سے نفرتوں میں زیادہ ہوں۔ان کی دہشت گردیوں،ان کے ظلم و ہوس برستی کو سمجھیں

اور اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت میں ثابت قدم رہیں، اللہ کے دین پر پختہ رہیں۔

گویا قرآن کی اس آیت نے جہاں ایک بہت بڑی حقیقت ہمارے سامنے کھول دی وہیں کرنے کا کام بھی بتا دیا کہ جب " رَبُّنَا اللّٰهُ " کی بنیاد پر اہل ایمان کھڑے ہوں گے تو کفر کی طرف سے پراپیگنڈے، گھیراؤ، پابندیاں، دھمکیاں بھی شروع ہو جائیں گی اور ایسے وقت میں اہل ایمان تم نے نہ صرف خود ثابت قدم رہنا ہے بلکہ دوسروں کو بھی " رَبُّنَا اللّٰہُ "کے عقیدے پر قائم رکھنا ہے۔

نبی اکرم ملطی آیا کی زندگی میں جنگ احزاب کاموقع اس کی بہترین مثال ہے۔
آپ نے جب ایمان کی بنیاد پر کام شروع کیا تو دشمنی شروع ہوگئ۔ جوں جوں کام برطا گیا گفر نے اپنی حکومتیں گرتی ہوئی محسوس کیں۔ یہودو صلبی ظالموں اور سود خوروں کو اپنی خواہشات کی وجہ سے انسانیت پرظلم اور آسانی شریعتوں پرظلم کر نیوالوں کو اپنی سواہشات کی وجہ سے انسانیت برظلم اور آسانی شریعتوں کے اتحاد کر نیوالوں کو اپناسب کچھ برباد ہوتا نظر آنے لگا تو سارا کفر جمع ہوگیا۔ قوتوں کے اتحاد بننے گئے، سارا کفر جمع ہوگیا، کس کے خلاف؟ جے وہ صادق وامین کہتے تھے۔ جس کی جوائی کو تسلیم کرتے تھے اور کیوں بنتے ہوئے؟ قتل کے منصوبے کیوں بننے گئے؟ صرف ایمان کی وجہ سے کہ وہ کہتے تھے۔ اس کا نئات میں اللہ کا حکم چلنا چاہیے۔ تمہارا حق نہیں کہ انسانوں کو اپنی خواہشات کا غلام بناؤ اور انہیں اپنے رب سے دور رکھواور جہنم کا ایندھن بناؤ۔ تو اس



وقت اہل ایمان ڈٹ گئے۔ بہت پریشانیاں تھیں، معاشی حالات بالکل سازگار نہ سے۔ کھانے پینے تک کے لیے کچھ نہیں ماتا تھا۔ پیٹوں پر پھر باندھ رکھے تھے، اسلحہ اور مال اسباب بھی وافر میسر نہ تھے، باہر میدان میں نکل کرلڑنے کی طاقت بھی نہیں تھی، باہر سے بھی کوئی امید نہ تھی۔ پوری دنیا میں مدینہ کو تنہا کر دیا گیا تھا اور اندر سے منافقین یہود ونصار کی کے ایجنٹ مالوسیاں پھیلا رہے تھے کہ اب تمہارا کیا ہے گا؟ ساری دنیا تمہارے خلاف ہو چکی ہے، ان سے ڈر جاؤ۔ سورہ احزاب پڑھ کر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کس قدر شدید حالات تھے۔ گر ہمارے پیغیر اور صحابہ کرام ایمان کی بنیاد پر بی ڈٹ گئے اور کفار کے پرا پیگنڈے کا توڑ کرنے گئے۔ لوگوں کو اللہ کی قوت برمطمئن کرنے گئے۔ لوگوں کو اللہ کی قوت

﴿ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﴾

[الاحزاب: ٢٢]

'' بیروہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔''

اس چیز کا اللہ نے ہمیں وعدہ دے رکھا تھا اور اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں اور ان کے ایمان ویقین میں پختگی ہی آئی تھی کفراپنی تمام تر چالوں کے ساتھ انہیں اس راستے سے بدگمان نہیں کر سکا اور یہی وقت ہوتا ہے اللہ کی نصرت کا ،اس کی طرف سے مدد کے اتر نے کا حقیقت ہے کہ کفر کی ان یلغاروں، گھیراؤ، پابندیوں میں اللہ پر

3000000000000000

المحمول مقوط كابل و بغداد المحمول المح

ایمان میں ثابت قدم رہنا، بالکل پرواہ نہ کرنا اور مطمئن رہنا اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط کر لینا، یو ممل اللہ کی مدد اتر نے کے لیے بنیاد بنتا ہے۔ اسباب وسائل بنیاد نہیں بنتے۔ ہجرت کے سفر میں جب نبی اکرم طفی آور حضرت ابو بکر ڈواٹیئی غارمیں چھے ہوئے تھے، کوئی طاقت پاس نہ تھی، کہیں سے حمایت میسر نہ تھی۔ کا فرنگی تلواریں لیے دند ناتے پھر رہے تھے اور غار کے اوپر چڑھے ہوئے تھے۔ اس وقت بھی حضرت ابو بکر واٹیئیڈ نے گھر اہٹ کا اظہار کیا تو ہمارے پینمبر طفی کی تی فرمایا تھا:

﴿ لَا تَحُزَلُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴾

''غم نه کروالله ہمارے ساتھ ہے۔''

یہاں بھی اللہ نے مدد کی اور احزاب کے موقع پر بھی مدد نازل کی۔فرشتے اتار دیے، ہوائیں بھیج دیں اورلڑائی کا سارامعاملہ اللہ نے اپنے ذمے لے لیا۔

ہارے کرنے کے کام:

آج بھی صورتحال یہی ہے۔ کفراس دنیا میں دندنا رہا تھا، جمہوریت کے نام پر کفار اپنی خواہشوں پر زندگی گزار رہے تھے، اللہ کی بڑائی وعظمت اور اس کی فرمانبرداری کا تصورختم ہورہا تھا۔ مسلم ملک، حکمران اورعوام بھی رب کی مرضی پر زندگی گزار نے کی بجائے کفار کی دوسی اوران کی نقالی میں ہی کامیابی اورعزت تصور کرتے تھے۔ اسلام پر جاہلیت کے آوازے کسے جاتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول کے طریقوں کو براہمجھا جاتا تھا۔ اسلام دب گیا اور کفار کے گروہ ایک دوسرے سے آگے





سے نفرت کا درس دیں۔

مادی اسباب ووسائل کے پراپیگنٹرے میں بھی نہ آئیں۔ایسے تجزیے کرنے والے ذرابہ تو سوچیں کہ جنگ بدر میں اللہ کے نبی طفی آپاس کیا تھا؟ جنگ احزاب کے موقع پران کے پاس کیا تھا؟ نبی طفی آپا کو نمونہ بنائیں۔ایمان پراستقامت اور لوگوں کو قائم رکھنا، کفر کے پراپیگنڈ نے توڑنا، اللہ کی محبت پر دعوت و جہاد کے ممل پر ڈٹے رہنا، بیاللہ کی مداتر نے اور فرشتے اتر نے کی بنیاد ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوُ ا رَبُّنَا اللَّهُ ﴾

''بےشک وہ لوگ جو کہددیتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔''

پھران کے گھیراؤ ہوں، شیطانی قوتوں کی طرف سے دھمکیاں دشمنیاں دیکھیں تو پریشان ہوکراللدکو چھوڑ نہ دیں اپنے دین و ہدایت سے پیچھے نہ آئیں بلکہ ڈٹ جائیں اور دوسروں کو بھی قائم رکھیں تو:

﴿ تَتَنَزَّلُ عَلَيُهِمُ الْمَلَاثِكَةُ ﴾

''ان پر پھر فرشتے اترتے ہیں۔''

اورا نہیں اللہ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں کہ کوئی غم نہ کروکوئی فکرنہ کروتم ہی غالب ہوگے۔

افسوس کا مقام ہے کہ آج بہت سے لوگ کفر کے ان طوفانوں اور جھوٹے پراپیگنڈوں کو دیکھ کراپنے رب سے، دین اور اپنے ایمان سے پیچھے ہٹ آئے اور

30000000000000





دلیر بنائیں۔اپنے دین حق پر ڈٹ جائیں،ایمان پر لوگوں کو مضبوط کریں۔ کفار سے نفرت،ان کی تہذیب سے نفرت،ان کے طریقوں سے نفرت کریں اور اللہ سے محبت کریں،اپنے رسول سے محبت کریں،اپنے دین سے محبت کریں،اپنے آپ کو دین و ایمان میں سپابنائیں۔ یہی عمل ان شاء اللہ فرشتوں کے اتر نے کا باعث بنے گا۔ کفر کی تنابی اور اسلام کے غلبہ کی بنیاد ہمیشہ ایمان واستقامت ہوتا ہے۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فر مائے۔آ مین!!







عَنُ تُوْيَانَ مَوْلِي رَسُولِ اللَّهِجِ يَنْكُ قَالَ: قَــالَ رَسُولُ اللَّـهِ يَنْكُ : يُوشِكُ أَنْ

تَدَاهَى عَلَيْكُمُ الْآمَمُ مِنْ كُلَّ أَفِي كَمَا تَدَاهِى الْآكِلَةُ عَلَى فَصَعَتِهَا قَالَ: قَلْنَا يَارَسُولَ اللهِ ، أَمِنْ قِلَّةٍ بِنَا يَوْمَعِذِ ؟ قَالَ: أَنْتُمُ يَوْمَعِذِ كَفَا يَا يَوْمَعِذِ ؟ قَالَ: أَنْتُمُ يَوْمَعِذِ كَفَاءَ كَغَفَاءِ السَّبُلِ يُنْتَزَعُ الْمَهَابَةُ مِنْ فَلُوبِكُمُ الْوَهُنُ ، قَالَ: قُلْنَا وَمِنْ قُلُوبِكُمُ الْوَهُنُ ، قَالَ: قُلْنَا وَمَا الْوَهُنُ ؟ قَالَ: قُلْنَا وَمَا الْوَهُنُ ؟ قَالَ : قُلْنَا وَمَا الْوَهُنُ ؟ قَالَ: قُلْنَا وَمَا الْوَهُنُ ؟ قَالَ: وَلَيْ الْمَهُوبِ .

[مسند احمد: ٢٧٨٠ - ابو داؤد، كتاب المدلاحم]

"حضرت او بان بیان كرتے میں كدر سول اللہ تلاق نے فرما اعتقریب
تم پر ہر طرف سے قومی اس طرح ٹوٹ پڑیں كى جيسے
كمانا كھانے والے دستر خوان پرٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہم نے كہا
بار سول اللہ تلاق ! كيا ہمارى به حالت قلت تعداد كى وجہ ہے ہوگ،
فرما يا: تم تعداد میں بہت زيادہ ہو كے لين تمہارى حيثيت سمندركى
جماگ كى كى ہوگى - تمہارے وقت كسينوں سے تمہارا رعب لكل
جائيگا۔ اور تمہارے دلوں میں وهن پيدا ہو جائے گا۔ ہم نے عرض كيا
وشن كيا ہے؛ فرما ياز نمر كى سے مجت اور جمادكى موت سے فرت۔

Ph & Fax: 91-42-7230549 4-lake Road Chuburji Lahore

